عظیم کتاب

حیات صدر الافاضل

(قدس سرہ)

صدر الافاضل مولینا مفتی محمد نعیم الدین قدس سرہ

ادارہ نعیمیہ رضویہ سواد اعظم لاہور

موچی گیٹ

Marfat.com

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

ذخیرہ پروفیسر محمد اقبال مجددی

جو 2014ء میں پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو

CALL NO.
PUNJAB UNIVERSITY LIBRARY
LAHORE

Marfat.com

إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا

فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلٰى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ

تذکرہ

400

المعروف بہ

حیات صدر الافاضل

صدر الافاضل استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی حکیم سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے حالات بلکہ ساتھ مسلمانوں کی دینی و سیاسی رہنمائی اور علماء اہل سنت کے مجاہدانہ عظیم کارنامے، علمی و افادی مضامین کا بے مثل ذخیرہ

مرتبہ

فاضل جلیل حضرت علامہ مفتی حکیم سید غلام معین الدین نعیمی [illegible]

یکے از مطبوعات

ادارہ نعیمیہ رضویہ، سواد اعظم [illegible] لاہور

بار دوم باضافات نظر ثانی

قیمت تین روپیہ

Marfat.com

اجمالی تذکرہ حضرت صدر الافاضل قدس سرہ

از رشحات قلم خلیفہ اعظم تلمیذ اخص الاکرم "تاج العلماء" سند الفضلاء حضرت مولانا مفتی محمد عمر نعیمی محدث اعظم پاکستان کراچی طاب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ

130491

حضرت کا اسم گرامی "محمد نعیم الدین" لقب "صدر الافاضل" "استاذ العلماء" ولادت مبارک ۲۱ صفر ۱۳۰۰ھ میں ہے۔ تاریخی نام "غلام مصطفےٰ" ہے آپ کے والد ماجد حضرت مولانا معین الدین صاحب کے کئی فرزند قرآن کے حافظ ہو کر، نوجوانی میں رحلت فرما گئے اور اولاد کا عظیم صدمہ تھا۔ اس فرزند کی پیدائش پر نذر مانی کہ مولیٰ تعالیٰ اسے عمر طبعی عطا فرمائے تو خدمت دین کے لیے اس فرزند کو وقف کر دوں گا اور جہاد ہوگا۔ تو اس فرزند کو اپنے آگے لے کر میدان جہاد میں حاضر ہوں گا۔ چنانچہ آپ نے یہ نذر پوری کی "خلافت کمیٹی" کے دور میں جب علماء اہلسنت پر حملے ہو رہے تھے اور ہندو مسلم اتحاد زور پر تھا۔ حضرت صدر الافاضل کے خلاف ہلیر وہابیہ نے مسلمانوں کو بھڑکایا اس وقت حضرت مولانا، معین الدین صاحب نے فرمایا کہ یہی جہاد ہے جس کی میں نے نذر مانی تھی، اس جہاد میں اس فرزند کو پورا کر دوں گا۔ ایک مرتبہ شہر بھر میں شورش تھی، وہابیہ نے ایک جلسہ کر کے حضرت کے مقابل بڑی زہر افشانی کی اور ایک پہلوان نے مرزبین تلوار دکھا کر کہا میں جا کر حضرت کا نام لے کر انہیں قتل کروں گا۔ حضرت مولانا معین الدین صاحب نے ایک قطعہ تحریر فرمایا۔ جو کولٹے سے آپ کی نشست گاہ میں دیوار پر لکھا تھا۔

یا الٰہی بے خطا بے جرم ہے میرا پسر دشمنی رکھتے ہیں اس سے شہر کے فتنہ گر

Marfat.com

تو برائے احمد مختار با بوبکر و عمر — دشمنان را دوست گرداں دوستاں دوست تر

حضرت صدر الافاضل قدس سرہ کے والد ماجد کا نام نامی حضرت مولانا مولوی محمد معین الدین صاحب، تخلص، نزہت، لقب استاذ الشعراء ہے مراد آباد کی خواندہ آبادی ایک ربع حضرت مولانا معین الدین صاحب کی شاگردی کا شرف رکھتی تھی، حضرت موصوف نواب مہدی علی ذکی کے ارشد تلامذہ میں سے تھے، ذکی کے شاگردوں میں حضرت مولانا کفایت علی صاحب کافی - مولانا محمد حسین صاحب تمنا، نواب شبیر حسن خانصاحب تنہا، اور مولانا معین الدین صاحب نزہت بہت مشہور ہیں۔

حضرت مولانا محمد معین الدین صاحب نے محمد قاسم نانوتوی کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ اس وقت وہابی اپنی وہابیت کو بہت چھپاتے تھے چنانچہ مولوی محمد قاسم نے حضرت مولانا معین الدین صاحب کو میلاد شریف پڑھنے، قیام کے ساتھ صلوٰۃ وسلام پڑھنے کی اجازت دی اور بہت [illegible] جب اعلیٰ حضرت [illegible] حضرت مولانا معین الدین صاحب سے جب کہا گیا کہ محمد قاسم وہابی تھا، تو انہوں نے فرمایا، میں کس طرح مانوں مجھے خود انہوں نے میلاد شریف پڑھنے، قیام کے ساتھ صلوٰۃ وسلام پڑھنے کی برکت سے نوازا، اور اجازت دی ہے۔ جب موصوف کو [illegible] دکھایا، اور تحذیر الناس مصنفہ مولوی قاسم نانوتوی جس میں انہوں نے ختم نبوت کا انکار کیا ہے، دکھائی اور عبارت [illegible] حسام الحرمین سے مطابق کیا، اس وقت موصوف نے ان کی بیعت فسخ کی ہے اور اعلیٰ حضرت [illegible] بیعت کی [illegible]

پھر اہل [illegible] اس ہی سے نزہت ہوں جس میں گمراہ شیخ وفانی

رضائے احمد اسی میں سمجھوں کہ مجھ سے احمد رضا ہوں راضی !

حضرت مولانا معین الدین صاحب کے والد ماجد کا نام نامی ، اسم گرامی مولوی امین الدین تخلص راسخ ہے جو اپنے زمانہ کے مشاہیر سے ہیں ، آپ کے چند شعر نقل کئے جاتے ہیں ؂

ہے خیالِ یار کا مسکن دلِ بیتاب میں
قید کرتے ہیں پری کو ہم چہ سیماب میں

دیکھ کر اس کی عرق آلودہ روشن پر عرق حیران ہو نہیں
آئینہ پر آب ہے اور آئینہ ہے آب میں

خاک ہے آغاز راسخ اور ہے انجام خاک
پھونک دے اسباب عالم عالم اسباب میں

مولوی امین الدین صاحب راسخ کے والد ماجد کا نام نامی کریم الدین تخلص آزاد ہے ، ذکی کے استاد ہیں۔ ملک الشعراء ذکی کہا کرتے تھے کہ جیسی اتم تشبیہ میرے استاد کے کلام میں ہے میں نے کہیں نہیں دیکھی "قاصد" کی حالت کے بیان میں تحریر فرمایا ؂

دو پائے تیز رفتارش برفتن
شدہ مقراض در منزل بریدن

جب حضرت صدر الافاضل قدس سرہٗ کی عمر شریف چار سال ہوئی اور رسم مکتب بڑی دھوم دھام سے ادا کی گئی تو حافظ سید نبی حسین صاحب سے قرآن مجید کا حفظ شروع ہوا۔ حافظ صاحب نابینا اور سخت مزاج تھے ، ایک روز تشدد کے ساتھ تعلیم دے رہے تھے ، ایک بزرگ کا گزر ہوا ، انہوں نے حافظ صاحب سے فرمایا " حافظ صاحب آپ کو دیکھتا نہیں یہ لڑکا بڑا ہونہار ہے اس پر اتنی سختی نہ کیجئے یہ منزل پر بہت جلد پہنچیگا " کچھ عرصہ کے بعد حافظ حفیظ اللہ خاں صاحب موصوف نے چار سال میں پورا قرآن مجید حفظ کرا دیا ، حضرت آٹھ سال کی عمر میں حافظ ہو گئے ،

اس کے بعد اپنے والدِ ماجد سے فارسی کی تعلیم حاصل کی اور حضرت مولانا

Marfat.com

ابو الفضل فضل احمد صاحب علیہ الرحمۃ سے عربی اور طب پڑھی، حضرت مولانا ابو الفضل صاحب ایسے مقدس بزرگ تھے کہ بیس۲۰ سال مسجد چوکی حسن خان کے حجرہ میں قیام فرمایا، وہیں مطب بھی فرماتے تھے، ایسے مہذب کہ آسمان کی طرف نظر اٹھانا تو کیا معنی، کسی سے نظر ملا کر بھی کلام نہ فرماتے ہمیشہ نگاہ مبارک نیچی رہتی، تمام محلہ حضرت کے تقوے و پرہیزگاری کا معتقد تھا، نعت شریف سے عشق تھا، ہر جمعہ کو بعد نماز جمعہ مسجد چوکی حسن خان میں نعت شریف کا جلسہ ہوتا۔ جس میں شہر کے امیر و غریب تمام لوگ شرکت کرتے حضرت موصوف کا یہ جلسہ ابھی تک جاری ہے، اور نعت خواں اب بھی بعد نماز جمعہ یہاں آکر نعت شریف پڑھتے ہیں۔

شیخ الکل حضرت مولانا محمد گل صاحب کی خدمت میں حاضری

مولانا ابو الفضل صاحب علیہ الرحمۃ صدر الافاضل کو جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول، شیخ الکل حضرت مولانا محمد گل صاحب قدس سرہ کی خدمت میں لیکر حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا کہ یہ صاحبزادہ نہایت ذکی و فہیم صاحب فہم مستقیم ہیں۔ ملا حسن تک پڑھ چکے ہیں۔ میری یہ خواہش ہے کہ بقیہ درس نظامی کی حضرت سے تکمیل کریں۔ حضرت نے قبول فرمایا کتب منطق و فلسفہ اقلیدس اور دورہ حدیث کی تکمیل حضرت مولانا محمد گل صاحب قدس سرہ سے فرمائی ۱۹ سال کی عمر میں تمام فنونات و دینیات سے فراغت پائی۔ ایک سال مشق فتویٰ نویسی و روایت کشی کی مشق فرمائی ۱۳۲۰ھ میں بیس۲۰ سال کی عمر میں دستار بندی ہوئی۔ مدرسہ امدادیہ میں نہایت

Marfat.com

تزک و احتشام سے جلسہ منعقد ہوا۔ علمائے کرام نے اس عالم ربانی فاضل حقانی کی دستار بندی فرمائی۔

حضرت کے والد ماجد حضرت مولانا معین الدین صاحب نے دستار بندی کی تاریخ تحریر فرمائی ہے

ہے میرے پیر کو طلباء پر وہ تفضل سیاروں میں رکھتا ہے جو مریخ فضیلت
نزہت نعیم الدین کو یہ کہکے سنا دے دستار فضیلت کی ہے تاریخ فضیلت

جامع شریعت و طریقت، عالم نبیل ... فاضل جلیل حضرت سراپا برکت مولانا شاہ صوفی محمد حسین علیہ الرحمۃ نے جا بجا شہر میں صدر الافاضل قدس سرہٗ کی وعظ کی مجلسیں ترتیب دیں اور حضرت صوفی صاحب موصوف کو حضرت صدر الافاضل قدس سرہٗ کی دستار بندی سے بڑی مسرت ہوئی۔

اب تو شہر میں حضرت کے بیان کا شہرہ ہو گیا اور روزانہ ہر ہر محلے میں بیانات ہونے لگے، اور شہر کے لوگ بڑے ذوق شوق سے شریک ہوتے۔ وہابیہ کا اثر شہر سے کافور ہوا۔ اور اہل سنت کو فروغ حاصل ہوا۔

پیر کی تلاش

پیر کی جستجو میں پہلی بیعت حضرت شاہ جی محمد شیر میاں صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے، شاہ جی میاں صاحب بڑی محبت و کرم سے پیش آئے۔ اور فرمایا کہ میاں مراد آباد میں مولانا محمد گل صاحب بڑی اچھی صورت ہیں، میں مراد آباد جاتا ہوں تو اُن کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں، اور آپ جس ارادہ سے آئے ہیں آپ کا حصہ وہیں ہے۔ حضرت مراد آباد واپس

Marfat.com

آئے تو حضرت مولانا محمد گل صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا شاہ جی میاں صاحب
کے ہاں ہو آئے اچھا پرسوں جمعہ ہے نماز فجر کے بعد آئیے تو آپ کا جو
حصہ ہے عطا کیا جائے گا۔ تیسرے روز جمعہ کو بعد نماز فجر حضرت مولانا شاہ
محمد گل صاحب نے قادری سلسلہ میں بیعت فرمایا اور جو حصہ تھا عطا کیا۔

یہ ہیں اولیاء کرام شاہ جی محمد شیر میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ عرض
نہیں کیا تھا۔ مگر انہوں نے خود ارشاد فرمادیا کہ تمہارا حصہ وہاں ہے۔ جہاں حاضر
ہو کر حضرت مولانا محمد گل صاحب کی خدمت میں کچھ عرض کیا تھا بلکہ بیعت ہو
گیا تھا وہاں شاہ جی نے کیا فرمایا خود حضرت نے [illegible] اور جو گفتگو
شاہ جی میاں سے فرمائی تھی اس کی اطلاع دے دی۔ شاہ جی محمد شیر میاں
صاحب نے چلتے وقت دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو دشمنان دین پر
فتح مند رکھے اور بچے عطا فرمائے۔ ارشاد کے بعد ایک ہفتہ گزرا
تھا کہ ایک ساتھ دو فرزند پیدا ہوئے۔

اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ سے ملاقات

جودھپور کے ایک وہابی اڈیٹر نے نظام الملک میں ایک مضمون
اعلیٰحضرت کے خلاف شائع کیا۔ جس میں سب و شتم اور اعلیٰحضرت کی شان
میں سخت گستاخیاں کی تھیں۔ صدر الافاضل کو یہ مضمون پڑھ کر بہت سخت
تکلیف ہوئی۔ اگرچہ اعلیٰحضرت سے ملاقات نہ تھی۔ مگر اعلیٰحضرت کی تصانیف دیکھ
کر عقیدت و محبت بہت زیادہ ہو گئی تھی۔ رات ہی اس مضمون کا جواب لکھا
اور صبح نظام الملک اخبار کے دفتر میں جا کر یہ مضمون شائع کرنے پر آمادہ

Marfat.com

کیا ایڈیٹر نے مضمون چھاپنے سے انکار کیا، صدر الافاضل نے فرمایا کہ میرا مضمون تم چھاپو گے تو سیکڑوں نسخے خریدیں گے پھر اس کا جواب جو دہلوی لکھے گا۔ تو دہلی والے تمہارا اخبار خریدیں گے اس کے بعد میرا جواب الجواب شائع کرنا تمہارے اخبار کی اشاعت بہت بڑھ جائے گی، یہ بات اس کی سمجھ میں آگئی اور اس نے صدر الافاضل کا مضمون شائع کیا۔ جب یہ مضمون شائع ہوئے تو اعلیٰحضرت کی خدمت میں خطوط پہنچے کہ آپ کا مضمون جو نظام الملک میں شائع ہوا ہے وہ ہمیں بھیجئے۔ اعلیٰحضرت کو تعجب ہوا کہ میں نے تو کوئی مضمون نظام الملک میں نہیں بھیجا، اہلسنت کی تائید میں کس کا مضمون شائع ہوا۔ حاجی محمد اشرف صاحب شاذلی[1] مراد آبادی سے اعلیٰحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ انہیں اعلیٰحضرت نے تحریر فرمایا کہ نظام الملک کے ایک مہینے کے پرچے لیکر بریلی حاضر ہوں، حاجی صاحب یہ پرچے لے کر بریلی حاضر ہوئے، اعلیٰحضرت نے اس کے مضامین پڑھ کر بہت پسندیدگی کا اظہار فرمایا اور دریافت کیا کہ یہ مضمون کون صاحب لکھتے ہیں، حاجی صاحب نے بتایا کہ مولانا محمد نعیم الدین صاحب ایک نوجوان فاضل ہیں، ۱۹ سال کی عمر میں بڑی عمدہ استعداد رکھتے ہیں۔ اعلیٰحضرت نے فرمایا انہیں ساتھ لیکر آئیں۔ حاجی صاحب مراد آباد آئے اور صدر الافاضل کو اپنے ساتھ لے گئے، اعلیٰحضرت بڑی محبت کے ساتھ ملے، اس کے بعد کوئی مہینہ خالی نہ جاتا تھا کہ بریلی حاضری نہ ہو۔

اعلیٰحضرت کو صدر الافاضل علیہ الرحمۃ پر وہ اعتماد تھا کہ جہاں سے مناظرے

---

[1] حاجی صاحب کراچی کے پیر کی دعا سے ایسی برکت حاصل تھی کہ وہابیہ اور اہلسنت کی تمام کتابیں ان کو حفظ تھیں۔ بے پڑھے لکھے آدمی تھے مگر مناظرہ میں حاضر ہوتے، مناظر کو بتا دیتے کہ فلاں مضمون فلاں کتاب کا فلاں صفحہ پر ہے، وہ صفحات نکالتے تو مضمون موجود ہوتا، اس طرح تمام کتب مناظرہ انہیں ازبر تھیں، بڑے مقدس بزرگ تھے۔

Marfat.com

کی دعوت آتی۔ اعلیٰحضرت اکثر و بیشتر وہاں صدر الافاضل ہی کو بھیجتے۔ نجیب آباد ضلع بجنور میں اشرف علی صاحب کے مقابلہ کے لیے، اور ضلع بھاگلپور میں محمد علی مونگیری و دیگر وہابیہ کے مقابل بریلی میں آریوں کے مقابلہ پر حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمۃ کو منتخب فرمایا۔ جس کا بیان آگے آئیگا۔

مناظرہ:۔ مناظرہ میں وہ ید طولیٰ حاصل تھا تمام گمراہ دینوں سے مناظرہ فرماتے، عیسائی، آریہ، روافض، خوارج، قادیانی وہابی، غیر مقلد منکرین حدیث سب سے مناظرے کئے اور غلبہ پایا۔ زمانہ طالب علمی میں ہی بہت سے مناظرے فرمائے۔ مرادآباد محلہ کٹشہید میں قبرستان کے قریب ایک آریہ رہتا تھا، جو شخص قبرستان میں فاتحہ پڑھنے جاتا اسے بلا کر کہتا کہ روح تو کسی دوسرے قالب میں پہنچ گئی بیکار فاتحہ پڑھتے ہو اس سے کوئی فائدہ نہیں جاہل مسلمانوں کو بہکاتا، حاجی محمد اشرف صاحب نے آکر یہ حال عرض کیا فرمایا چلو اور قبرستان میں جاکر فاتحہ پڑھی۔ حسب عادت اس نے حضرت کو بھی بلایا اور جس طرح لوگوں کو بہکانے کے لیے تقریر کرتا تھا تقریر کی۔ حضرت نے روح کے متعلق اس سے سوالات کیے۔ وہ لاجواب ہوا اور بہت گھبرایا حضرت نے تناسخ کے باطل ہونے پر وہ دلیلیں قائم فرمائیں کہ وہ حیران ہوکر کہنے لگا۔ میں نے آج تک کوئی ایسا محقق فلسفی نہیں دیکھا اور کہنے لگا اب میں کسی کو فاتحہ پڑھنے سے منع نہیں کروں گا، میری تسلی ہوگئی۔ مرادآباد بازار چوک میں آریہ مبلغ روزانہ شام کو اسلام کے خلاف تقریر کرتے تھے۔ حضرت مسجد قلعہ سے جمعہ پڑھا کر واپس آرہے تھے، ملاحظہ فرمایا کہ آریہ اعتراض کر رہا ہے اور شاہی مسجد کے مدرسہ کے ایک مدرس مولوی نعمت اللہ کچھ جواب دے رہے ہیں اور جب کوئی جواب نہ دے سکے، تو

وہاں سے فرار ہو گئے، اور آریہ نے تالی بجائی کہ مولوی صاحب عاجز ہو کر بھاگ گئے میرے اعتراض کا جواب نہ دے سکے۔ حضرت نے فرمایا پنڈت جی، آپ کا کیا اعتراض ہے بیان کیجئے میں جواب دیتا ہوں اس نے بڑی تعلی سے کہا کہ آپ کے مولوی صاحب جواب نہ دے سکے، آپ کیا جواب دیں گے حضرت نے فرمایا آپ اعتراض تو کیجئے پھر دیکھئے کہ تسلی بخش جواب آپ کو ملتا ہے یا نہیں، اس نے کہا کہ آپ کے پیغمبر نے اپنے بیٹے زید کی بی بی سے نکاح کر لیا: حضرت نے فرمایا کہ زید حضور کے بیٹے نہ تھے متبنّٰی تھے، جسے اردو میں لے پالک کہتے ہیں، حضور نے کرم سے انہیں بیٹا فرمایا، شریعت اسلامیہ میں منہ بولا بیٹا نہیں ہوتا، نہ وہ ورثہ پاتا ہے۔ وہ مرجائے تو نہ اس کا ورثہ بیٹا کہنے والے کو ملے، آریہ کہنے لگا کہ منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹا ہو جاتا ہے، اور ورثہ وغیرہ کے تمام احکام ہندو دھرم میں اسے ملتے ہیں، حضرت نے دلائل عقلیہ سے ثابت فرمایا کہ کسی کو بیٹا کہنے سے حقیقت نہیں بدلتی حقیقت میں جس کے نطفے سے وہ پیدا ہے اسی کا بیٹا ہوتا ہے، صرف زبان سے بیٹا کہنا اس کی حقیقت کو نہیں بدلتا اسے ایسے عمدہ پیرائے سے بیان فرمایا کہ سارا مجمع اس سے متاثر ہوا مگر وہ پنڈت ضد سے کہنے لگا کہ میں نہیں مانتا، سارا مجمع اس سے کہتا ہے کہ عقل کی روشنی میں دیکھ۔ مگر وہ کہتا ہے میں نہیں مانتا۔ حضرت نے فرمایا کہ اچھا میں ابھی تجھے منوائے دیتا ہوں، سنو مجمع والو میں کہتا ہوں پنڈت جی تم میرے بیٹے ہو تین مرتبہ بلند آواز سے فرمایا کہ پنڈت جی تم میرے بیٹے ہو۔ اب میرے کہنے سے تم میرے منہ بولے بیٹے ہو گئے اور بقول تمہارے منہ بولے بیٹے کے تمام احکام ثابت ہو گئے، بیٹے کی بی بی حرام اور بیٹے کی ماں حلال، تو تمہاری ماں میرے لیے حلال ہو گئی، کہنے لگا آپ گالی دیتے ہیں۔

Marfat.com

فرمایا میرا مُدعا ثابت ہوگیا جب تم اُسے خود گالی تسلیم کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ منہ بولا بیٹا حقیقت میں بیٹا نہیں ہوجاتا ، یہ سنکر پنڈت مجمع میں چلایا کہ آپ کے مولوی صاحب چلے گئے تھے ، اب میں جاتا ہوں (یعنی مولوی قدرت اللہ مدرس شاہی مسجد) مجمع نے اس کے پیچھے تالیاں بجائیں ۔

دہلی میں رامچندر نامی ایک آریہ بہت خوش آواز تھا ، غیر مقلدین نے اسے کچھ قرآن مجید کی سورتیں بھی اچھے لہجہ کے ساتھ یاد کرا دی تھیں ۔ بہت ہی دریدہ دہن تھا ۔ بریلی میں اس نے مسلمانوں کو مناظرہ کا چیلنج دیا ۔ مسلمانوں نے اس کا چیلنج قبول کیا ، اور حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ کوئی عالم مناظرہ کے لیے مقرر فرمائیے ، انہوں نے ان لوگوں سے فرمایا کہ ابھی مراد آباد تار دو رات کو صدر الافاضل تشریف لے آئیں گے اور صبح مناظرہ شروع ہوجائے گا ۔ تار کسی قدر تاخیر سے پہنچا ، ٹرین کا وقت گزر گیا ، صبح کو صدر الافاضل نہ پہنچے تو حضرت مولانا ظہور الحسن صاحب رامپوری کو جو ایک بڑے جلیل فاضل تھے مناظرہ کے لیے بھیج دیا اور رامچندر سے رُوح و مادہ کے متعلق گفتگو شروع ہوگئی ، جس وقت حضرت صدر الافاضل جلسہ گاہ میں پہنچے تو گفتگو جاری تھی ، مگر علمی بحث سے عوام کو بالکل دلچسپی نہ تھی ، حضرت صدر الافاضل نے حجۃ الاسلام سے فرمایا کہ اگر میں کلام شروع کرتا ہوں تو آریہ کہے گا کہ آپ کے مولوی صاحب ہار گئے اس لیے دوسرے مولوی صاحب کو کھڑا کیا ہے لہذا آپ صدر ہیں ، اعلان کر دیجئے کہ گرمی کا وقت ہوگیا ہے ، گیارہ بج گئے ہیں ، بقیہ بحث رات کو ہوگی ، حضرت حجۃ الاسلام نے اعلان فرمایا کہ سب لوگ اور مناظر چند منٹ کے لیے ٹھہر جائیں میں مجمع کو بتا دوں کہ پنڈت جی آج دیں

مولانا صاحب کی گفتگو کا کیا نتیجہ نکلا، سب لوگ ٹھہر گئے، صدر الافاضل نے راجندر سے فرمایا کہ پنڈت جی آپ یہ کہتے ہیں کہ روح انسانی و حیوانی ایک ہے، صرف نوعیہ کا فرق ہے پنڈت نے کہا جی ہاں فرمایا کہ مولانا صاحب فرماتے ہیں کہ فقط صورت ہی کا فرق نہیں بلکہ روحِ حیوانی اور روحِ انسانی میں بہت فرق ہے، مولانا ظہیر الحسن نے فرمایا صحیح ہے، صدر الافاضل نے مجمع سے دریافت کیا آپ لوگ کچھ سمجھے، مجمع نے کہا کچھ نہیں، صدر الافاضل نے فرمایا کہ پنڈت جی کہتے ہیں کہ آدمی اور گدھے میں روحانی کچھ فرق نہیں گدھا اور آدمی ایک ہیں فقط صورت میں فرق ہے تمہارے سامنے انہوں نے اقرار کیا کہ روحِ حیوانی اور انسانی ایک ہے، یہ سُنکر تمام مجمع قہقہہ مار کر ہنس پڑے اور کہنے لگے کہ پنڈت جی اور گدھے میں فقط صورت کا فرق ہے ورنہ دونوں ایک ہیں اور کہنے لگے اللہ تعالیٰ صدر الافاضل کو زندہ و سلامت رکھے، جنہوں نے دو لفظوں میں سارے مناظرے کا نچوڑ ہمیں سمجھا دیا، یہ جلسہ کامیابی سے ختم ہوا، راجندر نے کہا کہ اس وقت میں آپ کے یہاں آیا ہوں شام کو آپ ہمارے مندر میں آئیں وہاں گفتگو ہوگی، صدر الافاضل نے منظور فرمایا، رات کو آپ مندر میں جائیںگے ۔ صدر الافاضل نے عرض کیا کہ حضور تبلیغِ اسلام کے لیے مندر میں جائیں گے، اعلیٰحضرت نے کامیابی کے لیے دُعا فرمائی ۔ شب کو بعد نماز عشاء مندر پہنچے راجندر نے بڑے فخر کے ساتھ کہا مولانا آپ مجھ سے کیا بحث کریں گے، میں آپ کی کتاب یعنی قرآن پاک کے پندرہ پارے نوکِ زبان پر رکھتا ہوں آپ میرے وید کے پندرہ اوراق اس طرح سنا دیجئے، حضرت صدر الافاضل نے فرمایا ۔ پنڈت جی یہ بات دوبارہ نہ کہنا اس میں تمہاری سخت ذلت ہے، اُس نے جواب میں کہا واہ جناب الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے آپ میری کتاب نہ

Marfat.com

پڑھ سکیں اور میری ذلت ہو، ذلت آپ کی ہو گی یا میری؟ صدر الافاضل نے فرمایا کہ ذلت تمہاری ہو گی۔ میں بڑی مہربانی سے یہ بات کہتا ہوں۔ اگر پہلے آپ نے یہ کہا تو بہت ذلیل ہوں گے۔ پنڈت نے کہا وہ کیسے؟ صدر الافاضل نے ارشاد فرمایا کہ پنڈت جی میری کتاب تو ۱۵ پارے یعنی آدھی کتاب سنا سکتے ہیں، اپنا وید جسے تم خدا کی کتاب مانتے ہو، اس کو تو آدھا سنا دو۔ چاہو سارا دو ۱۵ ورق ہی پانچ ورق ہی فقط پڑھ دو۔ اس سے قرآن مجید کی صداقت کا پتہ چلتا ہے کہ مخالف کی زبان پر بھی اس کا یہ فیض ہے کہ وہ پندرہ پارے سنانے کے لئے تیار ہے اور ماننے والے یعنی مسلمان تو کوئی جاہل سے جاہل گاؤں کا رہنے والا بھی ایسا نہیں ہے جسے کچھ نہ کچھ قرآن مجید یاد نہ ہو کم از کم ایک آیت۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہی اس کو یاد ہو گی۔ قرآن پاک کا دعویٰ ہے۔ ہُدًی لِلنَّاس

یہ کتاب سارے جہان کے لیے ہدایت ہے۔ یہ دعویٰ پنڈت جی تمہارے قول سے ثابت ہو گیا، اور قرآن مجید کا سارے عالم کے لیے ہدایت ہونا آفتاب سے زیادہ روشن ہو گیا۔ اس مضمون کو حضرت نے ایسے شاندار طریقہ سے بیان فرمایا کہ سارا مجمع تڑپ گیا کہ ہندو تک بھی قرآن مجید کی تعریف کرنے پر مجبور ہو گئے۔ مسلمانوں نے نعرۂ تکبیر و نعرۂ رسالت لگائے اور پنڈت جی انتہائی بہت خفیف ہو کر کہنے لگا۔ یہ جلسہ کے لیے مقرر تھا۔ لیکن اب تو وقت زیادہ ہو گیا ہے۔ اب میں جلسہ ختم کرتا ہوں۔ ہم یہ گفتگو ملتوی کرتا ہوں۔ جلسہ ختم ہوا مسلمان کامیابی کے ساتھ فتح و ظفر کے خوشی میں نعرے لگاتے ہوئے واپس ہوئے اور پنڈت جی راتوں رات بریلی سے روانہ ہو گئے۔ صبح کو ان کو تلاش کیا تو جواب ملا، جو رات ختم ہو گیا سب سامان لے کر چلے گئے۔

نواح متھرا اور آگرہ میں شردھانند نے جب فتنہ ارتداد شروع کیا۔ حضرت نے اسے مناظرہ کی دعوت دی، اس نے دعوت قبول کی۔ حضرت دہلی تشریف لے گئے وہ دہلی سے بھاگا اور بریلی پہنچا، حضرت نے بریلی جا کر اسے چیلنج کیا وہ وہاں سے لکھنؤ بھاگا، حضرت لکھنؤ پہنچے وہاں سے وہ پٹنہ پہنچا، حضرت نے پٹنہ ان کا تعاقب کیا وہاں سے وہ کلکتہ روانہ ہوا حضرت نے وہاں جا کر اسے پکڑا، تو اس نے مناظرہ سے صاف انکار کر دیا۔ جناب احمد حسن صاحب رضوی نے نجیب آباد سے اعلیحضرت کو تار دیا کہ اشرف علی یہاں آیا ہوا ہے، ہم نے مناظرہ کی دعوت اسے دی ہے، آپ فوراً کسی مناظر کو بھیجیے، اعلیحضرت نے صدر الشریعۃ مولانا امجد علی صاحب اور حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب کو روانہ کیا اور فرمایا کہ مراد آباد اتر کر صدر الافاضل کو اپنے ہمراہ لے کر نجیب آباد جاؤ اور صدر الافاضل کو ضرور ہمراہ لینا حجۃ الاسلام نے بریلی سے تار دیا اور حضرت کو ہمراہ لے کر نجیب آباد پہنچے وہاں پہنچ کر اشرف علی کو خط لکھا۔ تھانوی صاحب نے صبح جواب دینے کا وعدہ کیا اور راتوں رات نجیب آباد سے بھاگ گئے دوسرے دن صبح معلوم کیا تو پتہ چلا کہ وہ روانہ ہو گئے، وہاں فتح کا جلسہ کر کے یہ حضرات واپس ہوئے، بھاگلپور میں حضرت حامی سنت جامع شریعت و طریقت عالم نبیل فاضل جلیل مولانا الحاج الشاہ احمد اشرف صاحب کچھوچھوی کے مریدین لیں مولوی عبد الشکور کاکوروی وغیرہ نے جا کر اہلسنت کے خلاف تقریریں کیں اور میدان خالی دیکھ کر مناظرہ کا چیلنج دیا، ان لوگوں نے حضرت والا درجت مولانا شاہ احمد اشرف صاحب کو اس کی اطلاع دی۔ حضرت موصوف نے اعلیحضرت کو یہ واقعہ تحریر کیا اور خود بھاگلپور تشریف لے گئے اور مناظرہ کی دعوت

قبول کی اور خلیفہ باغ کی مسجد مناظرہ کے لیے مقرر ہوئی اعلیحضرت علیہ الرحمۃ نے صدر الشریعت مولانا امجد علی صاحب اور صدر الافاضل علیہ الرحمۃ کو بھاگلپور بھیجا، وہابیہ نے گیدڑ بھبکیاں شروع کیں۔ پہلے المدد یا پولیس پکارا اور داروغہ کو بھیجا کہ مناظرہ کو بند کردو صدر الافاضل نے فرمایا انسپکٹر صاحب آپ کو مناظرہ بند کرنے کا اختیار نہیں، یہ اختیار مجسٹریٹ کو ہے اس کا حکم لائیے انسپکٹر صاحب نے کہا مجھے نقض امن کا اندیشہ ہے، حضرت نے فرمایا اس کا میں ذمہ دار ہوں، میں جیسا کہوں گا مجمع اسے تسلیم کرے گا، میں آپ کو تحریر لکھے دیتا ہوں داروغہ صاحب مجبوراً واپس ہوئے اور وہابیہ کی یہ تدبیر کامیاب نہ ہوئی تو خلیفہ باغ کی مسجد کے متولی کو بھیجا کہ وہ متولی ہونے کی حیثیت سے مناظرہ موقوف کردیں، متولی صاحب نے آکر کہا کہ میں مناظرہ بند کرتا ہوں، مسجد میں مناظرہ کی اجازت نہیں دیتا، حضرت صدر الافاضل نے ارشاد فرمایا کہ متولی صاحب اپنی تولیت کی خیر منائیے اور تشریف لیجائیے، وہابیہ کی شکست پر ان حیلوں سے پردہ نہیں پڑ سکتا۔ متولی صاحب نے کہا کہ وہ مناظرہ کے لیے تیار رہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ پہلے انہیں میدان مناظرہ میں لائیے پھر کچھ فرمائیے۔ اس پر متولی صاحب نے کہا میں مناظرہ بند کرتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا مسلمانو! تم ایسے متولی کو جو مسجد میں اللہ کے ذکر سے روکے متولی ہونے سے معزول کرتے ہو۔ مجمع پکار اٹھا ہم نے اس متولی کو معزول کیا۔ حضرت نے فرمایا اب تو عامہ متولی کو موقوف کرسکتی ہے۔ تشریف لے جائیے آپ کی تولیت باطل ہوئی متولی صاحب روانہ ہوئے تو وہابیہ نے یہ عجیب کیا ایک شخص کو بھیجا کہ مولوی محمد علی صاحب مونگیری جو وہابیہ کی طرف سے مناظر ہیں کہتے ہیں کہ مناظرہ عربی زبان میں ہوگا۔ حضرت نے فرمایا خطبہ اور دو

شرطیں ہماری طرف سے اور زیادہ ہیں عربی میں ہوگا اور غیر منقوط زبان میں ہوگا، اور نظم میں ہوگا یہ سن کر وہابی حیران ہو گئے، ان میں یہ قابلیت کہاں تھی، وہ تو دھوکہ بازی اور فریب دہی کے لیے شرط لگا رہے تھے کہ علماء اہلسنت اس شرط کو منظور نہ کریں گے جب یہ فریب بھی نہ چلا تو غائب غلہ ہو کر بھاگ گئے اور حضرت صدر الافاضل اور حضرت صدر الشریعہ اور حضرت سراپا برکت مولانا سید احمد اشرف صاحب نے فتح کے جھنڈے گاڑے منظفر و منصور واپس آتے ۔

الحاصل حضرت کی ساری عمر اسی طرح احقاقِ حق و ابطالِ باطل میں گزری، حتی کہ صاحب کتاب "براہین قاطعہ" مولوی خلیل احمد انبیٹھوی پر اعلیحضرت کے فتوے نے کفر پر اتمام حجت کے لیے ان کے مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور خود حضرت قدس سرہ اور آپ کی معیت میں منشی شوکت علی صاحب رامپوری اور ... حبیب صاحب مدیر "سیاست" لاہوری گئے، گفتگو فرمائی، حکم شرع ... سے باخبر کیا، وہ جواب سے عاجز و مجبور ہو کر کہنے لگا "آپ مجھے کافر نہیں ... سمجھیے مگر میرے پاس جواب نہیں" اس طرح ذلیل و رسوا ہوا، مگر قبول توبہ کی سعادت رفیق حال نہ ہوئی۔

غرضکہ آپ کے علمی و افادی کارنامے دینی کہاں تک بیان کیے جائیں۔

عمر نعیمی

Marfat.com

حیاتِ صدر الافاضل کے چند تاریخی اوراق

از خادم آستانہ نعیمیہ غلام معین الدین نعیمی غفرلہ

نحمدہ و نصلی علیٰ حبیبہ الکریم

آپ کا اسم مبارک سید محمد نعیم الدین صاحب ہے۔ آپ کو تمام اہل سنت "صدر الافاضل" "استاذ العلماء" کے لقب سے یاد کرتے تھے آپ کے والد ماجد حضرت مولانا سید معین الدین صاحب نزہتؔ ابن حضرت مولانا امین الدین صاحب راسخؔ مرادآبادی قدس سرہم اسرارہم ہیں۔

آپ کے آباؤ اجداد مشہد شریف کے رہنے والے تھے۔ حضرت اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے عہد بادشاہی میں ہندوستان آئے اور بڑے جلیل المناصب عہدوں پر فائز رہے۔ حضرت عالمگیر نے آپ کے آباؤ کرام کا بڑا اعزاز و احترام کیا، بڑی بڑی جاگیریں عطا فرمائیں۔ جو نسلاً بعد نسل اس کی کچھ حصہ آپ کے ورثہ میں بھی آیا۔ یہ خاندان ہمیشہ علم و فضل کا آفتاب اور علوم و فنون کا ماہتاب رہا ہے۔ جو عزت و شرف قدر و منزلت اور علم و فضل میں جو فوقیت آپ کو حاصل ہوا، اس کی نظیر میدان علم کے شہسواروں میں شاذ و نادر ہے۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۰۰ھ میں ہوئی آپ کی ولادت کا مادہ تاریخی غلام مصطفیٰ ۱۳۰۰ھ ہے۔ آپ کا وصال ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ مطابق ۲۳ اکتوبر ۱۹۴۸ء ہے۔ آپ کے وصال کا مادہ غلام مولیٰ ہے ۱۳۶۷ھ۔

آپ ذہانت و فطانت میں لاثانی تھے۔ آپ نے آٹھ برس کی عمر شریف میں قرآن کریم حفظ کر لیا تھا [illegible] قبل ہوئے ختم [illegible] رمضان مبارک میں [illegible]

Marfat.com

پابندی سے ختم قرآن کریم پڑھا کرتے تھے ؎۱ حفظ قرآن کریم کے بعد آپ بدرۃ الافاضل علامۃ العلماء حضرت مولانا سید شاہ محمد گل صاحب کابلی مہتمم مدرسہ امدادیہ مراد آباد کی خدمت فیضدرجت میں حاضر ہوئے، ۱۹ سال کی عمر شریف میں تمام علوم عقلیہ اور نقلیہ کی تعلیم حاصل کر کے اپنے ہم جماعت طالب علموں میں مسند تفوق پر آئے تھے۔"

زمانہ تحصیل علم کے بیشتر علمی مباحث میں فکر کی جودت و ذہانت نے ہمعصروں کے دلوں پر سکہ جما دیا تھا۔ بارہا علمی مذاکروں میں ہم جماعتوں پر فائق و غالب رہے۔ آپ کی چودہ سال کی عمر شریف تھی کہ ہم جماعت طلباء میں فارسی ادب میں مقابلہ ہوا۔ دفتر ابوالفضل کو سامنے رکھ لیا گیا کہ ہر ایک اس کے مکتوب کے مقابلہ میں اپنی انشاء دکھائے، چنانچہ سب کچھ لائے، جب پوچھا گیا تو سب نے بیک زبان عجز کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ آپ کا مکتوب دفتر ابوالفضل سے ہم دوش ہے۔ اسی طرح دیگر علمی مذاکروں میں آپ ہمیشہ غالب رہتے تھے۔

مدرسہ امدادیہ کی دیوار سے متصل "مدرسہ دیوبند ثانی" جس کو مدرسہ شاہی کہا جاتا تھا اور دیوبند کے سابق (بانی) قاسم نانوتوی صاحب نے تعمیر کیا تھا کبھی کبھی تشریف لے جاتے اور اسباق کی سماعت فرماتے تھے۔ ایسے ایسے اعتراضات ہوتے کہ اساتذہ مدرسہ شاہی مسجد حیران ہو کر تحسین و آفرین کرتے۔

؎۱ آپ کی عمر تقریباً چھ سات سال کی تھی حافظ صاحب نے کچھ تنبیہ فرمائی ادھر سے ایک مجذوب گزر رہے تھے، انہوں نے کہا حافظ تو آنکھ کا اندھا ہے کیا تجھ کو علم نہیں کہ کس کو تنبیہ کر رہا ہے پتہ ہے یہ کون ہے؟

دوسرے دن حافظ صاحب نے آپ کو ... [illegible] ... پڑھانا شروع کر دیا۔

بعض موقع پر اساتذۂ مدرسہ شاہی مسجد محسوس کیا کرتے تھے کہ اس نوعمر کے آنے سے ہمارا نظامِ اسباق خراب ہوتا ہے، اور اس کی علمی ذہانت سے لاجواب ہونا ہمارے دقارِ علمی کو ٹھیس لگاتا ہے۔ اسی طرح مرادآباد کے صدر مقام کمیٹی چوک میں ایک چبوترہ تھا، جس پر شام کے وقت کبھی پادری، کبھی آریہ، کبھی سناتن دھرمی، کبھی غیر مقلد اور کبھی دیوبندی عالم وغیرہ میں سے کوئی کھڑا ہو جاتا اور اپنے خیالات کا اظہار کرتا تھا، آپ اپنی نوعمری میں ان سے خوب خوب مقابلہ کرتے، اور ان کے باطل نظریات کی دھجیاں بکھیر کے رکھ دیتے، وہ زمانہ گرما گرم بحث و مناظرہ کا تھا۔ ہندو آریہ اور دیوبندیوں کے جدید نظریۂ فکر کی ابتدائی نشر و اشاعت کا دور دورہ تھا اور ان کے مناظر و مجادل عامۃ الناس کو گمراہ کرنے میں سرگرم عمل تھے۔ مرادآباد کی فضا میں اہانتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوب گرما گرمی تھی۔ چونکہ دیوبند مرادآباد کنفس واحدہ تھے لہذا مرادآباد کو بھی ان کے نظریات کی آماجگاہ ہونا ضروری تھا، کہیں علم غیب رسول پر بحثیں ہوتی تھیں، کہیں خاتم نبوت نہ ہونے پر تقریریں ہوتی تھیں، کہیں بشریت کا چرچا تھا، تو کہیں شیطان و ملک الموت کے علم کو علم رسول پر فوقیت نصِ قطعی سے ثابت کرنے کا نوحہ تھا غرضیکہ وہ وقت اس جدید مکتبِ فکر کی ترویج و اشاعت کے پورے عروج کا تھا، اور ان کو اپنے ان نظریات کی تبلیغ و اشاعت کی جرأت کا یوں موقع مل گیا تھا کہ۔

جنگ آزادی ۱۸۵۷ء (جس کو انگریزوں نے غدر کے نام سے مشہور و بدنام کیا) کے موقع پر ملک میں سے ایک ایک عالم اہلسنت کو چن چن کر یا تو پھانسی دے دی گئی، یا کالے پانی بھیج دیا گیا تھا یا مخالفین نے ان کو انگریزوں سے سازش کر کے شہید کروا دیا گیا تھا، ملک میں صرف وہی لوگ کھلے بندوں پھر رہے تھے جنہوں نے مسلمانوں کی پشت پر چھرا مارنے کا کام کیا، اور انگریزوں کی حمایت

Marfat.com

میں انگریز مخالف علماء کی شکایتیں کر کے انگریزوں سے انعام و اکرام حاصل کیے، کسی کو جاگیریں ملیں، کسی کو شمس العلماء کے خطاب سے نوازا، ۱۸۵۷ء سے بہت پہلے انگریزوں نے اپنے ہی خواہوں میں سے کسی کو فوج اور اسلحہ فراہم کیا کہ وہ سرحد جا کر ان مسلمانوں کو تہ تیغ کریں جو ایک آنکھ بھی انگریزوں کے وجود کو دیکھنا نہیں چاہتے تھے، اس غرض کے لیے کھلم کھلا انگریز سے اسلحہ حاصل کر کے پشاور کی طرف چڑھائی کی سو سال پہلے کی تاریخ شاہد ہے کہ آج جس کو "مجاہد اعظم" کہا جاتا ہے اور آزادی کا علمبردار بنایا جاتا ہے وہ خود کہاں تک انگریز نواز اور مسلمانوں کا دشمن تھا۔ بات یہ ہے کہ تاریخ کو مسخ کر کے جھوٹ کو پوری قوت اور شدومد کے ساتھ اتنا چیخ چیخ کر سچ ثابت کیا جا رہا ہے کہ عقل و دیانت حیران ہے، اس قسم کے پروپیگنڈے کا طریقہ بھی انہوں نے اپنے آقایان ولی نعمت انگریزوں سے سیکھا ہے۔

اصل واقعات یوں ہیں کہ جب سلطنتِ مغلیہ پر زوال کا دور آیا، اور انگریزوں کی ایسٹ انڈیا کمپنی ہندوستان میں برسرِ اقتدار آنے لگی تو انگریزوں نے اپنی قوت کو مستحکم کرنے کے لیے ماحول کا جائزہ لیا اور وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ جب تک پنجاب میں سکھوں کی طاقت اور سرحدی علاقوں میں مسلمانوں کی قوت کمزور نہ ہو گی، اس وقت تک ہمارے قدم پوری طرح نہ جم سکیں گے اس مقصد کی تکمیل کے لیے انگریزوں نے سید احمد صاحب ساکن رائے بریلی اور مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کو تاکا، اور انہیں پٹی پڑھائی کہ تم مسلمانوں کو یہ تبلیغ کرو کہ انگریزوں سے جہاد ناجائز ہے اور عام مسلمانوں کو سکھوں کے مظالم کی داستانیں سنا کر انہیں سکھوں سے جہاد کی تبلیغ کرو، اس کے ساتھ ہی مسلمانوں کے بعض وہ اعمال جنہیں تم کفر و شرک کہتے ہو۔

علی الاعلان بیان کر کے ایسے مسلمانوں کو کافر و مشرک قرار دو جو ان کے مرتکب ہوتے ہیں، خصوصاً سرحدی علاقوں کے مسلمان عموماً اس قسم کے امور کو اچھا سمجھتے ہیں، لہٰذا نہ صرف سکھوں، بلکہ سرحدی مسلمانوں سے بھی لڑو، تاکہ یہ دونوں قوتیں کمزور ہو جائیں اور ہندوستان پر ہمارا تسلط پوری طرح قائم ہو سکے۔

تاریخی ثبوت:- اب تاریخی شہادتیں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے:-

مولوی اسماعیل صاحب دہلوی نے اپنے جہاد کی حقیقت اور تحریک کی بنیاد دل نیز انگریز دوستی کی واقعیت کو کس قدر بے نقاب فرما دیا ہے "حیاتِ طیبہ" مصنفہ مرزا حیرت دہلوی وہابی مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی ص ۲۹۶ پر ہے:

"کلکتے میں جب مولانا (اسماعیل دہلوی) نے جہاد کا وعظ فرمانا شروع کیا اور سکھوں کے مظالم کی کیفیت پیش کی تو ایک شخص نے دریافت کیا کہ آپ انگریز پر جہاد کا فتویٰ کیوں نہیں دیتے؟ آپ نے جواب دیا کہ ان پر جہاد کرنا کسی طرح واجب نہیں، ایک تو ہم ان کی رعیت ہیں، دوسرے ہمارے مذہبی ارکان کے ادا کرنے میں وہ ذرا بھی دست اندازی نہیں کرتے۔ ہمیں ان کی حکومت میں ہر طرح آزادی ہے، بلکہ اگر کوئی ان پر حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں، اور اپنی گورنمنٹ (برطانیہ) پر آنچ نہ آنے دیں۔"

دیکھا آپ نے کس طرح گورنمنٹ برطانیہ پر مسلمانوں کو قربان کیا جا رہا ہے کیا مرزا غلام احمد قادیانی کی انگریز دوستی سے اس دوستی کا وزن کچھ کم ہے؟ ایک اور حوالہ ملاحظہ کیجئے:-

Marfat.com

"تواریخ عجیبہ" مصنفہ محمد جعفر صاحب تھانیسری وہابی، مطبوعہ مطبع فاروقی دہلوی صد ۲۲ پر لکھا ہے :

"یہ بھی روایت صحیح ہے کہ اثنائے قیام کلکتہ میں ایک دن مولانا محمد اسمٰعیل شہید وعظ فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے مولانا سے یہ فتویٰ پوچھا کہ سرکار انگریزی پر جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں مولانا نے فرمایا کہ ایسی بے ریا اور غیر متعصب سرکار پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہیں۔"

یہ بھی دیکھیے، تواریخ عجیبہ صد ۲۲۶ پر ہے :

"آپ (سید احمد صاحب ساکن رائے بریلی کی) تاریخ عمری اور مکاتیب میں بیسیوں سے زیادہ ایسے مقامات پائے گئے ہیں جہاں کھلے اور اعلانیہ طور پر سید صاحب نے بدلائل شرعی اپنے پیرو لوگوں کو سرکار انگریزی کی مخالفت سے منع کیا ہے۔"

اب ذرا اتنا بتا دیجیے کہ انگریزوں کے خلاف جنگِ آزادی کس نے لڑی؟

اور پڑھیے :- تواریخ عجیبہ صد ۹۱ پر ہے :

"ہم سرکار انگریزی پر کس سبب سے جہاد کریں، اور خلافِ اصولِ مذہبی طرفین کا خون بلا سبب گرا دیں۔"

ٹھیک ہے آپ کے نزدیک تو صرف سرحدی مسلمانوں کا خون گرانا اصول مذہبی کی رو سے جائز ہے !!!

اور ملاحظہ فرمائیے :- تواریخ عجیبہ صد ۲۲۴

"پنجاب میں اس وقت ایک ایسی عادل اور بے ریا گورنمنٹ کی عملداری تھی کہ جس سے کسی طرح مخالفت جائز نہیں۔"

130491

Marfat.com

سوچنا چاہیئے کہ جن کے نزدیک انگریزوں کی حکومت عادلہ اور رحمتہ رہا ہو، اور اس عادل گورنمنٹ کی مخالفت جن کے نزدیک جائز نہ ہو، وہ انگریزوں کے خلاف تحریک آزادی کا علمبردار کیونکر ہو سکتا ہے؟

اقوال سیفیہ: - قوارئخ عجیبہ [illegible]

"نہ با سرکار انگریز مخاصمت [illegible]"

آپ کے مریدوں نے آپ کی [illegible] انگریزوں کا [illegible] مشہور کر رکھا ہے

نیز حوالہ اور بھی ملاحظہ فرمائیے "حیات طیبہ" مطبع ثنائی برقی پریس امرتسر [illegible]

"[illegible] انگریزی سے مسلمانوں کو ہرگز مخاصمت نہ تھی"

آپ [illegible] ان حوالوں سے سید احمد صاحب [illegible] بریلوی اور ان کے مرید [illegible] اسماعیل صاحب دہلوی کی انگریز [illegible] اور حقیقت جہاد [illegible]

[illegible] رشید [illegible] گنگوہی کا حال سنیئے [illegible]

[illegible]

[illegible] کی نظر سے دیکھا [illegible]

[illegible]

[illegible] رشید احمد صاحب گنگوہی نے انگریزوں کی [illegible] زمانہ [illegible] کا زمانہ قرار دیا، اور ان کی قدر نہ کرنے والوں کی [illegible] کے بعد [illegible] مخالفت [illegible] بغاوت بتایا، ان

Marfat.com

تمام باتوں سے جو نتائج برآمد ہوتے ہیں، ان کا خلاصہ یہ ہے کہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے نزدیک کمپنی کی غارتگری اور انگریزوں کا بے گناہ مسلمانوں کو تہ تیغ کرنا، امن و عافیت اور رحمدلی کے مرادف ہے۔ نیز انگریز کے مظالم کے خلاف احتجاج کرنا بغاوت کا مفہوم ہے۔ اب آپ خود ہی بتائیں کہ دیوبندیہ کے امام ربانی گنگوہی صاحب انگریزوں کے خلاف تحریکِ آزادی کے علمبردار ہو سکتے ہیں؟ اور سید احمد صاحب رائے بریلوی کی کارگزاری جسے جہاد فی سبیل اللہ سے تعبیر کیا جاتا ہے، انگریز اربابِ حکومت کے نزدیک بے حد خوشی کا موجب تھیں، نہ صرف یہ بلکہ سید احمد صاحب کا انگریزی حکومت کے لارڈ ہیسٹنگ کے ساتھ اتنا گہرا گٹھ جوڑ تھا، کہ جس کی بنا پر وہ بڑے بڑے نواب امیر اور امیر سرداروں کو اپنی تدبیر سے انگریزوں کا خیر خواہ بنا لیا کرتے تھے۔

ملاحظہ فرمائیے:۔ "حیاتِ طیبہ" مرزا حیرت دہلوی صفحہ ۴۶۲ پر رقم ہے:۔

لارڈ ہیسٹنگ سید احمد صاحب کی بے نظیر کارگزاریوں سے بہت خوش تھا، دونوں لشکروں کے بیچ ایک خیمہ کھڑا کیا گیا، جس میں تینوں آدمیوں میں عہد معاہدہ ہوا، امیر خاں، لارڈ ہیسٹنگ اور سید احمد صاحب، سید احمد صاحب نے امیر خاں کو بڑی مشکل سے شیشے میں اتارا تھا۔"

سید احمد صاحب کی اس تحریک کو اسلامی جہاد کی تحریک کہنے والے حضرات سے میں دریافت کرنا چاہتا ہوں، کہ سید احمد صاحب کی وہ کون سی بے نظیر کارگزاریاں تھیں، جن سے لارڈ ہیسٹنگ بے حد خوش تھا؟

اس کے بعد ہمارے سوال کو یہ بات اور بھی معنی خیز بنا دیتی ہے، کہ اس جہاد کی فتوحات انگریزوں کے لیے ہوتی تھیں، جنہیں سید احمد صاحب اپنی فتوحات تصور فرماتے تھے۔

Marfat.com

دیکھئے "تواریخ عجیبہ" ص۴۷ پر مرقوم ہے:۔

"سلطنت پنجاب متعصب اور ظالم سکھوں کے ہاتھ سے نکل کر ایک ایسی عادل اور آزاد لا مذہب قوم کے ہاتھوں میں آگئی جس کو ہم مسلمان اپنے ہاتھ پر فتح ہونا تصور کر سکتے ہیں، اور غالباً سید صاحب کے الہام کی صحیح تعبیر یہی ہوگی، جو ظہور میں آئی"

اب ذرا وہ الہام بھی سن لیجئے، تاکہ آپ کے ذہن میں پوری بات آجائے،

"تواریخ عجیبہ ص۱۸۱ پر ہے"

"وہ فتح پنجاب کے الہام کا آپ کو ایسا وثوق تھا، کہ آپ اس کو سراسر حادثِ ہونہار سمجھ کر بار بار فرماتے اور اکثر اپنے مکتوب میں بھی لکھا کرتے، کہ ملک پنجاب ضرور میرے ہاتھ پر فتح ہوگا اور اس فتح سے پہلے مجھکو موت نہ ہوگی"

دنیا جانتی ہے اگر یہ الہام پورا ہوا تو انگریزوں ہی کی فتح سے پورا ہوا ہے جس سے اسماعیلی گروہ کے جہاد کی حقیقت پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ یہ جہاد فی سبیل اللہ تھا۔ یا فی سبیل الانگریز؟ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اس گروہ مجاہدین کا انگریزوں کے ساتھ کتنا گہرا تعلق تھا۔

اس شاندار گٹھ جوڑ، اور گہرے اتحاد کے ثبوت میں ایک اور حوالہ بھی ملاحظہ کیجئے:

"تواریخ عجیبہ" ص۱۸۳ پر ہے:

"وہ (سید احمد) اس آزاد عملداری (انگریزی حکومت) کو اپنی ہی عملداری سمجھتے تھے"

اسمٰعیلی تحریک کا پس منظر معلوم کرنے اور اس کو سمجھنے کیلئے ہے کہ اس

Marfat.com

کے پیچھے انگریز کا زبردست ہاتھ تھا، عبارتِ مذکورہ بالا بہت کافی ہے تائید مزید کے لیے حسب ذیل حوالہ بھی ملاحظہ فرمائیں:۔

"ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک" تالیف مسعود عالم ندوی ص ۱۲۵-۱۲۸ پر مرقوم ہے

"یہ پہلے کہیں گذر چکا ہے کہ کمپنی کی حکومت نے پہلے پہل مجاہدین کے آنے جانے میں کوئی روک ٹوک نہیں کی، ہنٹر ایک جگہ لکھتا ہے، کہ بعض کارخانوں کے مسلمان ملازم اپنے انگریز مالکوں سے چھٹی لیکر جہاد کو جایا کرتے تھے۔ ہنٹر نے ایک اور دلچسپ واقعہ کا ذکر کیا ہے، دہلی کے ایک ہندو مہاجن جس کے پاس جہادیوں کی امدادی رقمیں جمع تھیں، کچھ غبن کیا، تو مولانا شاہ محمد اسحٰق نے مسٹر ولیم فریزر کمشنر دہلی کے اجلاس میں نالش کی اور مدعی کے حق میں ڈگری ہوئی وصول شدہ رقم پھر دوسرے ذریعے سے سرحد کو بھیجی گئی، اس مقدمہ کا اپیل صدر کورٹ الٰہ آباد میں ہوا وہاں بھی، عدالت ماتحت کا فیصلہ بحال رہا، شاہ محمد اسحاق صاحب ۱۲۵۸ھ / ۱۸۴۲ء میں مکہ معظمہ ہجرت کر گئے تھے، اس لیے یہ واقعہ قطعی طور پر ۱۸۴۲ء سے پہلے کا ہے، کہنا یہ ہے اور صاف صاف کہ جب تک مجاہدین سکھوں سے الجھے رہے کمپنی کی حکومت خاموش اور غیر جانب دار رہی .... مقصود یہ تھا کہ مجاہدین اور سکھوں کی آویزش میں سرکار عالی (برطانیہ) کا کچھ نہ کچھ فائدہ ہی ہو رہے گا۔"

عبارتِ مذکورہ بالا کی تمام باتیں اس امر کی روشن دلیل ہیں کہ یہ ساری تحریک انگریزوں کے اشارہ پہ چل رہی تھی۔ اس مضمون کا ایک حوالہ تواریخ عجیبہ ص ۹۱ پر ملاحظہ فرمائیے:۔

Marfat.com

"اس وقت ایک ہنڈی سات ہزار روپے کی جو بذریعہ ساہو کاران دہلی مرسلہ مولوی محمد اسحاق صاحب بنام سید صاحب روانہ ہوئی تھی، ملک پنجاب میں وصول نہ ہونے پر اس سات ہزار روپیہ کی واپسی دعویٰ عدالت دیوانی میں دائر ہو کر ڈگری بحق مدعی بحال رہا"

پھر اسی کا خلاصہ "حیات طیبہ" مرزا حیرت دہلوی مطبوعہ پبلشنگ کمپنی لاہور ص ۵۱۸ پر مرقوم ہے،

"جب سید صاحب یاغستان میں تھے، تو مولانا محمد اسحق صاحب محدث دہلوی نے کچھ اوپر سات ہزار روپیہ سید احمد صاحب کو بذریعہ ہنڈی روانہ کیا تھا، وہ کسی باعث سے نہیں پہنچا تھا، اس پر نالش کی گئی تھی، اور پھر روپیہ وصول کرکے دوبارہ سید صاحب کی خدمت میں روانہ کیا گیا تھا، سید صاحب کے اس جہاد کے لیے انگریزی مقبوضات میں بڑے زور شور سے چندے کی مہم جاری کی گئی، اور تمام ملک میں چندہ جمع کرنے اور سکھوں کے خلاف جہاد کی تبلیغ کا پروگرام بڑی تیزی سے چلایا گیا"

(دیکھئے "حیاتِ طیبہ" مرزا حیرت دہلوی مطبوعہ ثنائی برقی پریس امرتسر ص ۳۰۴)

"سید احمد صاحب نے سکھوں سے جہاد کرنے کے لیے روپیہ جمع کرنے کے واسطے مختلف شہروں میں خلیفے مقرر کئے، ان کا یہ کام تھا، کہ ہر قصبہ اور گاؤں میں وعظ کہتے پھریں، اور سکھوں سے جہاد کرنے کے لیے روپیہ جمع کریں، چندہ جمع کرنے والوں کا دار الخلافہ پٹنہ کو سمجھنا چاہیئے، جہاں سب سے زیادہ گرمجوشی سے چندہ جمع ہوتا تھا، اور بنگال کا ایک حصہ اپنی جان اور دھن قربان

Marfat.com

کرنے کو آمادہ تھا،

ناظرین کرام! غور فرمائیں کہ انگریزوں کی سلطنت میں اس زور شور سے سکھوں کے خلاف مسلمانوں کو جہاد پر آمادہ کرنا اور ہمہ گیر چندہ کی تحریک اور اس کے لیے جا بجا مراکز قائم کرنا انگریزوں سے گٹھ جوڑ کے بغیر کس طرح ممکن تھا، ثابت ہوا کہ یہ سب کچھ انگریز کی امداد سے ہو رہا تھا،

ایک اور عبارت ملاحظہ فرمائیے، جس سے اسمٰعیلی تحریک بالکل عریاں نظر آتی ہے "تواریخ عجیبہ" صفحہ ۱۸۲ پر ہے،

"اس سوانح اور نیز مکتوبات منسلکہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سید صاحب کا سرکار انگریزی سے جہاد کرنے کا ہرگز ارادہ نہ تھا، وہ اس کو آزاد عملداری سمجھتے تھے اور اس میں شک نہیں کہ اگر سرکار انگریزی اس وقت سید صاحب کے خلاف ہوتی، تو ہندوستان سے سید صاحب کو کچھ مدد نہ پہنچتی۔ مگر سرکارِ انگریزی اس وقت دل سے چاہتی تھی۔ کہ سکھوں کا زور کم ہو"

اس عبارت سے صاف واضح ہے کہ یہ ساری تحریک انگریزوں کی دلی خواہشوں اور تمناؤں کو پورا کرنے کے لیے چلائی گئی تھی ——— اور بس!

اس کے بعد یہ بھی ثابت کر دوں کہ جس طرح سید احمد صاحب اور مولوی اسماعیل صاحب نے مسلمانوں کو انگریزوں پر جہاد کرنے سے روکا، اسی طرح انگریزوں نے بھی اپنے ماتحت حکام کو اسمٰعیلی گروہ کے مواخذہ سے منع کیا، اور غیر مبہم الفاظ میں بتا دیا کہ ہمارے ساتھ ان کی کوئی مخاصمت نہیں ملاحظہ فرمائیے "حیاتِ طیبہ" مرزا حیرت دہلوی وہابی مطبوعہ پبلشنگ کمپنی لاہور صفحہ ۵۴۲

Marfat.com

"جب مہیب تحریک پھیلی تو ضلع کے حکام اس سے چوکنے ہوئے
اور انہیں خوف معلوم ہوا کہ کہیں ہماری سلطنت میں رخنہ نہ پڑے
اور موجودہ نظام میں کسی قسم کا خلل واقع نہ ہو، اس نظر سے
ضلع کے حکام نے حکام اعلیٰ کو لکھا، وہاں سے صاف جواب آگیا
ان سے ہرگز مزاحمت نہ کرو۔ ان مسلمانوں کو ہم سے کوئی
لڑائی نہیں ہے"

اور ملاحظہ کیجئے مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی اور ان کے پیر و مرشد
سید صاحب کو مع ان کے ہمراہیوں کے انگریز کھانا پہنچاتے تھے۔ "سیرت
سید احمد شہید" مصنفہ سید ابوالحسن علی لکھنوی بار دوم پر مرقوم ہے۔

"قافلہ پر چند مشعلیں آتی نظر آئیں۔ معلوم ہوا کہ نیل کا ایک انگریز
قافلہ کے لیے کھانا تیار کرا کر لایا ہے۔ اس نے عرض کی کہ تین روز
سے میں نے اپنے ملازم یہاں کھڑے کر دیئے تھے کہ آپ کی آمد
کی اطلاع کریں آج معلوم ہوا، تو یہ کھانا تیار کرا کے لایا ہوں؛
سید صاحب نے قبول کیا۔ اور وہ (انگریز) دو تین گھنٹے ٹھہر
کر چلا گیا،

اس عبارت سے اسمٰعیلی تحریک کا پس منظر اس قدر بے نقاب ہو جاتا ہے
کہ دیکھنے والے کو ادنیٰ درجہ کا شبہ بھی باقی نہ رہتا۔ سفر میں بھی انگریز کا کھانا
تیار کر کے لانا اور دو تین گھنٹے تک سید احمد صاحب کے پاس بیٹھنا اس
امر کا روشن ثبوت ہے کہ اس تحریک میں سفر و حضر کے ہر مرحلے پر انگریز کا تعاون
اور ان کی پوری مدد شامل حال رہی ہے۔

اس کے بعد ناظرین با تمکین کی خدمت میں عرض ہے کہ اسماعیلی مجاہد نما

کی تلوار صرف سکھوں تک محدود نہیں رہی، بلکہ مسلمانوں کی گردنیں بھی اس سے کاٹی گئیں، اور سکھوں سے پہلے مسلمانوں کی گردنوں پر یہ تلواریں رکھی گئیں۔ دیکھئے تذکرۃ الرشید جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۰۷۔

"اور یہ سب حضرات سید صاحب کے ہمراہ جہاد میں شریک تھے سید صاحب نے پہلا جہاد مسمٰی یار محمد خاں حاکم یاغستان سے کیا تھا۔"

یہ ہے وہ جہاد فی سبیل اللہ جس کا ایک عرصے سے ...... ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے سید احمد صاحب کی انگریز دوستی کا ایک قابل دید منظر مرزا حیرت دہلوی نے اپنی مشہور کتاب "حیاتِ طیبہ" کے صفحہ ۳۲۴ پر پیش کیا ہے، ملاحظہ فرمایئے (مطبوعہ پبلشنگ کمپنی لاہور)

"چونکہ ایک انگریز کا قدم بیچ میں تھا، اس لیے شاہ صاحب (سید احمد صاحب) کو بھروسہ تھا کہ مجھ سے دغا نہ ہوگا۔"

مسلمانوں کے مقابلہ میں ایک انگریز پر اعتماد کرنا، اور کافر کو ایماندار سمجھنا اس حقیقت کو بے نقاب کر رہا ہے کہ سید احمد صاحب مسلمانوں سے کس قدر دور، اور انگریزوں سے کس قدر نزدیک تھے۔

الحمد للہ اسمٰعیلی تحریک کا تمام پس منظر، اس کی بنیادیں، اسباب و علل، اغراض و مقاصد، سب کی حقیقت وہابی مؤرخین ہی کی تحریرات کی روشنی میں واضح ہو گئی، اور پوری ایک صدی سے جن واقعات کو چھپایا جا رہا تھا، وہ اپنی اصلی صورت میں منظر عام پر آ گئے۔[1]

---

[1] جناب وحید احمد مسعود صاحب محقق مورخ و مصنف ہیں، انہوں نے حال ہی میں ایک کتاب بنام "سید احمد صاحب کی صحیح تصویر" لکھی ہے، جو قابل دید ہے جناب وحید صاحب ایک غیر جانبدار مصنف ہیں، انہوں نے نہایت عمدگی سے سید صاحب اور ان کے جہاد کی حقیقت واضح کر دی ہے اس لاجواب کتاب کا مطالعہ از حد ضروری ہے۔

Marfat.com

۱۸۵۷ء کی تاریخ شاہد ہے کہ اس جدید مکتب فکر کے بانیوں نے انگریزوں کی جنبہ داری کرکے پہلے ملک سے تمام اعاظم علماء و فقہا کا انخلا کرایا حتیٰ کہ تمام علم و فضل کے مراکز کو علماء سے خالی کرادیا اور جو باقی رہے بھی تو وہ نہایت خوف و ہراس میں مبتلا ہونے کی وجہ سے میدان میں آنے سے بچتے تھے غرضکہ انہوں نے میدان صاف کراکے پھر مستحکم طریقہ سے جدید مکتب فکر کی بنیاد ڈالی کہ ایسے علماء کو پیدا کیا جا سکے جو اہانتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں جری اور بیباک ہوں اور تیرہ صدی سے اہلسنت وجماعت کی تعلیمات وارشادات کے علی الرغم جدید نظریہ فکر کے پیش کرنے اور پھیلانے میں چست و چالاک ہوں چنانچہ ادھر دینی مدارس کے نام سے ملک میں دو مدرسے قائم کیے اور ادھر انگریز نوازی میں انگریزی تعلیم کو بام عروج پر لیجانے اور ملک میں مغربی تہذیب و تمدن کو رائج کرنے کی داغ بیل ڈالنے کے لیے ایک یونیورسٹی قائم کی تاکہ اگر مسلمان پادریوں کے ہاتھوں کھلے بندوں نصرانی نہ بنیں تو مسلم نما نصرانی تو کم از کم بن جائیں الا ماشاء اللہ۔

بیس سال کی عمر میں پہلی تصنیف

غرضکہ یہ وقت تھا کہ ملک میں علماء اہلسنت یا تو چن چن کر شہید کر دیئے گئے یا جلاوطن کر دیئے گئے اور جو بچے تھے وہ کنج خمول میں خاموش بیٹھے تھے اور ان حضرات کی من مانی کارروائی پر کوئی حرف گیر نہ تھا چنانچہ اس وقت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ قلمی و لسانی جہاد شروع فرما چکے تھے حضرت صدر الافاضل قدس سرہٗ نے بھی بعد فراغت تعلیم بیس سال کی عمر میں اس فتنے کے سدباب کا ارادہ فرمایا اور یہ خیال فرمایا کہ علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم

پر ایک ایسی جامع کتاب ہونی چاہیئے، جس میں معترضین کے تمام اوہام و شکوک اور باطل نظریات کا شافی ووافی مہذب پیرایہ میں جواب ہو چنانچہ پہلے ادبی میدان میں اپنا مقام حاصل کرنے اور صحافتی طریقہ سے تبلیغ دین کے لیے مضامین کا سلسلہ شروع کیا آپ کے یہ مضامین کلکتہ کے الہلال اور البلاغ میں شائع ہوتے رہے اور ادھر ایک مستقل کتاب کی طرح ڈالی، اس وقت چونکہ آپ کے پاس ایسا جامع کتبخانہ نہ تھا کہ جس میں ہر ایک قسم کی کتابیں موجود ہوتیں، لامحالہ آپ نے رامپور اسٹیٹ کے کتبخانہ کی طرف رجوع کیا مسلسل جا جا کر رامپور کے کتبخانہ سے حوالہ جات دیکھ کر آتے اور مراد آباد میں کتاب لکھتے، جب آپ کی عمر شریف بیس ۲۰ سال کی ہوئی تو وہ کتاب بھی مکمل ہو گئی، جو علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلی اور جامع کتاب ہے جس کا نام "الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفیٰ" ہے جب یہ کتاب شائع ہوئی تو مراد آباد میں ایک بزرگ ان پڑھ تھے لیکن مذہبی تبلیغ میں گنجینۂ معلومات تھے، ان کا نام، حاجی ملا محمد اشرف صاحب شاذلی تھا (رحمۃ اللہ علیہ) حاجی صاحب موصوف حضرت قدس سرہٗ سے غایت محبت وشفقت فرماتے تھے، جب حاجی صاحب نے اس کتاب کو سنا تو بے حد خوش ہوئے اور انعام کے طریقہ پر اپنے ہاتھ سے بنا کر ایک پاندان اور دو اگالدان خورد وکلاں عطا فرمائے جو آج تک آستانہ قدسی میں موجود ہیں، صنعت گری کا کمال یہ ہے کہ ساٹھ برس سے زیادہ ہو گئے برابر استعمال میں ہیں، لیکن ان کی قلعی بھی خراب نہیں ہوئی ہے۔

اعلیحضرت قدس سرہٗ سے پہلی ملاقات

غرضکہ حاجی صاحب موصوف اس کتاب کو لے کر اعلیحضرت مجدد مائۃ حاضرہ

Marfat.com

پر ایک ایسی جامع کتاب ہونی چاہیئے، جس میں معترضین کے تمام اوہام و شکوک اور باطل نظریات کا شافی و وافی مہذب پیرایہ میں جواب ہو چنانچہ پہلے ادبی میدان میں اپنا مقام حاصل کرنے اور صحافتی طریقہ سے تبلیغ دین کے لیے مضامین کا سلسلہ شروع کیا آپ کے یہ مضامین کلکتہ کے الہلال اور البلاغ میں شائع ہوتے رہے اور ادھر ایک مستقل کتاب کی طرح ڈالی، اس وقت چونکہ آپ کے پاس ایسا جامع کتبخانہ نہ تھا کہ جس میں ہر ایک قسم کی کتابیں موجود ہوتیں، لامحالہ آپ نے رامپور اسٹیٹ کے کتبخانہ کی طرف رجوع کیا مسلسل جا جا کر رامپور کے کتبخانہ سے حوالہ جات دیکھ کر آتے اور مراد آباد میں کتاب لکھتے، جب آپ کی عمر شریف بیس۲۰ سال کی ہوئی تو وہ کتاب بھی مکمل ہو گئی، جو علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلی اور جامع کتاب ہے جس کا نام "الکلمة العلیا لاعلاء علم المصطفیٰ" ہے جب یہ کتاب شائع ہوئی تو مراد آباد میں ایک بزرگ ان پڑھ تھے لیکن مذہبی تبلیغ میں گنجینۂ معلومات تھے، ان کا نام حاجی ملا محمد اشرف صاحب شاذلی تھا (رحمۃ اللہ علیہ) حاجی صاحب موصوف حضرت قدس سرہٗ سے غایت محبت و شفقت فرماتے تھے، جب حاجی صاحب نے اس کتاب کو سنا تو بے حد خوش ہوئے اور انعام کے طریقہ پر اپنے ہاتھ سے بنا کر ایک پاندان اور دو اگالدان خورد و کلاں عطا فرمائے جو آج تک، آستانہ قدس میں موجود ہیں، صنعت گری کا کمال یہ ہے کہ ساٹھ برس سے زیادہ ہو گئے برابر استعمال میں ہیں، لیکن ان کی قلعی بھی خراب نہیں ہوئی ہے۔

اعلیحضرت قدس سرہٗ سے پہلی ملاقات

غرضیکہ حاجی صاحب موصوف اس کتاب کو لے کر اعلیحضرت مجدد مائۃ حاضرہ

Marfat.com

مولانا احمد رضا خان قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔۔۔ اعلیحضرت ۔۔۔ کو اس وقت "بڑے مولانا صاحب" کے لقب سے اہلسنت یاد کرتے تھے [اور] اعلیحضرت وہ پہلی ہستی ہیں، جنہوں نے ۱۸۵۷ء کے کافی عرصہ بعد مردانہ وار میدان میں آکر ضلالت و بدعت کا مقابلہ کیا، حاجی صاحب نے اعلیحضرت کی خدمت اقدس میں کتاب پیش کی، اعلیحضرت نے ۔۔۔ ۔۔۔ بڑی عمدہ نفیس کتاب ہے، یہ نوعمری اور اتنے احسن ۔۔۔ کے ساتھ اتنی بلند کتاب مصنف کے ہونہار ہونے پر دال ہے۔ پھر تو یہ سلسلہ اتنا بڑھا کہ نہ اعلیحضرت، کو ان کے بغیر چین تھا اور نہ حضرت قدس سرہٗ کو اعلیحضرت کے دیدار کے بغیر سکون مجھ سے حضرت قدس سرہٗ نے فرمایا کہ میرا معمول تھا کہ اعلیحضرت کے آستانہ کے سفر کے لیے کبھی میرا بستر کھلا ہی نہیں میں لازمی ہر پیر اور جمعرات کو اعلیحضرت کی خدمت میں جاتا تھا۔

اعلیحضرت کا مکمل اعتماد اور اسکے چند مظاہر

یہ رشتہ محبت و مودت تھا کہ اعلیحضرت، قدس سرہٗ ۔۔۔ اعتماد و بھروسہ فرمانے لگے، کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ صدر الافاضل نے ۔۔۔ کیا ہو اور اعلیحضرت نے رد فرمایا ہو چنانچہ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ۔۔۔ میں درمیانی لوگوں کی شرارت کی بنا پر دو سنی عالموں میں رنجش پیدا ہو گئی ۔۔۔ مقدمہ بازی تک پہنچا، اس موقع پر اعلیحضرت نے حضرت کو مکمل اختیار تفویض کر کے اس کی پیروی کی اجازت دی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جب حضرت مولانا عبد الباری صاحب فرنگی محلی ۔۔۔ کے بام عروج کے وقت گاندھی گردی کے تحت چند کلمات ۔۔۔

پھل گئے، حتیٰ کہ یہ بھی کہہ گئے کہ ؎

عمرے کہ بآیات و احادیث گزشت رفتی و نثار بت پرستے کردی

اس پر اعلیحضرت نے خط و کتابت کا سلسلہ شروع فرمایا اور نہایت متین اور سنجیدہ لب و لہجہ میں افہام و تفہیم چاہی، مگر حضرت مولانا مرحوم گاندھی کی عقیدت کے نشہ میں اعلیحضرت قدس سرہٗ کی خط و کتابت سے بے پرواہ ہو گئے، پھر اعلیحضرت نے "الطاری الداری لہفوات عبدالباری" دو جلدوں میں تالیف فرمائی، جب حضرت فرنگی محلی قدس سرہٗ کے مطالعہ میں وہ دونوں جلدیں آئیں تو تبحر علمی کے ساتھ خشیت الٰہی نے مساعدت کی اور مفاہمت کی طرف میلان ظاہر کیا، چنانچہ اس مفاہمت کے لیے اعلیحضرت نے اپنے بڑے صاحبزادے حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خان صاحب اور حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب قدس سرہما کو حضرت استاذ العلماءؒ صدر الافاضل شیخ الشیوخ مرادآبادی قدس سرہٗ کی معیت میں روانہ فرمایا وہاں پہنچنے کے بعد اس وفد میں گفتگو کے لیے حضرت صدر الافاضل کو منتخب کیا گیا، گفتگو اچھے خوشگوار ماحول میں ہوئی کہ مولانا فرنگی محلی جھکتے چلے گئے، حتیٰ کہ اعتراف حق کے ساتھ اظہار حق کے لیے کاغذ اٹھایا اور اپنا توبہ نامہ "غلطی ہو گئی" کے عنوان سے لکھنا شروع کیا کہ اتنے میں حضرت مولانا صاحب کے ایک متوسل جو موجود وہاں کے بڑوں میں سے تھے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے اور عرض کرنے لگے کہ حضور اس میں ہماری سخت ذلت ہے آپ بدلے میں یہ جگہ بھی حاضر ہے لاکھ دو لاکھ جتنا چاہیں خرچ فرمائیں، مگر توبہ نامہ نہ لکھیں اعذر... تو حضرت مولانا فرنگی محلی ......
کہ انہوں نے نہایت بے نیازانہ طور پر ان کو جواب دیا کہ "کمرے سے باہر

چلے جاؤ کیا تم میرا ایمان چک بک کے ذریعہ خریدنا چاہتے ہو؟" "مجھے اپنے ایمان کی پڑی ہے تجھے اپنی دولت کا غرہ ہے میں ایسے ہی لوگوں کو شیاطین الانس سمجھتا ہوں میری یہ توبہ اپنے خاتمہ کو درست کرنے کے لیے ہے نہ کہ کسی شخصیت سے مرعوب ہو کر" حضرت صدرالافاضل نے بروقت نہایت متانت سے فرمایا۔ حضرت یہ تحریر صرف شہادت ملائکہ تک ہے، یا ہم تینوں اس کے شاہد ہیں، یہ پریس میں نہیں جائے گی، اس کی اشاعت ہرگز نہ ہوگی" تو حضرت مولانا فرنگی محلی صاحب نے فوراً جواب دیا کہ "جب میں اپنے رب کے حضور خوف و خشیت سے تائب ہو رہا ہوں، تو اشاعت کا مجھے کوئی خطرہ نہیں، مجھے دنیا کی ذلت کے مقابلہ میں اُخروی ذلت سے خطرہ ہے" غرضکہ وہ تحریر لیکر اصحاب ثلاثہ اعلیحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور تحریر پیش کی، تو یہ حق پرستی و حق پوشی اعلیحضرت قدس سرہ کی دیکھی گئی کہ اسی وقت حکم دیا "الطاری الداری" کو نذر آتش کردو، اس زمانہ کے اعتبار سے وہ کئی ہزار کے صرفہ سے چھپی تھی، اس کی جلدوں میں سے ایک جلد حضرت مولانا ابوالحسنات مرحوم و مغفور اور ایک حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد صاحب مدظلہ العالی ناظم انجمن حزب الاحناف کے یہاں محفوظ ہے اور اسی طرح بعض خاص متوسلین و معتقدین کے پاس محفوظ ہیں، جن کا آج تک دوبارہ اس کو چھاپنا پسند نہیں کیا جاتا۔

اسی طرح ایک مقدمہ کے دوران میں اعلیحضرت نے دو کتابیں تحریر فرمائیں، ابھی ان کا مسودہ تھا، طبع نہ ہوئی تھیں۔ جب یہ مسودے حضرت قدس سرہ کو پڑھائے تو آپ نے دو تہائی سے زیادہ مضمون کو قلمزد کرا دیا۔ اعلیحضرت نے فرمایا، آپ نے کتاب کی تمام شان ختم کردی، اگر میں اپنی ایک

Marfat.com

تصنیف جو مخالفین کے رد میں لکھی ہیں سب کو دکھاتا تو آج ان کا یہ رنگ نہ ہوتا جو اس وقت ہے غرضیکہ اعلیحضرت قدس سرہٗ آپ پر بیحد اعتماد فرماتے اور آپ کی ہر عرض کو شرفِ قبول عطا فرماتے تھے۔

حضرت قدس سرہٗ کی تمام زندگی ملک میں فتنہ و فساد سے مقابلہ کرنے میں گزری، بیشمار تصنیفیں فرمائیں۔ جن میں مشہور تر اور اعظم تصانیف یہ ہیں خزائن العرفان، الکلمۃ العلیاء لاعلاء علم المصطفٰے، اطیب البیان ردِ تقویت الایمان، اسواط العذاب علی قامع القباب، التحقیقات لدفع التلبیسات۔ آداب الاخیار۔ فرائد النور علی جرائد القبور، سوانح کربلا، مسائل ایصال ثواب سیرت صحابہ وغیرہ ہیں، حضرت قدس سرہٗ کی سب سے آخری تصنیف جو وصال سے چند ماہ قبل مکمل فرمائی، وہ رسالہ قنوتِ نازلہ ہے۔

تبلیغی جذبہ و ذوق و شوق

دین متین کی تبلیغ کا اتنا وافر جذبہ رکھتے تھے، کہ فی زمانہ تبلیغ کے لیے جتنے ذرائع درکار ہیں، آپ نے بتمامہا اختیار فرمائے، علمی تبلیغی کثیر کتابیں تصنیف فرمائیں، السواد الاعظم رسالہ جاری فرمایا، ملک میں اہلسنت کا کوئی بڑا جلسہ نہیں ہوتا، جس میں حضرت کی شمولیت ضروری نہ سمجھی جاتی ہو، آپ کی تقریر دلپذیر سے مستفیض ہونے کے لیے دور دور سے شائقین جلسہ گاہ میں پہنچتے تھے، کاملِ مبلغین کی بڑی جماعت تیار کی۔ دار العلوم قائم فرمایا، دشمنانِ دین سے کثیر مناظرے ہوئے، بالخصوص کفار اور آریہ دھرم کے پنڈتوں سے مناظرے کرنے میں خصوصی امتیازی شان رکھتے تھے، تبلیغ کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جو آپ ص کے پروردہ اور فیض یافتہ فلکِ سنت پر چاند اور سورج کیطرح جگمگا رہے ہیں، اور نورِ مصطفٰے علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی ضیاء باری سے

ص نے اختیار نہ فرمایا ہو، آپ کے خلوص کا نتیجہ ہے کہ آپ

Marfat.com

اہلسنت کے دلوں اور ایمانوں کو منور فرما رہے ہیں۔ پاک و ہند کا کوئی گوشہ نہیں، جہاں حضرت کے تلامذہ تبلیغ دین متین میں مصروف نہ ہوں۔ حضرت مولانا ابو الحسنات قادری نور اللہ مرقدہ صدر مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان اپنے ایک بیان میں فرماتے ہیں کہ مجھے بھی حضرت ممدوح سے شرف تلمذ حاصل ہے، میرا نیاز حضرت استاذ العلماء کی خدمت میں تھا، میں حضرت کے فضائل اور فواضل میں اگر اخلاقیات پر عرض کروں تو ایک دفتر بن جائے مختصر اتنا ہی عرض کرتا ہوں کہ حضرت ممدوح مجسمۂ اخلاق نبوی تھے دوست اور دشمن ہر ایک ممدوح کی طرف نظر احترام ڈالتا تھا، قوت بیانیہ میں قدرت نے وہ بلند مقام ودیعت فرمایا تھا کہ میں نے بڑے بڑے انگریزی خواں طبقے کے سرکشوں کو گردن جھکاتے دیکھا ہے، قوت دلائل میں یہ دستگاہ حاصل تھی کہ معترض کے اعتراض کو سن کر ہم متحیر ہوتے تھے کہ اس کا جواب کیا ہوگا۔ مگر ممدوح کے بے ساختہ الفاظ میں وہ براہین ہوتے تھے، کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ اعتراض حضرت کے علم میں تھا، اور اس کے جواب میں پوری تیاری فرمائی ہوئی تھی۔

میں رانا ڈھولپور میں بلایا گیا وہاں جلسہ کا انتظام ہوا تو میری نظر سب سے پہلے حضرت کی ذات اقدس کی طرف گئی عریضہ دعوت پیش کیا بلا تامل تشریف آوری کا وعدہ فرمایا جلسہ ہوا حضرت کی پہلی تقریر نے رانا ڈھولپور کے آزاد طبقہ کو مسخر کیا اور بداعتقاد جماعت کے افراد کو اتنا مسحور فرمایا کہ دوسری تقریر میں ہماری نظروں نے دیکھا کہ ایک کافی اجتماع ایک طرف سے آیا اور جلسہ گاہ میں بیٹھ گیا۔ منتظمین جلسہ کو شبہ ہوا کہ یہ جماعت فساد کے لیے آئی ہے۔ ادھر سے کچھ تیاریاں کرلی گئیں۔ مبحث تقلید کا تھا اور اسی پر تقریر تھی۔ مگر اس طرح اس کو دلچسپ بنایا کہ سامعین میں سے موافق و مخالف سب

Marfat.com

حیرت جلوہ گری بنے ہوئے تھے، جب تقریر ختم ہو گئی تو حضرت نے اعلان فرمایا کہ مجھے جو کچھ مبدأ فیض سے دلائل کا خزانہ ہوا وہ میں نے آپ کو پیش کر دیا اب جس کسی کو اس میں کوئی شبہ ہو وہ بلا خوف ابھی مجھ سے صاف کر لے، کیونکہ صبح مجھ کو واپس جانا ہے تو وہ جماعت بے تابانہ طور پر کھڑی ہوئی اور آگے بڑھی اور عرض پیرا ہوئی کہ حضور شبہات تو ہمیں نہیں البتہ ایک عرض ہے وہ یہ کہ جب تک ہم مخالف تھے تو آپ کی تشریف آوری اپنے لیے بار سمجھ رہے تھے اب آپ کا یہ اعلان کہ ہم صبح جا رہے ہیں ہم پر گراں ہے ہم سے پہلے توبہ لیجئے اور کل کی دعوت قبول فرمائیے اور ہمارے محلہ میں اسی موضوع پر کل تقریر کیجئے، حضرت نے جواب دیا "الکریم اذا وعد وفا" میرے آقا و مولیٰ کا ارشاد ہے اس بنا پر مجھے حسب وعدہ میرٹھ پہنچنا ہے مگر اس کے ساتھ ہی وہاں سے دھول پور واپس آنے کا وعدہ کرتا ہوں۔ اس وقت مجھے مجبور نہ کریں بجائے کل کے چار دن بعد کا اعلان کر دیں، انشاء اللہ میں ضرور حاضر آؤں گا۔ اس مجمع نے بطیب خاطر منظور کریں اور حضرت نے انہیں توبہ کرائی اور صبح کی گاڑی سے میرٹھ روانہ ہونے کو اسٹیشن تشریف لائے تو اژدہام کا یہ عالم تھا کہ پلیٹ فارم کے ٹکٹ ختم ہو چکے تھے اور ہزارہا لوگ پلیٹ فارم پر حاضر تھے اور نہ معلوم کیوں سب اس طرح رو رہے تھے جیسے کوئی شکستہ دل مہاجرت محبوب میں اشکبار ہوتا ہے حضرت نے چند الفاظ فرما کر سب کو تسکین دلائی اور اپنے وعدہ کو چار روز بعد پورا کرنے کا یقین دلایا۔ چار روز تک مجھے اہلِ دھولپور نے آگرہ نہ آنے دیا، چوتھے دن تار آیا کہ ہم چھ بجے شام پہنچ رہے ہیں اس دن اہلِ دھول پور کی مسرت اور خوشی کا یہ حال تھا کہ کو کبۂ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی ثنیۃ الوداع پر خوشیاں منانا یاد آ گیا۔ وہاں

وہاں مدینہ کی گلیوں میں لڑکیاں "طلع البدر علینا" گا رہی تھیں، یہاں بچے اور لڑکیاں ہر محلے اور کوچے میں انواع و اقسام کے گیت، مدحتِ [illegible] گا رہی تھیں، غرض ایسی شان کا جلوس زمین نے [illegible] پر اس سے پہلے چشمِ فلک نے نہیں دیکھا ہوگا۔ اور خیال تو یہ ہے کہ شاید آئندہ بھی نہ دیکھ سکے خود داتا دھول پور اور ان کے ماموں بھی حضرت کا شہرہ سن کر جلسہ میں حاضر آئے ان کے لیے علیحدہ گدی لگائی گئی، انہوں نے حضرت کے احترام میں گدی ہٹا دی اور عوام کے ساتھ بیٹھے پھر تقریر ہوئی۔ میرا خیال اگر غلط نہیں کرتا تو میں کہوں گا کہ یہ تقریر اپنی جامعیت میں اپنی مثال آپ ہی تھی

فنِ حدیث

علم و فن حدیث کی تعلیم میں تو آپ مشہور زمانہ [illegible] تھے ملک کے تمام فضلاء معترف تھے کہ جس طرح حدیث کی تعلیم آپ دیتے ہیں ان کے کانوں نے کبھی کسی [illegible] نہیں سنی ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء" اس جامعیت سے مختصر الفاظ میں بیان فرماتے تھے کہ مفہوم ذہن کی گہرائیوں میں اترتا چلا جاتا تھا۔

فنونِ عقلیہ

فنون عقلیہ کی کتابوں کے پڑھانے میں [illegible] تھے درس کے وقت اپنے سامنے فنون عقلیہ کی کتاب نہ رکھتے تھے، طلباء عبارت پڑھ چکتے تو آپ جب کتاب کی تقریر فرماتے تو گمان یہ ہوتا تھا کہ شاید حضرت اس کتاب کے مصنف ہیں جو کتاب کی گہرائیوں اور عبارت کے رموز اور [illegible] کی وضاحت فرما رہے ہیں۔ ایسا جامع، کامل اور قابل استاد و مدرس دیکھنے میں نہیں آیا۔

علم التوقیت

علم التوقیت جسے علم ہیئت بھی کہتے ہیں [illegible] آپ کو خداداد مہارت حاصل تھی [illegible] مشکل

Marfat.com

تھی۔ آپ نے متعدد کرۂ فلکی تیار کرائے جس میں سبعہ ثوابت اور سیارگان کو کرہ میں چاندی کے نقطوں سے واضح فرمایا جب آپ علم ہیئت کی تعلیم دیتے تھے تو وہ کرہ سامنے رکھ کر طلباء کو آسمان کی سیر کرا دیتے تھے یہ آسمانی کرہ آپ کی خاص یادگاریں ہیں جن سے آپ کی عظیم شخصیت کا پتہ چل سکتا ہے اس فن کے کبیر استادوں کا فیصلہ ہے کہ اتنا جامع اور کامل کرہ آج تک دیکھنے یا سننے میں نہیں آیا، آپنے ایسے کرے متعدد بنائے چھوٹے بھی اور بڑے بھی۔ اب سے تقریباً چالیس سال پہلے ایک کرے کی تیاری پر دو ڈھائی سو روپیہ خرچ آتے تھے۔ جو اہل فن فوراً ہی سر آنکھوں پر لگا کر حاصل کر لیتے تھے۔

علم التوقیت کے سلسلہ میں آپ سے جس صاحب نے مکمل اکتساب فیض کیا وہ مولانا الحاج محمد ظہور صاحب نعیمی مرادآبادی ہیں جن کو علم التوقیت میں اتنا ملکہ حاصل ہو گیا ہے کہ آج پاک و ہند میں حاجی صاحب موصوف کا ثانی نہیں ہے۔ حاجی صاحب موصوف نے "عرض البلد" کے درجوں سے لیکر ۶۰ تک کے تقریباً تمام دنیا کے نقشے تیار کر لیے ہیں۔

حاجی صاحب موصوف سے یا ادارہ نعیمیہ رضویہ سواد اعظم لاہور سے دنیا کے جس مقام کے نماز و روزے کے اوقات کے نقشے درکار ہوں، اس مقام کا عرض البلد اور طول البلد لکھ کر اور وہاں جو ٹائم مروج ہو گرینچ کے وقت سے فرق نکال کر حاصل کر سکتے ہیں۔

خوبی یہ ہے کہ یہ تمام نقشے حضرت قدس سرہٗ کی حیات مبارکہ میں ہی مرتب کر کے حضرت قدس سرہٗ سے تصدیق کرا لیے تھے۔

اخلاقِ کریمانہ

حق یہ ہے کہ حضرت خلق عظیم کے مظہر تھے، مصاحبین پر الطاف

Marfat.com

نثار ہونے کا جذبہ رکھتے تھے، تلامذہ والہانہ محبت وعقیدت رکھتے تھے۔ یہ بات کسی استاد کے شاگردوں میں دیکھنے میں نہیں آئی، آپ کے کریمانہ اخلاق کے بیگانے گرویدہ اور بیگانے معترف تھے،

آپ کی خدمت میں دیگر مقامات سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد بکثرت علماء کرام آتے اور تعلیم وتدریس، تبلیغ وافتاء کے طور طریق سیکھتے اور علمی وروحانی فیض حاصل کرتے تھے، آپ ان کو مختلف تبلیغی خدمات پر مامور فرما کر بھیجتے رہتے تھے، آپ کی ذات والا صفات بہت زیادہ فیض رساں تھی،

سخاوت سخاوت کا یہ عالم تھا کہ آپ کے پاس سے کسی سائل کو خالی واپس جاتے کبھی نہیں دیکھا گیا بلکہ میری آنکھوں نے ایسا بھی دیکھا ہے کہ سائلوں کو بدن کے کپڑے تک دیدیتے تھے، بیشمار غرباء بیوائیں، اور یتامیٰ آپ کے داد و دہش سے پلتے اور جیتے تھے، ہر جس غریب و نادار کو سہارا دیا وہ ضرور کسی مرتبہ کو پہنچا۔

دارالافتاء اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے بعد ملک میں آپ کا دارالافتاء ایک جامع شان کا تھا اطراف واکناف ملک سے روزانہ بیشمار استفتاء اور استفسارات آتے رہتے تھے، افسوس اب تک مجموعہ فتاویٰ شائع نہ ہوسکا۔

علم طب آپ نے طب کی تعلیم حضرت مولانا فیض احمد صاحب امروہوی سے حاصل کی تھی، آپ کا جو وقت تبلیغ دین سے بچتا تھا وہ طب کے ذریعہ خدمت خلق میں گزرتا تھا جس طرح آپ کو علوم منقولیہ میں تفارق حاصل تھا، اسی طرح قدرت نے میدان طب میں بھی کمال مہارت وحذاقت عطا فرمائی تھی۔

Marfat.com

طرزِ استدلال

اور مخالفین کے جواب میں بے مثل متانت

مخالفین کے اعتراضات اور ان کے شبہات کے ازالہ کے سلسلہ میں آپ کے جوابات نہایت متین اور سنجیدہ ہوتے تھے تضحیک و تمسخر سے آپ کا جواب بالکل مبرا ہوتا تھا، طرزِ استدلال اتنا عجیب اور انوکھا ہوتا کہ اہل علم عش عش کر اٹھتے تھے، اور مخالفین کو ذرہ بھر مزید اعتراض و شبہ کا موقعہ نہ رہتا تھا، اس کے لیے آپ کی تمام تصانیف شاہد و ناطق ہیں، تاہم اسجگہ ہم نمونتہً آپ کا ایک مقالہ پیش کرتے ہیں، جو علم غیب مصطفٰے علیہ التحیتہ والثنا کے اثبات میں ہے اور مخالفین و معاندین کے جس قدر شبہات اور اعتراضات آجتک ان کی جھولی میں رہے ہیں ان سب کا آپ نے شافی اور مسکت جواب دیا ہے لطف یہ ہے کہ مختصر ہوتے ہوئے بھی اپنی جامعیت میں بے مثل ہے، اگر ایک اسی مقالہ کو اہل علم اپنے ذہن میں محفوظ کرلیں تو مزید کسی کدوکاوش کی ضرورت نہ رہے اور اس مسئلہ میں ان کے لیے حتمی و یقینی مفید و کارآمد ثابت ہو،

سیدی قدس سرہ نے پہلے شبہات بیان فرمائے ہیں، اس کے بعد ان کے شافی جوابات دیے ہیں لیجئے ملاحظہ فرمایئے اور حظ حاصل کیجئے۔ واللّٰہ یھدی من یشاء۔

شبہ اوّل

قرآن شریف کی بعض آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب نہ تھا

قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب (کہہ دو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خز

ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب جانتا ہوں)۔ دوسری آیت ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر (اگر میں غیب جانتا ہوتا تو خیر زیادہ کر لیتا)۔ اس پر دال ہے **جواب ۱** ان آیتوں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم نہ ہونے پر دلیل لانا خود قرآن سے جاہل ہونے کی دلیل ہے، یہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ میں غیب جاننے کا مدعی نہیں تواضع ہے، جمل حاشیہ جلالین جلد ۲ صفحہ ۲۵۸ میں تفسیر خازن سے نقل کیا ہے، فان قلت قد اخبر صلی اللہ علیہ وسلم عن المغیبات وقد جاءت احادیث فی الصحیح بذلک وہو من اعظم معجزاتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فکیف الجمع بینہ وبین قولہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر قلت یحتمل ان یکون قالہ علی سبیل التواضع والادب والمعنی لا اعلم الغیب الا ان یطلعنی اللہ علیہ ویقدرہ لی ویحتمل ان یکون قال ذلک قبل ان یطلعہ اللہ عزوجل علی علم الغیب۔ اس عبارت کا حاصل مضمون یہ ہے کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بکثرت مغیبات کی خبریں دیں اور یہ صحیح احادیث سے ثابت ہے اور غیب کا علم حضور کے اعظم معجزات میں سے ہے پھر آیۂ ولو کنت اعلم الغیب الخ کے کیا معنی ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضور نے اپنی ذاتی کمالات سے علم کی نفی تواضعاً فرمائی اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ میں غیب نہیں جانتا مگر اللہ تعالیٰ کے مطلع فرمانے اور اس کے مقدر کرنے سے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ علم غیب عطا ہونے سے پہلے ولو کنت الخ فرمایا ہے اور علم اس کے بعد عطا ہوا۔ غرضکہ یہ آیات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے غیب نہ جاننے پر دلیل نہیں، یا آیات مذکورہ

Marfat.com

مذکورہ کا یہ مطلب ہے کہ بالذات اور بالاستقلال غیب کا علم کسی کو نہیں، ہمارے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے تو تعلیم الٰہی ہے، چنانچہ تفسیر نیشاپوری میں ہے، ای قل لا اعلم الغیب فیکون فیہ دلالۃ علی ان الغیب بالاستقلال لا یعلمہ الا اللہ؛ خلاصہ یہ ہے کہ یہ آیت اس امر کی دلیل ہے کہ بالاستقلال کوئی غیب کا عالم نہیں سوائے خدائے تعالیٰ کے، علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض شرح شفائے قاضی عیاض میں فرماتے ہیں۔ وقولہ لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر فان المنفی علمہ من غیر واسطۃ واما اطلاعہ علیہ باعلام اللہ تعالیٰ فامر متحقق قال اللہ تعالیٰ عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول ط یعنی آیہ لو کنت الخ میں اس علم کی نفی ہے جو بے واسطہ ہو لیکن بواسطہ تعلیم الٰہی کے پس بیشک ہمارے حضرت کے لیے ثابت ہے جیسا کہ باریتعالیٰ نے فرمایا عالم الغیب فلا یظھر الآیہ یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ آیہ شریفہ میں لفظ لو کنت اعلم اور لاستکثرت اور ما مسنی سب صیغہ ماضی کے ہیں جو زمانہ گزشتہ پر دلالت کرتے ہیں، آیت شریفہ کا صاف مطلب یہ ہے کہ اگر میں زمانہ گزشتہ میں غیب کو جانتا تو بہت سی خیر جمع کر لیتا اور مجھ کو برائی نہ پہنچتی، اگر جملہ عبارات مسطورہ بالا سے قطع نظر کر کے حسب مدعائے مخالف یہ فرض کر لیا جائے کہ اس آیہ شریفہ سے انکار غیب معلوم ہوتا ہے تو بھی ہمیں کچھ مضر نہیں اس لیے کہ اگر بالفرض آیت میں انکار ہے تو زمانہ گزشتہ میں حاصل ہونیکا انکار ہے کہ اگر میں پہلے غیب جانتا تو بہت سی خیر جمع کر لیتا اور برائی مجھے نہ پہنچتی، اس آیت میں اس امر پر دلالت نہیں کہ میں اب بھی غیب نہیں جانتا یا آئندہ بھی

Marfat.com

تجھے اسکا علم نہ ہوگا، پس اگر آیت میں بیان ہے تو اس وقت کا بیان ہے کہ جس وقت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب پر اطلاع نہ دی گئی تھی، نہ اس کے بعد کا جیسا کہ اوپر حاشیہ جمل کی عبارت سے واضح ہو گیا۔

شبہ دوم قرآن شریف میں ہے۔ ومنھم من قصصنا علیک ومنھم من لم نقصص علیک، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ہمارے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بعض انبیاء کا قصہ نہیں بیان کیا۔ پھر وہ تمام چیزوں کے عالم کیونکر ہوئے؟ جواب: آیہ شریفہ کی یہ مراد ہے کہ ہم نے بواسطہ وحی جلی کے قصہ نہیں کہا، یہ علم نہ ہونیکی دلیل نہیں اسلیے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بواسطہ وحی خفی کے اسپر مطلع فرمایا ہے چنانچہ ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۵ صفحہ ۵ میں فرماتے ہیں۔ ھذا لاینافی قولہ تعالیٰ ولقد ارسلنا رسلا من قبلک منھم من قصصنا علیک ومنھم من لم نقصص علیک، لان المنفی ھو التفصیل والثابت ھو الاجمال او النفی مقید بالوحی الجلی والثبوت متحقق بالوحی الخفی، ہمارے حضرت سیدنا مولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم نے فرمایا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی ہیں اور ان میں سے تین سو پندرہ رسول ہیں، پس ہمارے حضرت کا انبیاء کی تعداد بتانا آیت کے منافی نہیں اس لیے کہ آیت میں نفی تفصیل کی ہے اور اجمال ثابت ہے، یا آیت کی نفی وحی جلی کے ساتھ مقید ہے اور ثبوت وحی خفی سے متعلق ہے،

شبہ سوم کلام اللہ میں ہے لا تعلمھم نحن نعلمھم، اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو منافقین کے حال کی خبر نہیں

Marfat.com

جواب اول تو اس آیت سے یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بتعلیم الٰہی بھی منافقین کے حال کا علم نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم منافقین کے حال کو اپنی فراست اور دانائی سے نہیں جانتے چنانچہ بیضاوی میں ہے خفی علیک حالھم مع کمال فطنتک وصدق فراستک مگر حضرت بتعلیم الٰہی ضرور جانتے ہیں چنانچہ جمل جلد ۴ صفحہ ۱۷۸ میں ہے معنی الآیۃ وانک یا محمد لتعرفن المنافقین فیما یعرضون بہ من القول من تھجین امرک وامر المسلمین وتقبیحہ والاستھزاء بہ فکان بعد ھذا لا یتکلم منافق عند النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا عرفہ بقولہ ویستدل بفحوی کلامہ علی فساد باطنہ ونفاقہ۔ **دوم** یہ کہ یہ آیت پہلے نازل ہوئی اس کے بعد علم عطا فرمایا گیا چنانچہ اسی جمل میں تحت آیہ لا تعلمہم کے مسطور ہے فان قلت کیف نفی عنہ علمہ بحال المنافقین واثبتہ فی قولہ تعالیٰ ولتعرفنھم فی لحن القول فالجواب ان آیۃ النفی نزلت قبل آیۃ الاثبات فلا تنافی کذا فی الخازن پس اب ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منافقین کے حال کے بھی عالم ہیں۔

شبہ چہارم ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی الخ مخالفین کی خوش فہمیوں نے انہیں اس امر پر آمادہ کر دیا کہ وہ یہ سمجھتے پھرتے ہیں کہ حضرت سراپا رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو روح کا علم نہ تھا۔ **جواب** سبحان اللہ جانب مخالف کس درجہ عقیل ہیں بھلا یہ آیت کے کس لفظ کا ترجمہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو روح کا علم نہ تھا، آیت کا ترجمہ یہ ہے (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم سے روح کی

Marfat.com

نسبت سوال کرتے ہیں تم کہدو کہ روح میرے رب کے امر سے ہے اس سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت کو اس کا علم نہ تھا، اب محققین کا فیصلہ س امر میں کیا ہے وہ ملاحظہ فرمایئے، امام محمد غزالی رحمہ اللہ حیاء العلوم میں فرماتے ہیں، و لا تظنن ان ذالک لم یکن مکشوفا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان من لم یعرف نفسہ کیف یعرف اللہ سبحانہ ولا یبعد ان یکون ذالک مکشوفا لبعض لاولیاء والعلماء یعنی گمان نہ کر کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ ظاہر تھا، اس لیے کہ جو شخص روح کو نہیں جانتا وہ اپنے نفس کو نہیں پہچانتا اور اپنے نفس کو نہیں پہچانتا تو وہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کو کیونکر پہچان سکتا ہے اور عید نہیں ہے کہ بعض اولیاء اور علماء کو بھی اسکا علم ہو۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج النبوۃ جلد دوم میں فرماتے ہیں چگونہ جرأت کند مومن عارف کہ نفی علم بحقیقت روح از سید المرسلین و امام العارفین صلی اللہ علیہ وسلم کند و دادہ است و را حق سبحانہ تعالیٰ علم ذات وصفات خود و فتح کردہ بروئے فتح مبین ز علوم اولین و آخرین روح انسانی چہ باشد کہ در جنب جامعیت وے طرہ ایست از دریا و ذرہ ایست از بیدا، اس سے صاف ظاہر ہے کہ روح کا لم حضرت کے دریائے علم کا ایک قطرہ ہے اور حق تعالیٰ نے حضرت کو حمت فرمایا۔

شبہہ پنجم کافروں نے حضرت عائشہ پر تہمت باندھی تھی حضرت کو نہایت رنج ہوا تھا جب بہت روز ہو گئے کے بعد دا نے قرآن میں فرمایا کہ عائشہ پاک ہے کافر جھوٹے ہیں، تب حضرت

کو خبر ہوئی، اگر آگے سے معلوم ہوتا تو کیوں غم ہوتا (از نصیحۃ المسلمین خرم علی بلہوری)

جواب ۵ سرمایہ نازِ مخالفین کا یہی شبہ ہے جو ہر چھوٹے بڑے کو یاد کرا دیا گیا ہے اور اس بے باکی سے زبان پہ آتا ہے کہ خدا کی پناہ۔ پھر اگر انصاف سے غور فرمایئے تو کھل جائے کہ بجز ابلہ فریبی کے اور کچھ نہیں اللہ ہوش درست نصیب فرمادے تو یہ سمجھ لینا کچھ مشکل نہیں ہے کہ بدنامی ہر شخص کو غم کا باعث ہوتی ہے اور پھر جھوٹی بدنامی اگر اپنی بدنامی ہوتے دیکھیں اور لوگوں کے طعن سنیں اور یقیناً جانیں کہ جو ہم کو کہا جاتا ہے بالکل غلط اور سراسر بہتان ہے تو کیا حیادار دل کو رنج نہ ہوگا اور جو ہوگا تو وہ ان کی بدگمانی کی دلیل ہو جائیگا۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم، حضرت سراپا رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نسبت کسی قسم کی بدگمانی نہ تھی، پھر غم کیوں تھا، صرف اس وجہ سے کہ کافروں کی یہ حرکت یعنی تہمت اور اس کی شہرت پریشانی کا باعث ہوگئی تھی۔ یہ وجہ غم کی تھی نہ اصل واقعہ کی ناواقفیت جیسا کہ سفہاء زمانہ کا خیال ہے تفسیر ہے **تفسیر کبیر جلد ۶** مطبوعہ مصر میں ہے فان قیل کیف جاز ان تکون امراۃ النبی کافرۃ کامرأۃ نوح ولوط ولم یجز ان تکون فاجرۃ وایضا فلو لم یجز ذلک لکان الرسول اعرف الناس بامتناعہ ولو عرف ذلک لما ضاق قلبہ ولما سال عائشۃ کیفیۃ الواقعۃ قلنا الجواب عن الاول ان الکفر لیس من المنفرات اما کونہا فاجرۃ فمن المنفرات والجواب عن الثانی انہ علیہ السلام کثیرا ما کان یضیق قلبہ من اقوال الکفار مع علمہ بفساد تلک الاقوال قال اللہ تعالیٰ ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون فکان ہذا من ہذا الباب، **ترجمہ**

Marfat.com

پس اگر کہا جائے کہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ انبیا علیہم السلام کی بیبیاں کافر ہوں جیسے کہ حضرت لوط اور نوح علیہما السلام کی مگر فاجرہ اور بدکار نہ تھیں اور اگر یہ ممکن نہ ہوتا کہ انبیاء علیہم السلام کی بیبیاں فاجرہ ہوں تو رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ضرور معلوم ہوتا اور جب حضرت کو یہ معلوم ہوتا کہ نبیوں کی بیبیاں فاجرہ ہو ہی نہیں سکتیں تو حضور تنگدل نہ ہوتے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے واقعہ کی کیفیت دریافت نہ فرماتے تو پہلی بات کا جواب تو یہ ہے کہ کفر نفرت دینے والی چیز نہیں ہے مگر بی بی کا فاجرہ (بدکار) ہونا نفرت دلانیوالی چیز ہے لہذا ممکن نہیں کہ انبیا علیہم السلام کی بیبیاں فاجرہ (بدکار) ہوں دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ اگر ایسا ہوتا تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کافروں کے اقوال سے تنگدل اور مغموم ہو جایا کرتے تھے باوجودیکہ حضور کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ کفار کے یہ اقوال بالکل فاسد ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون، یعنی ہم جانتے ہیں کہ آپ ان کی بیہودہ باتوں سے تنگدل ہوتے ہیں تو یہ واقعہ بھی ایسا ہے یعنی حضور کا تنگ دل ہونا محض کفار کی بیہودہ گوئی سے تھا باوجودیکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کی بیہودہ بکواس کا باطل اور جھوٹا ہونا معلوم تھا۔ جب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کافروں کے مفسدانہ اقوال سے تنگدل ہوتے تھے جسکو خود حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے ولقد نعلم انک یضیق الآیہ اور ان مفسدوں کے اقوال کے فساد کو جانتے ہیں تے اس طرح اس موقع پر بھی کفار کی جھوٹی تہمت سے مغموم تھے اور یہ جانتے تھے کہ کافر جھوٹے ہیں، صاحب تفسیر کبیر کی یہ تقریر نہایت معقول ہے جب ہر شخص جس کو زنا وغیرہ کی تہمت سے متہم کریں اور ہر جگہ اسی کا چرچا اسی کا

Marfat.com

ذکر ہو تو وہ شخص اور نیز اس کے اقارب باوجود اس کی پاکی کے اعتقاد کے بھی سخت مغموم و پریشان ہو نگے، یہی وجہ تھی کہ حضرت کو غم ہوا، مگر مخالف علیہ یا بدبخت پلید نہیں مانیگا جب تک وہ الزام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی نہ لگا سکے، ایک عدم علم کا اور ایک یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پہ بدگمانی کیوں شرمانا جائز ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے تقوے اور متہمین کے منافق ہونے کی طرف توجہ نہ فرمائی۔ چاہیے تو تھا گمان نیک اور کی بدگمانی معاذ اللہ (تفسیر کبیر جلد ۶ میں ہے وثانیھا ان المعروف من حال عائشۃ قبل ذلک انما کانت الصون والبعد عن مقدمات الفجور ومن کان کذلک کان اللائق احسان الظن بہ وثالثھا ان القاذفین کانوا من المنافقین واتباعھم وقد عرف ان الکلام العدو والمفتری ضرب من الھذیان فلمجموع ھذہ القرائن کان ذلک القول معلوم الفساد قبل نزول الوحی اگرچہ تفسیر کبیر کی عبارتوں سے یہ بات یقینی ہو چکی ہے کہ اس قصہ افک سے عدم علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہ استدلال کرنا سخت بے حیائی ہے اور حضرت کو قبل از

لے یعنی دوم یہ کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ سے پیشتر کے حالات سے ظاہر تھا کہ عائشہ مقدمات فجور سے بہت دور اور پاک ہیں اور جو ایسا ہو اس کے ساتھ نیک گمان کرنا چاہیئے۔ سوم یہ کہ تہمت لگانے والے منافق اور ان کے اتباع تھے اور یہ ظاہر ہے کہ مفتری دشمن کی بات ایک زبان سے پس بنا بریں جمیع قرائن کے یہ قول بدتر از بول جس سے ہی معلوم ہے مدعا ہی ہے نزول وحی سے قبل معلوم الفساد تھا ۱۲ منہ

Marfat.com

نزول وحی علم تھا کہ صدیقہ پاک ہیں پھر حضرت کا ظاہر نہ فرمانا بالکل عقل کے موافق کوکوئی اپنے قضیہ اور معاملہ کا خود فیصلہ نہیں کر لیتا دوسرے وحی کا انتظار کہ فضیلت اور براۃ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قرآن پاک سے ثابت ہوتا بلکہ اس تہمت کا بختار نج ہوا ہے، وہ سب کالعدم ہو کر مسرت تازہ حاصل ہو مگر اب ہم ایک ایسی مضبوط دلیل لائیں جس کے بعد مجالِ گفتگو نہ رہے۔

ایک جو بخاری کی کتاب الشہادات باب تعدیل النساء بعضھن عن بعض میں ہے اس میں ہے فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یعذرنی من رجل بلغنی اذاہ فی اھلی فواللہ ما علمت علی اھلی الاخیرا۔ اور تقد ذکروا رجلا ما علمت علیہ الاخیرا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاکی پر یقین تھا اور کفار کی تہمت سے شبہ تک نہیں ہوا اسی واسطے آپ نے قسم کھا کر فرمایا کہ خدا کی قسم مجھے اپنی اہل پر خیر کا یقین ہے اب بھی اگر کوئی انکار کرے اور کہے کہ نہیں حضرت کو علم نہ تھا تو اس منکر متعصب کا دنیا میں تو کیا علاج مگر میدان حشر میں انشاء اللہ اس بیباک کو منہ دربے باکی کی سزا ملے گی تو سرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس چیز پر قسم کھا کر فرمادیا کہ میں خیر جانتا ہوں، یہ دشمن دین اسی کو کہے کہ وہ نہیں جانتے تھے معاذ اللہ۔ مومن کامل کے لیے تو اتنا ہی کافی تھا کہ جب بدگمانی شرعاً جائز نہیں، تو سرور کرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہرگز شبہ بھی نہ تھا اس لیے کہ آپ معصوم ہیں کہ آپ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر یا کسی پر بدگمانی کریں تاہم اب تو ہم نے کہہ دیا ہے جو بحمد اللہ تعالیٰ حدیث و تفسیر سے ثابت ہوا حضرت کو اس واقعہ سے ناواقفیت نہ تھی نہ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نسبت

کوئی بدگمانی اور آپ کے پر توفیض سے جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سینوں میں جلوے نظر آئے اور انہوں نے بوقت مشاورت بیان فرمائے اس مختصر میں گنجائش نہیں کہ مذکور ہو سکیں اور حضرت سرورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف ایک مدت تک توجہ نہ فرمانا بھی ان کی طرف بدگمانی کی دلیل نہیں ہو سکتا بلکہ حالت غم کا مشابہ اتفاقی ہے اور اگر خدا حق بین آنکھ عطا فرمائے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف چند روز توجہ نہ فرمانے میں وہ بھید نظر آئیں جو مومن کی روح کے لیے راحت بے نہایت ہوں۔ انتظار وحی میں محبوبہ کی طرف توجہ نہ فرمانا نہ وحی دیر میں آئی اگر فوراً آجاتی تو کافروں کی اتنی شورش نہ ہوتی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو صبر پہ ثواب زیادہ ہوتا رہا اور امتحان بھی ہو گیا کہ کیسی صابرہ ہیں ادھر حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امتحان کا علم سے سینہ بھر دیا، واقعہ سامنے کر دیا، جملہ حالات حق سبحانہٗ تعالیٰ نے حضرت کے پیش نظر فرما دیئے، اُدھر کافروں نے جھوٹی تہمت لگائی۔ اب دیکھنا ہے کہ محبوب رب اپنی محبوبہ یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کی تہمت پہ باوجود علم کے صبر کر کے اللہ جل شانہ پر معاملہ تفویض کرتے ہیں جو لائق شان کامل کے ہے یا کفار کے طعن سے بیقرار ہو کر سینہ کا خزانہ کھول ڈالتے ہیں شاید تھوڑی دیر صبر ہونا ممکن ہو اور زیادہ دیر تک صبر نہ کر سکیں اس واسطے عرصہ تک تو وحی ہی نہیں آئی کہ اس میں ایک دوسرا امتحان تھا کہ ان کی محبوبہ پریشان ہیں ان کی تسکین فرماتے ہیں یا جو کلام محبوب حقیقی میں دیر ہونے سے بیقرار ہوئے جاتے ہیں۔ اگر حضرت کے معاملہ ظاہر نہ فرمانے اور وحی دیر میں آنے کی حکمتوں پر غور کر کے دیکھا

جائے تو بڑے بڑے دفتر ناکافی ہیں اس لیے اس مختصر میں اسی پر اکتفا کیا گیا، سرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو براءت صدیقہ کا یقین ہونا ثابت ہوا مگر اب ان حضرات کا مرتبہ دریافت کیجئے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دو بدگمانیاں کیں ایک یہ کہ انکو حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بدگمانی تھی اور ایک یہ کہ آپ کو واقعہ کا علم نہ تھا، عینی شرح بخاری جلد پنجم ص ۲۸۴ میں ہے فی التوضیح ظن السوء بالانبیاء کفر یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر بدگمانی کرنا کفر ہے جس نے دو بدگمانیاں کیں اس کا کیا حال ہوگا چاہیے کہ وہ توبہ کرے۔

شبہ ششم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جو کوئی یہ کہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے یا کسی علم کو چھپایا ان پانچ چیزوں کو جانتے تھے جنکا ذکر اس آیت میں ہے ان اللہ عندہ علم الساعۃ الخ تو وہ شخص بڑا جھوٹا ہے چنانچہ وہ حدیث یہ ہے عن مسروق قال قالت عائشۃ من اخبرک ان محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رای ربہ او کتم شیئا مما امر بہ او یعلم الخمس التی قال اللہ تعالیٰ ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث فقد اعظم الفریۃ رواہ الترمذی، **جواب** اس حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تین باتیں فرمائیں، ایک تو یہ کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو نہیں دیکھا یہ بات ہرگز قابل قبول نہیں، یہ صرف رائے تھی حضرۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے نہیں مانی نہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کوئی حدیث مرفوع ذکر کی بلکہ صحابہ کرام نے حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

عنہا کے مخالف وقوع رویت کا اثبات کیا اور اب تک جمہور علماء اسلام اسی
کو مانتے چلے آتے ہیں چونکہ مبحث سے خارج ہے اس لیے اس کی بحث
نہیں کی جاتی **دوم** یہ کہ آپ نے کسی علم کو نہیں چھپایا، اس سے یہ مراد
ہے کہ جن کی تبلیغ کا حکم تھا ان میں سے کچھ نہیں چھپایا اور جن کے چھپانے کا حکم
تھا وہ بیشک چھپائے ۔ **النور التنزیل** میں ہے قولہ تعالیٰ بلغ ما
انزل الیک المراد تبلیغ ما یتعلق بمصالح العباد وقصد بانزالہ
اطلاعھم علیہ فان من الاسرار الالٰہیۃ ما یحرم افشائہ
روح البیان جلد ۳ میں ہے وفی الحدیث سألنی ربی
ای لیلۃ المعراج فلم استطع ان اجیبہ فوضع یدہ بین کتفی
بلا تکییف ولا تحدید ای ید قدرتہ لانہ سبحانہ منزہ عن
الجارحۃ فوجدت بردھا فاورثنی علم الاولین والآخرین وعلمنی
علوما شتی فعلم اخذ عہدی علی کتمہ اذ ھو علم لایقدر علی حملہ
غیری وعلم خیرنی فیہ وعلم امرنی بتبلیغہ الی الخاص والعام
من امتی وھی الانس والجن والملک کما فی انسان العیون **خلاصہ**
یہ کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
مجھ سے میرے رب نے شب معراج میں کچھ پوچھا میں جواب نہ دے سکا
پس اس نے اپنا دست رحمت و قدرت بے تکییف و تحدید میرے
دونوں شانوں کے درمیان رکھا میں نے اس کی سردی پائی پس مجھے علم
اولین وآخرین کے دیئے اور کئی قسم کے علوم تعلیم فرمائے ایک علم تو
ایسا ہے جسکے چھپانے پر مجھ سے عہد لے لیا کہ میں کسی سے نہ کہوں اور میرے
سوا کسی کو اسکے برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے اور ایک ایسا علم

Marfat.com

جس کے چھپانے اور سکھانے کا مجھے اختیار دیا اور ایک ایسا علم جس کے سکھانے کا ہر خاص و عام امتی کی نسبت حکم فرمایا اور انسان اور جن اور فرشتے یہ سب حضرت کے امتی ہیں، معنی انتہی مدارج النبوۃ ۶۰ باب حدیث و تفسیر سے ثابت ہوا کہ امر محقق یہی ہے کہ اسرار الٰہی کا جو علم حضرت کو مرحمت ہوا ہے اسکا افشا عام ہے۔

سوم یہ کہ ان اللہ عندہ علم الساعۃ و ینزل الغیث و یعلم ما فی الارحام و ما تدری نفس ماذا تکسب غدا و ما تدری نفس بای ارض تموت میں جن پانچ چیزوں کا ذکر ہے انہیں حضرت نہیں جانتے اس سے یہی مراد ہے کہ خود بخود نہیں جانتے مگر بتعلیم الٰہی جانتے ہیں۔ چنانچہ اس کا بیان گزر چکا مگر یہاں بھی ذکر کئے دیتے ہیں۔ تفسیر روح البیان میں ہے: وما قوله ولا يعلمها الا هو لا يعلمها الا هو اول الامر والآخر قبل اظهاره تعالى ... حتى لو اخبرها الاصول ... بالحقيقة لا يغير ... الا بعرف طريقه واحد انما والوسيلة اليها الاخير ... تعالى ... عن طريقها لا اصلها قال تعالى عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول۔ اس سے ظاہر ہے کہ منافی غیب کو نہ جاننا ... جل شانہ کے ہے بس روشن ہو گیا کہ نفی علم ذاتی کی ہے ... **شرح مقاصد صفحہ ۲۵۰ جلد ثانی**: ان الغيب ههنا ليس للعموم بل مطلق او معين هو وقت وقوع القيامة بقرينة السياق ولا يبعد ان يطلع عليه بعض الرسل من الملائكة والبشر اس سے ظاہر ہے کہ علم قیامت کی اطلاع محال نہیں ... آیت میں اس کی تعبیر کا

انکار بلکہ علم ذاتی کا انکار ہے ھکذا فی التفسیر الکبیر للامام الرازی تحت قولہ تعالیٰ عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الامن ارتضٰی من رسول ۔ رہا مینہ برسنے کا علم کہ کب برسیگا تو اس کا ذکر بالتفصیل ماسبق میں گزرا اور کتاب الابریز میں اس شبہہ کے جواب میں لکھتے ہیں ، وکیف یخفی علیہ ذلک والاقطاب السبعۃ من امتہ الشریفۃ یعلمونھا وھم دون الغوث فکیف بالغوث فکیف بسید الاولین والاٰخرین الذی ھو سبب کل شیٔ ومنہ کل شیٔ انتھٰی ۔ یعنی علم قیامت سرورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کیونکر مخفی رہ سکتا ہے جبکہ آپ کی اُمت شریفہ کے ساتوں قطب اس کے عالم ہیں اور غوثوں کا مرتبہ قطبوں سے بھی بالاتر ہے پھر وہ کس طرح اس کے عالم نہ ہوں گے ۔ اور سید الاولین والآخرین محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین کہ تو نیاز مند بھی اس کے عالم ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کیسے مخفی رہ سکتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو ہر چیز کا سبب ہیں اور عالم کی ہر شے کا وجود حضور کی بدولت اور حضور ہی سے ہے علم مافی الارحام اگر یہ معنی ہیں کہ بے تعلیم الٰہی کسی کو معلوم نہیں کہ پیٹ میں کیا ہے لڑکا یا لڑکی جب تو کچھ کلام ہی نہیں اور واقعی آیت قرآنیہ کا اور حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہی مطلب ہے لیکن اگر حسب فہم منکرین عام نبی یہ مراد ہو کہ بتعلیم الٰہی بھی کسی کو علم نہیں یا اللہ جل شانہ کسی کو اس پر اطلاع نہیں دیتا تو قطعاً غلط کثرت سے احادیث میں آیا ہے کہ ہر شخص کا مادہ پیدائش اس کی ماں کے پیٹ میں بصورت نطفہ جمع ہوتا ہے پھر وہ علقہ یعنی خون بستہ ہو جاتا ہے پھر مضغہ

Marfat.com

یعنی پارۂ گوشت کی شکل میں رہتا ہے اور شقی ہے یا سعید، چنانچہ الفاظ حدیث کے جو مشکوٰۃ شریف باب ایمان بالقدر میں بروایت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ صنہ۲ پر موجود ہیں یہ ہیں ثم یبعث اللہ ملکا باربع کلمات فیکتب عملہ واجلہ ورزقہ وشقی او سعید اس سے ثابت ہے کہ فرشتہ کو معلوم ہوتا ہے کہ کب تک زندہ رہیگا اور عمل کیا کریگا کل تو در کنار تمام عمر کے احوال سے خبردار ہوتا ہے،

طرفہ تر یہ کہ خود حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی وفات کے وقت انہیں بتا دیا کہ بنت خارجہ حاملہ ہیں اور میں ان کے پیٹ میں لڑکی دیکھتا ہوں چنانچہ تاریخ الخلفا کے صہ۶۱ میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں: واخرج مالک عن عائشۃ ان ابا بکر نحلها جاد عشرین وسقا من مالہ بالغابۃ فلما حضرتہ الوفاۃ قال یا بنیۃ واللہ ما من الناس احد احب الی غنی منک ولا اعز علی فقرا بعدی منک وانی کنت نحلتک جاد عشرین وسقا فلو کنت جددتیہ واحتزتیہ کان لک وانما هو الیوم مال وارث وانما هو اخواک واختاک فاقتسموہ علی کتاب اللہ فقالت یا ابت لو کان کذا وکذا لترکتہ انما هی اسماء فمن الاخری قال ذو بطن ابنۃ خارجۃ اراها جاریۃ واخرجہ ابن سعد وقال فی اخرہ قال ذات بطن ابنۃ خارجۃ قد القی فی روعی انها جاریۃ فاستوصی بها خیرا فولدت ام کلثوم۔ **ترجمہ:** عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت صدیق اکبر نے انکو ایک درخت کھجور کا دے دیا

تھا جس سے بیس وسق کھجوریں حاصل ہوتی تھیں، جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اے بیٹی خدا کی قسم مجھے تیرا غنی ہونا بہت پسند ہے اور غریب ہونا بہت ناگوار اس درخت سے اب تک جو کچھ تم نے نفع اٹھایا ہے وہ تمہارا تھا لیکن میرے بعد یہ مال وارثوں کا ہے تمہارے صرف دونوں بھائی اور دونوں بہنیں ہیں اس ترکہ کو موافق حکم شرع کے تقسیم کر لینا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایسا ہو سکتا ہے لیکن میری تو صرف ایک بہن اسما ہی ہیں آپ نے دوسری کونسی بتادی۔ فرمایا حضرت صدیق اکبر نے کہ ایک تو اسماء ہیں دوسری بہن اپنی ماں کے پیٹ میں ہے میں جانتا ہوں کہ وہ لڑکی ہے پس ام کلثوم پیدا ہوئیں۔ **علامہ کمال الدین دمیری حیوٰۃ الحیوان** میں بیان فرماتے ہیں۔ وعن ابی لهيعة عن ابی الاسود عن عروة قال لقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلا من اهل البادیة وهو متوجه الی بدر لقیه بالروحاء فسأله القوم عن الناس فلم یجدوا عنده خبرا فقالوا له سلم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال افیکم رسول اللہ فقالوا نعم فجاء فسلم علیہ ثم قال ان کنت رسول اللہ فاخبرنی عما فی بطن ناقتی هذه فقال له سلمة بن سلامة بن وقش وکان غلاما حدثا لا تسئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واقبل علی فانا اخبرک عن ذلک نزوت علیها ففی بطنها سخلة منک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افحشت الرجل ثم اعرض عن سلمة رسول اللہ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم فجعل یکلمہ بکلمۃ واحدۃ حتی قتلوا واستقبلھم المسلمون بالروحا
یعنی العرج فقال سلمۃ یا رسول اللہ ما الذی یسئلنی واللہ ان دائما
الاجماز صلعا کالبیت المستقبل فنزیھا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ان لکل قوم فراسۃ وانما یعرفھا الاشراف رواہ الحاکم فی
المستدرک وقال ھذا صحیح مرسل وحکاہ ابن ھشام فی سیرتہ
خلاصہ یہ کہ ایک اعرابی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت
کیا کہ میری اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے سلمہ نے کہا کہ ایسی بات رسول اللہ
سے نہ پوچھ میری طرف متوجہ ہو میں تجھے خبر دیتا ہوں کہ اس کے پیٹ
میں تیری حرکت ناملائم کا نتیجہ ہے رسول اللہ نے فرمایا خاموش ۔ اور وہ
اعرابی حیرت میں رہ گیا ۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضور کے صحابہ کرام میں
سے ایک صحابی نے پیٹ کا حال بتادیا ۔ اب جو کوئی کہے کہ مافی الارحام
کا علم کسی کو تعلیم الہی سے بھی نہیں تو وہ بیچارہ ان عبارات مذکورہ کا کیا
جواب دے گا ۔

علم ما فی غد

علم مافی غد رسالہ ہذا میں بہت سی ایسی عبارتیں گزر چکی ہیں جن
سے واقعات مافی غد یعنی آئندہ ہونے والی باتیں انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام
کو معلوم ہونا ثابت ہوتا ہے مگر یہاں ملاحظہ ہو **مشکوٰۃ شریف**
ص ۵۴۳ میں ہے قال (عمر) ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کان یرینا مصارع اہل بدر بالامس یقول ھذا مصرع فلان
غدا ان شاء اللہ وھذا مصرع فلان غدا ان شاء اللہ قال
عمر والذی بعثہ بالحق ما اخطؤا الحدود التی حدھا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث خلاصہ یہ کہ بدر میں حضرت نبی کریم سے

Marfat.com

بتا دیا کہ کل کو یہاں فلاں شخص مرا پڑا ہوگا اور یہاں فلاں شخص اس
دو باتیں معلوم ہوئیں ایک تو یہ کہ حضرت کو معلوم تھا کہ کل کو کیا ہو
دوسرے یہ کہ حضور کو یہ بھی معلوم تھا کہ کون کہاں مرے گا یعنی مافی
غد اور بای ارض تموت کا علم اللہ جل شانہ نے مرحمت فر
یہ شبہہ کہ ان جواری کو جو دف بجا کر گانے میں یہ کہتی تھیں کہ ہم میں ایس
نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں حضرت نے منع فرما دیا اور کہہ دیا
پہلے جو کہتی تھیں سو کہے جاؤ چنانچہ صاحب تقویۃ الایمان نے اس سے
استدلال کیا ہے مگر اس سے یہ کسی طرح ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت
کو مافی غد ثابت کرنا شرک ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ضرور سرور دو عالم
صلی اللہ علیہ وسلم ان جواری سے توبہ بلکہ تجدید اسلام کراتے پس
جب حضرت نے تجدید اسلام نہ کرائی تو اس سے خود ظاہر ہے کہ یہ اعتقاد
ہرگز شرک نہیں اور اس کا جواب ما سبق میں بوضاحت گزر چکا
زرقانی جلد ۶ صہ ۲۲۹ میں حضرت حسان کا ارشاد موجود ہے ۔

نبی یری مالا یری الناس حولہ ۔۔۔ ویتلو کتاب اللہ فی کل مشہد
فان قال فی یوم مقالۃ غائب ۔۔۔ فتصدیقھا فی ضحوۃ الیوم او غد

اِس کو حضرت حسان سے سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار
نہ فرمانا اور جس طرح لڑکیوں کو منع فرمایا تھا منع نہ فرمانا صحت پر دال ہے
علم مافی غد کا تو اس میں بھی اثبات ہے جیسا کہ جواری کے کلام میں تھا
کہ صاف فرما رہے ہیں ۔ فان قال فی یوم الخ یعنی وہ اگر کوئی غیب
کی بات فرمائیں تو اس کی تصدیق کل ہو جائے گی یعنی حضور آج
اور کل کے آنے والے واقعات قبل از وقت بتا دیتے ہیں ۔ پھر حضو

ں صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس سے منع فرمایا
یہ مضمون صحیح نہ ہوتا یا حسب مزعوم مخالف شرک ہوتا تو حضور کیوں سنتے
نع نہ فرماتے، اسکا علم کہ کہاں مرے گا اور کب مریگا ما ثبت بالسنۃ
ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسین میری ہجرت
ساٹھویں سال قتل کیے جائیں گے۔ عن ابن عمر رضی اللہ
ی عنہما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقتل الحسین
راس ستین سنۃ من مهاجری رواہ الطبرانی فی الکبیر
ول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خواب سنکر صدیق اکبر نے عرض کیا کہ
حضور کے بعد ڈھائی برس زندہ رہونگا واخرج ابن سعد عن ابن
اب قال راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رؤیا فقصہا
ابی بکر فقال رایت کانی استبقت انا وانت درجۃ فسبقتک
مرقاتین و نصف قال یا رسول اللہ یقبضک اللہ الی مغفرۃ و
سمۃ واعیش بعدک سنتین ونصفا۔ از تاریخ الخلفا ص ۷۶
ضرت نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے زمین پر پھر نکاح
یں گے اولاد ہوگی پینتالیس برس ٹھہر کر انتقال کریں گے اور میرے
تھ قبر میں دفن کیے جائینگے، پس میں اور وہ ایک قبر سے اٹھیں گے
بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان میں، چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں ہے
عبداللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینزل
ی بن مریم الی الارض فیتزوج ویولد لہ ویمکث خمسا و
بعین سنۃ ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسیٰ
ن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر وعمر حضرت عائشہ رضی اللہ

عنہا نے جواب کہ میرے گھر میں تین چاند گر پڑے ہیں یہ خواب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔ فرمایا کہ آپ کے گھر میں ایسے تین شخص مدفون ہونگے جو تمام زمین والوں سے بہتر ہیں۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو کہا کہ اے عائشہ یہ تیرے سب چاندوں میں بہتر ہیں۔ یہ حدیث تاریخ الخلفا ص۷۶ میں ہے اخرج سعید بن منصور عن سعید ابن المسیب قال رأت عائشۃ رضی اللہ عنہا کانہ وقع فی بیتھا ثلاثۃ اقمار فقصتہا علی ابی بکر وکان من اعبر الناس فقال ان صدقت رؤیاک لیدفنن فی بیتک خیر اہل الارض ثلاثا فلما قبض النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یا عائشۃ ھذا خیر اقمارک اب جوابات یقینی اور بدیہی ہو گئی کہ امور خمسہ مذکورہ آیت ان اللہ عندہ علم الساعۃ الآیۃ کا علم بتعلیم الٰہی انبیا اور صحابہ اور اولیا کو حاصل ہے تو یہ کہنے والا کہ حضرات کو بتعلیم الٰہی بھی امور خمسہ کا علم نہ تھا ....

...... یا کسی کو مخلوقات میں سے ان امور خمسہ کا علم نہیں دیا جاتا۔ جاہل اور مخبوط الحواس اور دین سے بے بہرہ اور بدنصیب ہے کہ اپنی من گھڑت کے آگے خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو بھول گیا پس اس آیت سے یہ مراد لینے والا کہ امور خمسہ کا علم کسی کو نہیں نہ ذاتاً نہ بواسطہ تعلیم الٰہی آیت کی تفسیر بداہتہ کے خلاف کرتا ہے اور یہ ضلال چنانچہ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر جلد ۶ مطبوعہ مصریہ (امیریہ) ص۳۶ پر ہے واذا کان کذلک مشاہد الحس فالقول بان القرآن فدل علی خلافہ مما یجر الطعن الی القرآن وذلک باطلٌ

ں یہ کہہ دینا کہ خدا کے سوا کوئی غیب کی بات نہیں جانتا نہ خود بخود نہ تعلیم الٰہی سے اور اس کو قرآن سے ثابت کہنا کفر ہے جیسا کہ امام الدین رازی کے کلام سے ثابت ہوا پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ الیٰ عنہا کے قول سے باوجود ٹھیک معنی بننے کہ یہ مراد لینا کور باطنی ہے مگر مولوی رشید احمد گنگوہی نے بیدھڑک لکھدیا کہ علم غیب صہ حق تعالیٰ ہے اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا ایہام رک سے خالی نہیں فقط والسلام مورخہ ۴ ذی الحجہ بروز جمعہ -

رشید احمد ۱۳۰۱

از فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول صفحہ ۱۲۳

مولوی اسمٰعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان صفحہ ۱۰ میں لکھا ہے، پھر ا یوں سمجھے کہ یہ بات انکو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے ہے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

طع النظر اس سے کہ ان صاحبوں کے اس حکم شرک سے اسلام کوئی بزرگ اور اُمت کا کوئی عالم نہیں بچا اور تمام دنیائے اسمٰعیلی رشیدی شرک میں مبتلا نظر آتی ہے لطف کی بات یہ ہے اس شرک کے پھندے اپنوں کی گردنیں بھی نہ بچ سکیں مولوی ف علی تھانوی اور مرتضیٰ حسن چاندپوری بھی پھنس گئے کیونکہ وہ غیب کو نبی کے لیے لازم بتاتے ہیں چنانچہ توضیح البیان صفحہ ۲ ہے حفظ الایمان میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ الیٰ علیہ وسلم کو علمِ غیب باعطائے الٰہی حاصل ہے چنانچہ

اِس عبارت سے کہ نبوۃ کے لیے جو علوم لازم اور ضروری ہیں وہ آپکو بتمامہا حاصل ہو گئے تھے الخ ۔ اب مولوی مرتضیٰ حسن اور مولوی اشرف علی تھانوی دونوں مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی اسمٰعیل دہلوی کے فتوے سے مشرک ثابت ہوئے اور ممکن نہیں کہ وہ اس شرک کو اٹھا سکیں، الحاصل اگر ان غیوب خمسہ کے باب میں بسط کیا جادے تو غالباً دس گیارہ جزو کا ایک اور رسالہ خاص اسی بحث میں مرتب ہو جائے اس لیے تطویل سے اعراض کیا، اللہ جل شانہ اسی مختصر کو باعث ہدایت مخالفین فرمادے۔

شبہہ ہفتم سفر میں حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں ان کا ہار گم ہو گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں ٹھہر گئے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ہار ڈھونڈا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوتا تو کیوں نہ بتاتے ؟

جواب: مخالفین دلائل کا دار و مدار باطل و غلط قیاسوں پر رہ گیا ہے کسی آیت و حدیث سے وہ اپنا دعوےٰ کسی طرح ثابت نہیں کرسکتے تو مجبوری و ناچاری اپنی غلط رایوں کو بجائے دلیل کے پیش کر دیتے ہیں نہ معلوم انہوں نے اپنی رائے کو دلائل شرعیہ سے کونسی دلیل قرار دے رکھا ہے دینی مسائل اور حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوصاف زید و عمر اور ہر بادشاہ کے منتشر خیالات پر موقوف ہیں جب آیات و احادیث اور کتب معتبرہ سے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ کا عالم جمیع اشیا ہونا ثابت ہوا تو مخالفین کا وہم کس شمار و قطار میں ہے اپنے خیالات واہیہ کو آیات و حدیث

Marfat.com

کے مقابلہ میں انکار رد کرنے کے لیے پیش کرنا مخالفین ہی کی جرأت ہے۔ پھر
اس سوال کا دار و مدار صرف اس بات پر ہے کہ حضرت نے نہ بتایا
اول تو اس میں کلام ہے مخالف کو اس پر دلیل لانا تھا، کوئی عبارت پیش
کرنا تھی مگر وہاں اس کی ضرورت ہی نہیں جو بات منہ میں آئی کہہ دی،
حضور کی جس فضیلت کا چاہا محض بزور زبان انکار کر دیا بخاری و مسلم
کی حدیث ہے فبعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلا
فوجدها امام نووی فرماتے ہیں [illegible] فاعلم وجدها [illegible]
صلی اللہ علیہ وسلم اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور خود اس سے
واقف تھے وہ ہار تو حضور نے پایا جو نہ بتایا [illegible] کے معنی اور فرض کیجئے
کہ نہ بتایا تو نہ بتانا اس [illegible] کو نہ جاننے [illegible] کہاں کی منطق
ہے اگر یہی قیاس ہے تو خدا خیر کرے [illegible] اسی قیاس
سے انکار نہ کر بیٹھیں کہ [illegible] وقت قیامت کا [illegible] سوال کیا اور
ایان یوم القیمۃ [illegible] مگر اللہ سبحانہ نے نہ بتایا معلوم ہوا [illegible]
نہ بتانا معاذ اللہ، نہ بتانا [illegible] سے ہوتا ہے [illegible]
عدم علم ضروری ہوا۔ بتانے میں جو حکمتیں ہیں وہ آپ [illegible]
کی آنکھ والوں سے پوچھیے شیخ المشائخ [illegible] القسطلانی [illegible]
[illegible] الرواۃ شہاب الدین [illegible] ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ [illegible]
شرح صحیح بخاری جلد اول صفحہ [illegible] میں فرماتے ہیں [illegible]
علی جواز الاقامۃ فی المکان [illegible]
سے یہ فائدہ حاصل ہوا [illegible]
[illegible]

ہوا کہ امام گو سفر میں ہو مگر اُس کو مسلمانوں کے حفظِ حقوق کا لحاظ کرنا چاہیے فتح الباری میں ہے وفیہ اعتناء الامام لحفظ حقوق المسلمین وان قلت اس سے علماء نے کتنے مسائل نکالے کہ دفن میت کے لیے اور اس کے مثل رعیت کی ضرورتوں اور مصلحتوں کے لحاظ سے امام کو قیام کرنا چاہیئے فتح الباری میں ہے ویلحق بتحصیل الضائع الاقامۃ للحقوق المنقطع ودفن المیت ونحو ذلک من مصالح الرعیۃ اس میں یہ بھی اشارہ فرمایا کہ مال کو ضائع کرنا نہ چاہیے، وفیہ اشارۃ الی ترک واضاعۃ المال (فتح الباری) اور یہ کیا مزے کی بات معلوم ہوئی کہ اس اقامۃ کی وجہ سے جب پانی نہ ملا اور صحابہ کو نماز کی فکر ہوئی کہ کہاں سے وضو کیا جائے گا کس طرح وضو کیا جائے گا تو وہ بیچین ہوئے لا محالہ اُن کو سوال کرنا پڑا تو حضرت صدیق اکبر سے سوال کیا اور حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کو ایسے ضروری سوال کے لیے بھی بیدار کرنے کی کسی کو جرأت نہ ہوئی اور کسی نے گوارہ نہ کیا اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو خواب سے بیدار کرنیکا کسی کو حق نہیں ہے، انما شکوا الی ابی بکر لکون النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان نائما وکانوا لایوقظونہ (فتح الباری) حضرت صدیق اکبر نے بھی فکر ہیں کہ نماز کس طرح پڑھیں گے، حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی کوکھ اکمر میں انگلیاں ماریں یہ ضرب ایسی ہے کہ انسان بے اختیار اچھل پڑتا ہے مگر حضور اُن کے زانو پر آرام کر رہے تھے اس وجہ سے انھیں جنبش نہ ہونے پائی اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا ادب اس درجہ ہونا چاہیئے کہ ایسی طبعی حرکات بھی نہ ہونے پائیں جن سے خواب نازمیں فرق آنیکا

Marfat.com

اندیشہ ہو فیہا استحباب الصبر لمن نالہ ما یوجب الحرج تجملا وتحملہ
بہ تشویش النائم (فتح الباری) فضیلت حضرت صدیقہ کا اظہار
و فیہ دلیل علی فضل عائشۃ وابیہا و تکرار البرکۃ منہما حضرت صدیقہ
کی کیسی فضیلت و برکت ظاہر ہوئی۔ عمرو بن حارث کی روایت میں وارد
ہے لقد بارک اللہ للناس فیکم ابن ابی ملیکہ کی روایت میں خود جناب
سید عالم علیہ السلام نے فرمایا ما کان اعظم برکۃ قلادتک
کہ اے صدیقہ تمہارے ہار کی کیسی عظیم الشان برکت ہے قیامت
تک کے مسلمان ان کے صدقہ میں سفر اور بیماری اور مجبوری کی حالتوں
میں تیمم سے طہارت حاصل کرتے رہیں گے۔ ہشام بن عروہ کی روایت میں
وارد ہے فواللہ ما نزل بک من امر تکرہینہ الا جعل اللہ ذلک
لک وللمسلمین فیہا خیرا۔ اسید ابن حضیر نے فرمایا کہ اے صدیقہ
خدا آپ پر کوئی امر پیش آتا ہے اور آپ پر گراں گزرتا ہے تو اللہ تعالیٰ
اس میں آپ کے اور مسلمانوں کے لیے بہتری فرماتا ہے اور عبد الرحمن
ابن قاسم والی روایت میں ہے ما ہی باول برکتکم یا آل ابی بکر
کہ اے آل ابو بکر یہ تمہاری پہلی ہی برکت نہیں ہے حضرت نبی اللہ
نے آیت تیمم نازل ہونے کے بعد تین مرتبہ فرمایا انک لمبارکۃ
اے صدیقہ تم یقیناً بیشک بڑی برکت والی ہو اہل ایمان کو تو نظر آ گیا ہوگا
کہ حضرت صدیقہ کے ہار کی وجہ سے لشکر اسلام کو [illegible] اترنا پڑا
اور پانی نہ ملے تو ان کی برکت سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے تیمم کی اجازت دے کر
مٹی کو مطہر کر دیا لیکن جہاں آنکھیں بند کر کے ادب و عقیدت کا دامن چھوڑا جاتا ہو
وہاں سوائے اس کے کچھ نہ معلوم ہوگا کہ نفرت ہو رہی ہے

چشمۂ بد اندیش کہ برکندہ باد عیب نماید ہنرش در نظر

خلاصہ یہ کہ مخالفین کا یہ قیاس فاسد باطل محض اور سراپا لغو ہے اور ان کے مدعا سے باطل کو کسی طرح کوئی تائید نہیں پہنچ سکتی۔

شبہ ہشتم: قاضی خان میں ہے: رجل تزوج امرأۃ بغیر شہود فقال الرجل والمرأۃ خدائے را و پیغمبر را گواہ کردیم قالوا یکون کفرا لانہ اعتقد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب وھو ما کان یعلم الغیب حین کان فی الاحیاء فکیف بعد الموت۔ ترجمہ: ایک مرد نے ایک عورت سے بغیر گواہوں کے نکاح کیا پھر مرد اور عورت نے کہا: خدا اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہم نے گواہ کیا، کہتے ہیں کہ یہ کفر ہوگا اس لیے کہ اس نے یہ اعتقاد کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب کو جانتے ہیں اور حال یہ کہ وہ زندگی میں بھی غیب کو نہیں جانتے تھے پس بعد وفات کے کیونکر جان سکتے ہیں؟

جواب: معترض کا منشا یہ ہے کہ معتقد علم غیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تکفیر فقہ سے ثابت کرے مگر ابھی اس کو یہ خبر نہیں کہ اس نے یہ کفر اپنے ذمہ لے لیا ہے کہ قاضی خاں کی عبارت سے اگر کفر ثابت ہوتا ہے تو معتقد علم غیب نبی بھی (معاذ اللہ) کافر اور تمام مخالفین یعنی وہابی بھی کیونکہ وہ قائل ہیں کہ اللہ جل شانہ نے حضرت کو بعض غیوب کا علم عطا فرمایا ہے پس موجب عبارت قاضی خاں کے ان کے کفر میں ان کی فہم کے موجب شبہ نہیں، آپ یہ کہیں گے وہابیوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بعض غیوب کے علم کا بھی کب اقرار کیا ہے، ملاحظہ ہو [illegible] اور بہت چیزیں اور امور غیب کے

حق تعالیٰ نے آپ کو تعلیم فرمائے کہ ان کی مقدار حق تعالیٰ ہی کو معلوم ہے اور فیصلہ علم غیب ص ۱۳ میں مروی ابو الوفا رحمہ اللہ [illegible] کے یہ الفاظ مسطور ہیں۔ بھلا کوئی مسلمان کلمہ گو اس بات کا قائل ہو سکتا ہے کہ حضرات انبیا علیہم السلام کو امور غیبیہ پر اطلاع نہیں ہوتی ہے مسلمان تو اگر [illegible] کے قائل ہونیوالے پر خدا اور فرشتوں اور انبیاء اور سب لوگوں کی لعنت ہے اور منکرین کے اقرار اس سے رسالہ میں مذکور ہو چکے ہیں۔ بلکہ ہمارے مخالفین بھی بعض غیوب کا اقرار کرتے ہیں اور ہم بھی بعض غیوب ہی کا اثبات کر رہے ہیں[1] کیونکہ جمیع اشیاء بھی بعض متناہیات ہیں تو اگر معاذ اللہ قاضی خاں کی عبارت سے ہم پر الزام آئیگا تو ہمارے مخالفین بھی کافر ٹھہر جائینگے ؎

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را ۔۔۔ چنداں اماں نہ داد کہ شب را سحر کند

اور اگر وہ کافر نہ ٹھہرے تو کیا ہم سنی ہی نے خطا کی ہے اب ہے عبارت قاضی خان پر غور فرمائیے کہ اس میں لفظ قالوا موجود ہے اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس مسئلہ میں اختلاف اور قاضی خان نے بھی قیل کہا ہے جیسا کہ وہ لفظ قالوا اسی مقام پر لاتے ہیں جو خود ان کے نزدیک تحقیق پر اور آئمہ سے مروی نہ ہو چنانچہ شامی جلد ۱ ص ۲۲۵ میں ہے لفظۃ قالوا تذکر فیما فیہ خلاف کما صرح بہ غنیۃ المتملی شرح منیۃ المصلی بحث قنوت میں ہے و کلام قاضی خان یشیر الی عدم اختیارہ لانہ عبر عنہ [illegible]

---

[1] فرق اتنا ہے کہ ہم ان بعض کو تمام اشیاء جانتے ہیں کہ [illegible] داخل ہیں اور مخالفین گنتی کے دو ایک [illegible] کہ [illegible] ابھی علم نہیں معاذ اللہ حضور کے تاج تو [illegible] اللہ [illegible]

واذا صلی علی النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فی القنوت قالوا لا یصلی علیہ فی القعدۃ الاخیرۃ ففی قولہ قالوا اشارۃ الی عدم استحسانہ لہ والی انہ غیر مروی عن الائمۃ کما قلناہ فان ذلک من المتعارف فی عباراتہم لمن استقراہا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اب معلوم ہوگیا کہ قاضی خاں کے نزدیک غیر مستحسن اور غیر مروی اور ضعیف و مرجوح ہے حتیٰ کہ اس کے ساتھ حکم کرنا سخت ممنوع اور جہل ہے درمختار میں ہے ان الحکم والفتیا بالقول المرجوح جہل وخرق الاجماع۔ درمختار میں بھی جہاں قاضی خاں والا مسئلہ ہے وہاں بھی لفظ قیل ضعف کی دلیل موجود ہے۔ درمختار کتاب النکاح میں ہے تزوج بشہادۃ اللہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب قال فی التاتارخانیۃ وفی الحجۃ ذکر فی الملتقط انہ لا یکفر لان الاشیاء تعرض علی روح النبی صلی اللہ علیہ وسلم وان الرسل یعرفون بعض الغیب قال اللہ تعالیٰ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول۔ خلاصہ یہ کہ جس نے کفر بتایا ہے اس کے نزدیک اعتقاد علم غیب سبب ہے۔ تاتارخانیہ اور حجۃ میں ملتقط سے نقل کیا ہے کہ اس اعتقاد سے آدمی کافر نہیں ہوتا اس لیے کہ روح پاک نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اشیاء پیش کی جاتی ہیں اور رسول بعض غیب کو جانتے ہیں فرمایا اللہ جل شانہ نے عالم الغیب فلا یظہر الخ۔ معدن الحقائق شرح کنز الدقائق اور خزانۃ الروایات میں ہے وفی المضمرات والصحیح انہ لا یکفر لان الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام یعلمون الغیب ویعرض علیہم الاشیاء

Marfat.com

فلا یکون کفراً یعنی مضمرات میں ہے کہ صحیح یہ ہے کہ کافر نہیں ہوتا اس لیے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام غیب کے عالم ہیں اور ان پر اشیاء پیش کیجاتی ہیں۔ پس کفر نہ ہوگا۔ شامی باب المرتد میں مسئلہ بزازیہ ذکر کرکے فرماتے ہیں حاصلہ ان دعوے الغیب معارضۃ لنص القرآن یکفر بہا الا اذا اسند ذلک صریحاً او دلالۃ الی سبب من اللہ کوحی والہام یعنی غیب کا دعوےٰ نصِ قرآن کے معارض ہے، پس اس کا مدعی کافر ہو جائیگا۔ لیکن اگر اس نے صریحاً یا دلالۃً کسی سبب کی طرف نسبت کر لی ہے جو اللہ کی جانب سے ہو مثل وحی والہام وغیرہ کے تو کافر نہیں۔ ردالمحتار میں ہے وفیہا کل انسان غیر الانبیاء لا یعلم ما اراد اللہ تعالیٰ لہ وبہ لان ارادتہ تعالیٰ غیب الا الفقہاء فانہم علموا ارادتہ تعالیٰ بہم لحدیث الصادق المصدوق من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین۔ غایۃ الاوطار میں اس عبارت کے تحت مسطور ہے اور اشباہ میں ہے کہ ہر آدمی سوائے انبیاء علیہم السلام کے جانتا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کیا ارادہ ہے اس کے ساتھ وار اس میں اس واسطے کہ حق تعالیٰ کا ارادہ غیب ہے مگر فقیہ اس کو جانتے ہیں اس واسطے کہ وہ جان گئے ہیں حق تعالیٰ کے ارادے کو جو ان کے ساتھ رسول صادق مصدوق کی اس حدیث کی دلیل سے کہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ کرتا ہے اسکو دین میں فقیہ کرتا ہے یعنی اور دین میں فہم سلیم عطا کرتا ہے۔ اب خوب ظاہر ہوگیا کہ فقہ میں بھی جہاں انکار ہے اس کے یہی معنی ہیں کہ بے تعلیم الٰہی کے کسی کو عالم غیب جاننا کفر ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ثابت۔

شبہ نمبر ۱: جمیع اشیاء غیر متناہی ہیں پھر حضرت کو غیر متناہی کا علم کیونکر ہو سکتا ہے؟

جواب: یہ اعتراض سخت جہالت سے ناشی ہے اس لیے کہ جمیع اشیاء کو غیر متناہی نہ کہے گا مگر دیہاتی۔ امام فخر الدین رازی، تفسیر کبیر میں تحت آیہ واحاط بما لدیہم واحصی کل شیء عددا کے فرماتے ہیں قلنا الاشکال ان احصاء العدد انما یکون فی المتناهی فاما لفظة کل شیء فانها لا تدل علی کونه غیر متناه لان الشیء عندنا هو الموجودات والموجودات متناهية فی العدد۔ اس عبارت سے موجودات کا غیر متناہی ہونا روشن۔ پھر خواہ مخواہ اپنی طرف سے بے وجہ علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص کے لیے موجودات کو غیر متناہی کہنا کون عقلمندی ہے۔ اب بعض شبہات عقلیہ کا رد کرنے کے لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مولوی اشرف علی تھانوی کی تقریظ ہی نقل کی جائے:

مولوی اشرف علی صاحب کی تقریظ کا رد

قولہ: بعد الحمد والصلوٰۃ احقر الوریٰ اشرف علی عفی عنہ بتائید مضمون رسالہ اعلاء کلمۃ الحق عرض کرتا ہے کہ علم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے باب میں جو آیات و احادیث وارد ہیں وہ تین قسم کی ہیں ایک وہ جو یقیناً ایجاب جزئی کو مفید ہیں دوسری وہ جو یقیناً سلب جزئی کو مفید ہیں اور ان دونوں قسموں میں کسی کو کوئی کلام نہیں **اقول** سبحان اللہ **فقرہ** کہ ان دونوں قسموں میں کسی کو کوئی کلام نہیں کیسی جرات ہے مثبتین کا دعوےٰ کل شیء معلوم لنبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے اور یہ موجبہ

ہے اس کی نقیض سالبہ جزئیہ ہے (مثالہ بعض الاشیاء لیست بمعلوم النبیا) جو شخص ایجاب کلی کا مدعی ہے اس کو کس طرح سلب جزئی میں کوئی کلام نہ ہوگا۔ کیا مولوی صاحب کے نزدیک مدعی کو اپنے دعوے کی نقیض مسلم ہوتی ہے اور اس میں کوئی کلام نہیں ہوتا۔ یہ بھی خوش فہمی ہے، ایک دوسرے خصیم خود کہتا ہے کہ بھلا کوئی ایک آیت یا حدیث تو ایسی سناؤ کہ جس کا یہ مضمون ہو کہ فلاں چیز کا علم سرورِ اکرم کو دیا ہی نہ گیا۔ چنانچہ زبدۃ المحققین امام المتناظرین جناب الحاج حضرت مولٰنا مولوی احمد رضا خان صاحب ام فیضہم نے ابناء المصطفٰے کے صفحہ ۴ پر فرمایا ہاں ہاں تمام نجدیہ دہلوی گنگوہی جنگلی کوہی سب کو دعوت عام ہے اجمعوا امرکم و شرکاءکم چھوٹے بڑے سب اکٹھے ہو کر ایک آیت قطعی الدلالۃ یا ایک حدیث متواتر یقینی الافادہ چھانٹ لائیں جس سے صاف صریح طور پر ثابت ہو کہ تمامی نزول قرآن عظیم کے بعد بھی اشیاء مذکورہ ما کان وما یکون سے فلاں امر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مخفی رہا جس کا علم حضور کو دیا ہی نہ گیا فان لم تفعلوا فاعلموا ان اللہ لایھدی کید الخائنین۔ اب یہ کہدینا کہ ان دونوں قسموں میں کسی کو کلام نہیں کہ کس درجہ کی دیانت اور کیسا سچ ہے **قولہ** تیسری وہ جو محتمل ایجاب کلی اور ایجاب جزئی دونوں کو ہے **اقول** مناسب تھا کہ ان اقسام کی مثالیں لکھیں جاتی نہ معلوم کس مصلحت سے لکھیں نہ گئیں۔ یہ حصر جو تھانوی صاحب نے تین قسموں میں کیا ہے غلط ہے اس لیئے کہ جو مفید ایجاب کلی کو ہے (مثالہ ... کلی شئی) حدیث وہ ایک چوتھی قسم ہے تو ان آیات و احادیث کا حصر تین قسموں

میں باطل ٹھہرا **اقول** اور اسی قسم میں کلام ہے **اقول** - چہ خوش
جو مدعی ایجاب کلی کا ہے وہ چوتھی قسم سے کیوں نہ استدلال کرے گا
قولہ جو لوگ جناب رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے
جمیع مغیبات غیر متناہیہ کے علم کا اثبات کرتے ہیں **اقول** - جی
ہاں یہ ضرور بتائیے کہ وہ کون لوگ ہیں جو حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و
کے لیے جمیع مغیبات غیر متناہیہ کے علم کا اثبات کرتے ہیں مثبتین
علم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت کے لیے ہرگز جمیع مغیبات
غیر متناہیہ کے علم کا اثبات نہیں کرتے - یہ زبردستی آپ نے اپنے جی کا
وہ تو جمیع اشیاء کے علم کا دعویٰ کرتے ہیں اور جمیع اشیاء متناہی ہیں -
جیسا کہ جواب شبہہ نہم میں مذکور ہوا تو قولہ وہ اس قسم ثالث کو ایجاب
کلی پر محمول کرتے ہیں اور اسی ایجاب کلی کو اپنا متمسک ٹھہراتے ہیں -
اقول: - غلط - انہیں ضرورت ہی کیا ہے کہ قسم ثالث کو اپنا متمسک
ٹھہرائیں جبکہ قسم رابع موجود ہو - مزید اور چیز ہے **قولہ** اور جو باوجود
تسلیم آپ کے اعلم الخلق ہونے کے اس علم محیط کی نفی کرتے ہیں وہ
ایجاب جزئی پر محمول کرتے ہیں **اقول** برا کرتے ہیں اگر بے قرینہ ایجاب
جزئی پر محمول کرتے ہیں اور باوجود تسلیم آپ کے اعلم الخلق ہونے کے
ایسا کرتے ہیں تو بہت برا کرتے ہیں - **قولہ** اب بتوفیقہ تعالیٰ
یہ احقر اولا سائلانہ کہتا ہے کہ جب ایجاب کلی بوجہ احد المحتملین ہونے
کے قطعی الدلالۃ نہیں ہے تو مقام اثبات عقائد[1] میں جو کہ دلیل قطعی الثبوت

[1] یہ مقام عقائد ہے یا بحث فضائل تھانوی صاحب کو ابھی تک اتنا بھی
معلوم نہیں جو وہ دلیل قطعی پر موقوف کرتے ہیں -

Marfat.com

قطعی الدلالۃ پر موقوف ہے اس سے کب استدلال صحیح ہوگا۔

اقول کیا خوب! بنا فاسد علی الفاسد۔ حضرت آپ کی قسم ثالث سے مثبتین کو احتجاج کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے جو ایجاب کلی احد المحتملین ٹھہرے مثبتین تو قسم رابع سے استدلال کرتے ہیں۔ جس میں مجال احتمال مخالف اصلاً نہیں۔ اب آپ کی یہ سب تار و پود کنسج العنکبوت ٹوٹ گئی لہٰذا اس قسم ثالث کو تھانوی صاحب ایجاب کلی پہ حمل کریں یا ایجاب جزئی پہ مبحث سے خارج ہے کہ خصم کا احتجاج اس سے نہیں البتہ اگر بے قرینہ حمل کریں گے تو لیاقت علمی کی داد پائیں گے۔

قولہ بعض روایات مفید سلب جزئی کہ اس میں احتمال عقلی بھی نہیں ہو سکتا کہ زمانہ حکم ایجاب کلی کو اس سے تاخر ہو۔ مثلاً یہ حدیث صحاح کہ قیامت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعض لوگوں کو حوض کوثر کی طرف بلاویں گے ملائکہ عرض کریں گے انک لا تدری ما احدثوا بعدک اس میں جملہ لا تدری الخ مفید ہو رہا ہے سلب جزئی کو زمانہ ورود روایات مثبتہ ایجاب کلی کو اس سلب جزئی سے تاخر ہو۔

اقول:۔ تقدم تاخر کیا سلب جزئی ہی کہاں ہے جب فخر عالم علیہ الصلوٰۃ دنیا میں خود ہی خبر دے رہے ہیں کہ ہم بعض لوگوں کو حوض کوثر کی طرف بلائیں گے اور ملائکہ یہ عرض کریں گے انک الخ تو حضور کو اس کا علم ہونا تو اسی حدیث سے ظاہر واقعہ تو قیامت کو پیش آئیگا اور خبر آج دے دی لیکن تھانوی صاحب کے نزدیک علم ہی نہیں بغیر علم ہی کے اخبار ہو گیا۔ اللہ عقل سلیم عنایت فرمائے تو انسان کو یہ سمجھنا کیا دشوار ہے کہ علم نہ ہوتا تو خبر دینا کیونکر ممکن تھا۔ پھر حضور

کو دنیا ہی میں معلوم ہوتا اور اُس واقعہ کا نظر انور سے گزر جانا بخاری شریف کی مدد خدا ہیں بھی مروی بینا انا نائم فاذا امرة حتی اذا عرفتھم خرج رجل من بینی و بینھم فقال ھلم فقلت این قال الی النار واللہ قلت وما شانھم قال انھم ارتدوا بعدک علی ادبارھم القہقری حضور فرماتے اس اثنا میں کہ میں خواب میں تھا اچانک ایک جماعت گزری حتی کہ جب میں نے ان کو پہچانا تو ایک شخص نے میرے اُن کے درمیان سے نکل کر کہا کہاں اُس نے عرض کیا بخدا دوزخ کی طرف میں نے کہا ان کا کیا حال ہے اُس نے عرض کیا کہ یہ حضور کے بعد اُلٹے پاؤں پیچھے پلٹ گئے یہ بخاری شریف کی حدیث ہے مولوی اشرف علی صاحب کو اب تو معلوم ہوا ہوگا کہ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان لوگوں کو دُنیا میں پہچانتے اور اُن کا مآل جانتے تھے پھر سلب کہاں علاوہ بریں جائز کہ انک لا تدری میں ہمزہ استفہام مقدر ہو جیسا کہ وتلک نعمۃ تمنھا الآیہ اور ھذا ربی میں مقدر ہے اور اس تقدیر پر صحیح مسلم شریف کی حدیث جو اسی مضمون میں ہے یہ الفاظ وارد ہے قرینہ قویہ ہے تا قول یارب منی ومن امتی فیقال اما شعرت ما عملوا ...... بعدک یعنی میں کہونگا اے پروردگار میرے یہ میرے ہیں اور میرے اُمتی پس فرمایا جائیگا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا۔ اب تھانوی صاحب فرمائیں کہ وہ سلب کیا ہوا۔ کیا تھانوی صاحب اتنا بھی نہیں جانتے تھے کہ متعدد احادیث سے حضور پر اعمال اُمت کا پیش ہونا ثابت ہے صحیح مسلم و ابن ماجہ میں ہے عرضت علی امتی باعمالھا حسنھا و سیئھا یعنی مجھ پر میری امت مع اپنے نیک بداعمال کے پیش کی گئی، دوسری حدیث

Marfat.com

ابوداؤد ترمذی میں ہے۔ عرضت علی اجور امتی حتی القذاۃ یخرجہا الرجل من المسجد وعرضت علی ذنوب امتی فلم ار ذنبا اعظم من سورۃ القرآن او آیۃ اوتیہا الرجل ثم نسیہا یعنی مجھ پر میری امت کی نیکیاں پیش کی گئیں یہاں تک کہ تنکا جس کو آدمی مسجد سے دور کرے اور مجھ پر میری اُمت کے گناہ پیش کیے گئے۔ پس میں نے اس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہ دیکھا کہ آدمی کو قرآن پاک کی کوئی سورت یا آیت دی گئی پھر وہ اس کو بھول گیا۔ جب حضور اقدس پر امت کے تمام نیک و بد صغیر کبیر اعمال پیش کیے گئے اور پیش ہوتے ہیں، پھر کس طرح حضور کو ان لوگوں کے اعمال معلوم نہیں۔ تھانوی صاحب نے کس طرح سلب جزئی سمجھا نہیں اس کی رمق بھی ہے ابھی ذرا توقف فرمائیے کس کس چیز سے آنکھیں بند کر کے انکار پر اڑے رہیں گے بخاری و مسلم کی حدیث شریف ہے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان امتی یدعون یوم القیامۃ غرا محجلین من آثار الوضوء فمن استطاع منکم ان یطیل غرتہ فلیفعل۔ یعنی حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ نے فرمایا کہ میری امت روز قیامت غر محجل یعنی اس شان سے بلائی جائیگی کہ ان سر اور ہاتھ پاؤں آثار وضو سے چمکتے ہوں گے پس تم میں سے جس سے ہو سکے اپنی چمک زیادہ کرے۔ مسلم شریف کی دوسری حدیث میں ہے کہ صحابہ نے عرض کیا کہ جو امتی ابھی تک پیدا ہی نہیں ہوئے ہیں انہیں حضور روز قیامت کس طرح پہچانیں گے فرمایا کہ اگر کسی کے پنج کلیان گھوڑے سیاہ گھوڑوں میں ہوں تو کیا وہ اپنے گھوڑوں کو پہچان نہ سکے گا عرض کیا بیشک پہچان لیگا فرمایا کہ میرے امتی اس شان

Marfat.com

سے محشر میں آئیں گے کہ اُن کے پانچوں اعضاء چمکتے جگمگاتے ہونگے اور میں حوض پر اُنکا پیشوا ہونگا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں قالوا کیف تعلم من لم یات بعد من امتک یا رسول اللہ فقال ارایت لوان رجلا لہ خیل غر محجلة بین ظہری خیل دھم بھم الایعرف خیلہ قالوا بلی یا رسول اللہ قال فانھم یاتون غرا محجلین من الوضوء وانا فرطھم علی الحوض ۔ کیا مولوی اشرف علی صاحب کے خیال میں اُن مرتدین کے پنج اعضا بھی چمکیں گے جس سے حضور کو اُن کے مومن ہونیکا خیال ہو سکے لاحول ولاقوۃ الا باللہ کس بنیاد پر تھانوی صاحب سلب ثابت کرنے بیٹھے ہیں؟ بالفرض اگر حضور کو پہلے سے علم نہ ہوتا تو بھی اس علامت سے حضور پہچان سکتے تھے چہ جائیکہ پہلے سے معلوم ہو۔ معرفت ہو چکی ہو جیسا کہ مسلم شریف کی روایت سے معلوم ہو چکا مگر تھانوی صاحب نے سلب کا لفظ سیکھ لیا ہے کتنی ہی حدیثوں کے خلاف ہو انھیں کسی کی پرواہ نہیں ایک حدیث اور سنیے حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ نے ارشاد فرمایا روز قیامت پہلے مجھی کو سجدہ کی اجازت ملے گی اور پہلے سر اٹھانیکا بھی مجھی کو اذن دیا جائیگا پھر میں اپنے سامنے تمام اُمتوں کے درمیان اپنی اُمت کو پہچان لونگا اور اسی طرح اپنے پس پشت اور داہنے بائیں بھی ایک شخص نے عرض کیا نوح علیہ السلام کی اُمت سے حضور کی اُمت تک بہت اُمتیں ہونگی اُن سب میں سے حضور اپنی اُمت کو کس طرح پہچان لیں گے فرمایا کہ ان کے ہاتھ پاؤں چہرے آثار وضو سے چمکتے اور روشن ہوں گے اور کوئی دوسرا اس شان پر نہ ہوگا (کیوں تھانوی صاحب پھر بھی آپ کے نزدیک حضور

Marfat.com

لو اُن مرتدین کو پہچاننا ناممکن ہی رہیگا اب فرمائیے آپ کے سلب کا
کیسا مزاج ہے ؟) اور میں اُنہیں یوں پہچانوں گا کہ اُن کے نامۂ اعمال
ن کے داہنے ہاتھوں میں ہونگے اور اُن کی ذریت اُن کے سامنے دوڑتی
ہوگی (کیوں تھانوی صاحب کیا مرتدین کے اعمال نامے بھی کیا ان کے داہنے
ی ہاتھوں میں ہونگے ؟ ذرا اپنے سلب کی نبض تو دکھائیے ۔ اس میں
کوئی رمق باقی تو نہیں رہی) حدیث کے الفاظ ملاحظہ ہوں انا اول من
یوذن لہ بالسجود یوم القیمۃ وانا اول من یوذن لہ ان یرفع
راسہ فانظر الی ما بین یدی فاعرف امتی من بین الامم ومن خلفی
مثل ذلک وعن یمینی مثل ذلک وعن شمالی مثل ذلک فقال رجل
یارسول اللہ کیف تعرف امتک من بین الامم فیما بین نوح الی امتک
قال ھم غر محجلون من اثر الوضوء لیس احد کذلک غیرھم واعرفھم
انھم یوتون کتبھم بایمانھم واعرفھم تسعی بین ایدیھم ذریتھم
رواہ احمد ۔ اب فرمائیے استفہام مقدر مانیے گا یا نہیں ۔ اتنی حدیثیں
آپ کی تسکین کے لیے کافی ہیں یا وہی کہے جائیگا ۔ کاش ذہول ہی پر حمل
کیا ہوتا مگر مجبوری تو یہ تھی کہ آپ کو شوق تھا سلب ثابت کرنے کا ۔
بہر حال اب تو آپ کا سلب مسلوب ہوا ۔ والحمد للہ فرمائیے تھانوی صاحب
سالبہ جزئیہ کس کے گھر سے آئیگا ؟ **قولہ** دوسرا احتمل یعنی ایجاب
جزئی متعین اور حق ٹھہرا اور یہی مذہب ہے نقاۃ کا ۔ **اقول** ۔ یہ
لیاقت علمی سے بیگانگی اور ذہانت کی بانگی ہے کہ نقاۃ کا مذہب ایجاب
جزئی ہے خدا جانے کیا سوچ کر لکھا ہے جس کا مذہب ایجاب ہے
کیونکر نقاۃ میں شمار کیا گیا ؟

مولوی اسمٰعیل دہلوی کی کتاب "تقویت الایمان" پر حضرت صدر الافاضل قدس سرہٗ کا تبصرہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب پر چند اہم شبہات کے جوابات ملاحظہ فرمالیجئے۔ اس خصوص میں مکمل معلومات آپ کی تصنیف منیف "الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفٰے" سے حاصل کریں۔ اب میں حضرت قدس سرہٗ کا وہ تبصرہ بجنسہ پیش کرتا ہوں، جو مولوی اسمٰعیل دہلوی کی شرک ساز کتاب تقویت الایمان پر فرمائی ہے اس سے اندازہ ہوجائیگا کہ یہ کتاب کس نوعیت کی ہے حضرت قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ

"آج مسلمانوں کی جو دردناک حالت ہے اس نے دردمندان اسلام کو بے چین کر دیا ہے سرد آہیں کھینچ کھینچ کر رہ جاتے ہیں۔

سینہ تھام تھام لیتے اور رو رو پڑتے ہیں، دشمنان دین کی جرأتیں اور بے باکیاں روز بروز بڑھتی جاتی ہیں انھیں اسلام کے دعویداروں میں سے اپنے مؤید وحامی ملجاتے ہیں جو کفار کی خوشنودی کے لیے ایسے ایسے حرکات کر گزرتے ہیں جن کی جرأت یک بیک کفار کو ہرگز نہ ہوسکتی۔

موجودہ صدی سے قبل مسلمان ہر حیثیت میں اعلیٰ نظر آتے تھے ان میں دینداری بھی تھی غیرت اسلامی بھی۔ دنیا میں ان کا وقار بھی تھا، اعتبار بھی، رعب و ہیبت بھی۔ قوت و شوکت بھی۔ کفار ان کے خوف سے کانپتے تھے کسی کو مجال تھی کہ شریعت طاہرہ یا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں

Marfat.com

زبان کھول سکتا یا کوئی ناقص بات بول سکتا۔

مگر آج کفار کی دریدہ دہنی اور بدزبانی انتہا کو پہنچ گئی ہے وہ شرعِ مطہر اور بزرگانِ دین و اکابرِ اسلام پر سخت ناپاک حملے کر بیٹھے اور افترا و بہتان اٹھانے کے عادی و خوگر ہو گئے ہیں، مسلمانوں کی دل آزاری اور اسلام کی توہین ان کا شیوہ و پیشہ ہو گیا ہے

یہ کیوں؟ اور اس کا باعث کیا۔

اس کا سبب صرف یہ ہے کہ خود مسلمانوں میں سے ایسے فرقے پیدا ہو گئے جنہوں نے حرمتِ اسلام پر ہاتھ صاف کیے۔ بزرگانِ دین اولیائے کرام بلکہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حق میں بے ادبی اور گستاخی ان کا شغل ہو گیا۔

مسلمانوں نے ان سے نفرت و بیزاری ظاہر کرنے میں بہت کوتاہی کی۔ ان کے ساتھ میل جول ربط ضبط جاری رکھا۔ اس سے ان کی جرأتیں بھی بڑھیں اور وہ بزرگانِ اسلام پر علی الاعلان بے خوف و خطر تبرا کرنے لگے۔ ناقص سے ناقص کلمات چھاپ چھاپ شائع کرنے لگے

اول اول تو کفار ان کی کتابوں کو بخوشی دیکھتے۔ پھر مسلمانوں سے چھپ کر پھر ان کی دلیری اور مسلمانوں کا اس سے متاثر نہ ہونا دیکھ کر ان میں بھی دلیری پیدا ہوئی۔ اور وہ مسلمانوں کو ان لوگوں کے کلمات سناتے اور کبھی کبھی ان پر اظہارِ افسوس بھی کر دیتے لیکن جب انھوں نے دیکھا کہ مسلمان اس گالی گلوچ سے کچھ اثر نہیں لیتے اور بزرگانِ اسلام کے بدگویوں کے ساتھ ان کے میل جول میں کوئی فرق نہیں آتا تو انھیں یقین ہو گیا کہ اسلامی غیرت و حمیت مٹ چکی اب انہوں نے بھی زبان کھول دی

طوفان بپا کر ڈالے اور جب تک مسلمان اپنی غیرت و حمیت کا ثبوت نہ دیں اور شریعت کے مخالف اور انبیاء کرام علیہم السلام و اولیاء کے بدگویوں کے ساتھ مخالطت و مصاحبت میل جول ترک نہ کریں یہ فتنہ جاری رہے گا۔

اگر مسلمانوں میں حمیت اسلام اور غیرت دین کی کوئی رمق باقی ہے تو وہ جلد از جلد تمام گمراہ بے دین گستاخ فرقوں سے متارکت اور یکلخت علیحدگی کریں۔

وہ فرقہ جو انبیاء علیہم السلام کی جناب میں گستاخیوں کی جرأت پیدا کرنے کا سب سے زیادہ باعث ہوا وہ وہابیہ ہے۔

وہابی دراصل خارجی ہیں جو ابن عبدالوہاب نجدی کا اتباع کرتے ہیں اُن کے نزدیک دنیا میں کوئی بھی مسلمان نہیں تمام عالم مشرک مباح الدم ہے اور بزرگانِ دین و مقبولین بارگاہ رب العالمین کی توہین ان کا دین و ایمان ہے۔ ردالمحتار جلد ۳ صـ۳۱۹ میں ہے

كَمَا وَقَعَ فِي زَمَانِنَا فِي أَتْبَاعِ عَبْدِ الْوَهَّابِ الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ نَجْدٍ وَ تَغَلَّبُوْا عَلَى الْحَرَمَيْنِ وَ كَانُوْا يَنْتَحِلُوْنَ مَذْهَبَ الْحَنَابِلَةِ لٰكِنَّهُمْ اِعْتَقَدُوْا اَنَّهُمْ هُمُ الْمُسْلِمُوْنَ وَ اَنَّ مَنْ خَالَفَ اِعْتِقَادَهُمْ مُشْرِكُوْنَ وَاسْتَبَاحُوْا بِذٰلِكَ قَتْلَ اَهْلِ السُّنَّةِ وَ قَتْلَ عُلَمَائِهِمْ حَتّٰى كَسَرَ اللّٰهُ شَوْكَتَهُمْ وَ خَرَبَ بِلَادَهُمْ وَ ظَفَرَ بِهِمْ عَسَاكِرُ الْمُسْلِمِيْنَ عَامَ ثَلٰثٍ وَ ثَلٰثِيْنَ وَ مِائَتَيْنِ وَ اَلْفٍ ۔

یعنی جیسا ہمارے زمانہ میں عبدالوہاب کے متبعین میں واقع ہوا جو

Marfat.com

نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر قابض ہوئے اور اپنے آپ کو حنبلی مذہب ظاہر کرتے تھے لیکن در اصل ان کا اعتقاد یہ تھا کہ مسلمان صرف وہی ہیں باقی سب مشرک ہیں، اسی وجہ سے انھوں نے اہلسنت اور ان کے علماء کا قتل مباح سمجھا یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑی اور ان کے شہر ویران کئے اور اسلامی لشکروں کو ان پر فتح دی ۱۲۳۳ھ میں فرقہ وہابیہ نے گمراہی کے عجیب و غریب اصول بنائے قرآن و حدیث کو سامنے رکھ کر مسلمانوں کو مغالطہ دینا گمراہی میں گرفتار کرنا ان کا دستور ہے جس طرح ہندوستان میں فرقہ آریہ مذہب کی آڑ میں سیاسی اغراض کا شکار کھیلتا ہے اسی طرح وہابیہ مذہب کے پردہ میں ملک حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

عبد الوہاب نجدی کا مقصد اس مذہب کی ایجاد اور مسلمانان عالم کو مشرک و کافر قرار دینے سے یہی تھا کہ ان پر جہاد جائز کیا جائے اور اپنے معتقدین کو اسلامی ممالک پر حملہ کرنے اور مسلمانوں کو تہ تیغ کر ڈالنے پر آمادہ کیا جائے تاکہ اسلامی ممالک قبضہ میں آجائیں چنانچہ اس نے پہلی مرتبہ اور اس کے جانشین ابن سعود نجدی نے اب دوسری مرتبہ اس ذریعہ سے حجاز کی سلطنت حاصل کی۔ اگر اس نے گمراہی کے اصول بنا کر مسلمانوں کا مشرک ہونا اپنے معتقدین کے ذہن نشین نہ کیا ہوتا تو وہ ہرگز مسلمانوں پر تلوار اٹھانے کے لیے تیار نہ ہوتے اور وہابیوں کو سلطنت ہاتھ نہ آتی۔ اس گروہ نے ملک و مال کی طمع میں دین و ملت کو برباد کیا۔

ہندوستان میں بھی مولوی اسمٰعیل دہلوی کے سر میں ملک گیری کا سودا تھا اور ابن عبد الوہاب کی طرح وہ بھی یہ ارادے رکھتے تھے۔

شاہ ولی اللہ صاحب کے خاندان کا ہندوستان میں بڑا درجہ تھا

میں کافی اثر تھا - بکثرت مسلمان اس خاندان کے ارادتمند معتقد تھے -
اس سر و سامان کو دیکھ کر مولوی اسمٰعیل صاحب کو خیال پیدا ہوا کہ
عبدالوہاب نجدی کی پالیسی پر عمل کر کے وہ اپنے معتقدین کا ایک عظیم
لشکر تیار کر سکتے ہیں - جس سے ہندوستان کے تاج و تخت پر اُنہیں
کو قبضہ مل سکے گا -

اس تخیل پر وہ چل پڑے اور شیخ نجدی کی پیروی کو انھوں نے ذریعہ
کامیابی سمجھا اُسی کی کتاب التوحید کا چربہ اُتارا اور اُسی کے مذہب کی ترویج
کے درپے ہو گئے - اس مدعا کے لیے انھوں نے متعدد کتابیں تصنیف
کیں جن میں سے تقویت الایمان بہت زیادہ مشہور ہے اور
اس کی بکثرت اشاعت کی گئی ہے - لاکھوں کی تعداد میں چھپ کر ہندوستان
کے گوشہ گوشہ میں پہنچ چکی اور ہزارہا بندگانِ خدا اس کتاب سے گمراہ ہو
گئے - مولوی اسمٰعیل کے مقدر نے یاوری نہ کی اور انھیں ہندوستان
کی فرماں روائی نصیب نہ ہوئی - لیکن اس کے پروپیگنڈے سے ہزارہا
بلکہ لاکھوں آدمی بے دین اور بزرگانِ دین و اکابر اسلام حتیٰ کے انبیاء
علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جناب میں گستاخ ہو گئے جس سے ہند کے
کفار کو ہمت ہوئی اور آئے دن وہ اسلام و پیشوایانِ اسلام کی شان
میں گستاخانہ لب کشائی کرنے لگے -

اس تقویت الایمان کی بدولت ہندوستان کے مسلم حصہ میں ایک
خطرناک جنگ چھڑ گئی اور ہر ایک گھر مولوی اسمٰعیل صاحب کی بدولت
معرکۂ جنگ بن گیا - مسلمانوں کا شیرازہ درہم برہم ہوا - ان کے پہلوؤں
میں اُن کے خونخوار دشمن پیدا ہوئے جو اُنھیں مشرک جانتے اور رات

Marfat.com

دن اُن سے لڑتے رہتے ہیں اور جس قدر اس کتاب کی اشاعت زیادہ ہوتی جاتی ہے اُسی قدر یہ جنگ وسیع ہوتی ہے۔

علمائے اسلام نے اس کتاب کے متعدد رد لکھے۔ تحریر و تقریر سے اس کے مقاصد کا اظہار فرمایا اور یہ اُن کا فرض تھا لیکن نہ معلوم کس وجہ سے وہ رد چھپ نہ سکے اور قلمی کتاب کی اشاعت ہی کیا ہو سکتی ہے زمانہ گزرنے سے وہ نایاب ہو گئے۔ بعض چھپے بھی مگر بہت مختصر تھے اور اب میسر بھی نہیں آتے۔

اب دو چار سال سے تقویت الایمان کی اشاعت میں حد سے زیادہ اہتمام کیا گیا اور ملک کے ہر حصہ میں وہ مفت تقسیم کی گئی تو ہر طرف سے میرے پاس اس کے رد و جواب کی طلب میں خطوط آنے شروع ہوئے۔ ناچار میں نے اس کے رد کا قصد کیا۔ اللہ سبحٰنہ اس کے اتمام کی توفیق دے اور حق کی حمایت میں مستقل رکھے۔ نفس و شیطان کے شر سے بچائے، آمین

حقیقت کا اظہار میرا فرض ہے میں اسی کے درپے رہوں گا۔ اور بزرگیت لفظی سے ضد و نفسانیت سے بالکل اجتناب کروں گا۔ واللہ المستعان و علیہ التکلان۔

صاحبِ تقویت الایمان نے اپنی کتاب کا پہلا باب توحید و شرک کے بیان میں لکھا ہے لیکن اس بحث کو شروع کرنے سے قبل انھوں نے دو اصول لکھے ہیں اور ان پر بہت زور دیا ہے اُن کے لیے یہ دونوں اصول نہایت اہم اور بہت ضروری ہیں اگر وہ یہ اصول نہ بناتے تو انھیں مسلمانوں کو راہِ راست سے منحرف کرنے میں بہت زیادہ دشواریاں پیش آتیں۔

یہ اصول جیسے وہابیہ کے لیے ضروری ہیں اُسی قدر بلکہ اس سے زیادہ مسلمانوں کے لیے خطرناک ہیں اور ان سے آگاہ ہونا ان کے لیے انتہا ضروری ہے

پیدا ہوتی ہیں اور دین کا محکم و استوار نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔

وہابیت کے دو اصول

ان دو اصولوں میں سے (۱) یہ ہے کہ اسلاف کرام اور بزرگوں کا اتباع نہ کرنا چاہیئے اور متقدمین کی پیروی درست نہیں۔

(۲) یہ کہ علمائے دین اور آئمہ مجتہدین کی پیروی نہ کرنی چاہیئے، ہر شخص قرآن و حدیث سمجھتا ہے اس کے لیے بڑا علم درکار نہیں۔

یہ دونوں اصول جس طرح وہابیت کو رواج دینے کے لیے ضروری ہیں ایسے ہر بدمذہبی کے لیے لازم ہیں۔

یہ ظاہر ہے کہ جب تک آدمی اپنے بزرگوں کے طریقے اور معتقدین کی روش کو نہ چھوڑے ان کا اتباع لازم سمجھے اس وقت تک کوئی خود غرض گمراہ کنندہ اس کو اپنا طریقہ و مذہب قبول کرانے میں کامیاب نہیں ہو سکتا جب وہ اس کو اپنی کوئی بات بتائیگا وہ فوراً انکار کرے گا اور کہے گا جناب میں اس کے ماننے سے مجبور ہوں۔ یہ میرے بزرگوں کے خلاف ہے۔

جب اس سے اس کے دین کی کوئی بات چھڑانے کی کوشش کی جائے گی جبھی وہ چونک اٹھے گا اور راضی نہ ہوگا اور اس کا یہ جواب بالکل مسکت ہوگا کہ میں اپنے بزرگوں کا طریقہ نہیں چھوڑ سکتا بلکہ وہ اس طریقے کے خلاف کسی بات کا سننا گوارا نہ کرے گا اور گمراہ کنندہ ناکام نامراد رہ جائے گا۔

اب اگر وہ معقول دوستی طریقہ سے بہکائے اور یہ کہے کہ تم جو یہ عمل کرتے ہو نہ کرو کیونکہ تمہارے دین اور قرآن و حدیث کے خلاف

Marfat.com

ہے یا یہ جو نہیں کر سکتے ہو کرتے ہو کہ قرآن و حدیث میں اس کا حکم ہے تو اس
کا وہ یہ جواب دے گا کہ قرآن و حدیث پر تو میرا ایمان ہے لیکن یہ بات
میں اپنے علماء سے دریافت کروں اگر وہ بتا دیں گے کہ قرآن و حدیث
میں ایسا ہے تو میں سر جھکا کر تسلیم کر دوں گا اور اگر انھوں نے فرمایا کہ قرآن و
حدیث میں ایسا نہیں ہے تو اُن کے مقابل میں آپ کی بات باور کرنے
اور مان لینے کے لیے تیار نہیں :-

یہ جواب سنتے ہی بیدین گمراہ کنندہ کی ہمت ٹوٹ جائیگی اور وہ یوں ہی
اس پر چپ ہو جائیگا۔ وہ جانتا ہے کہ قرآن و حدیث کا نام لے کر بھائیوں کو بہکایا جا
سکتا ہے۔ مگر وہ عالم کے پاس گیا تو وہ اس پر حقیقت حال ظاہر کر دینگے
اور اس کا فریب کسی طرح نہ چل سکے گا۔ اس لیے وہ ضروری سمجھتے ہیں
کہ پہلے علماء کی طرف سے بدظن کرے اور اُن کے ساتھ تعلق قطع کرائے
جب وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکے گا تمام گمراہ فرقے ان اصولوں
پر کاربند ہونے کے لیے مجبور ہیں۔ سب سے پہلے روافض و خوارج
نے یہ طریقہ اختیار کیا اور مسلمانوں کو اُن کے بزرگوں اور رسول کریم صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب سے بدگمان کرنے میں انتہائی کوششیں
کیں اور جن لوگوں کو انھوں نے صحابہ کرام سے بدگمان کیا اور جن پر
ان کا یہ جادو چل گیا اُنھیں کو وہ دین سے منحرف کر کے گمراہ کر لینے میں
کامیاب ہوئے اور جنہوں نے اپنے بزرگوں کا دامن نہ چھوڑا وہ اُن کے
مکائد سے امن میں رہے۔

ہر فرقہ اسی بات کا مدعی ہے کہ قرآن و حدیث کے مطابق اس کا
اُسی کا مذہب ہے، رافضی، خارجی، وہابی، مرزائی وغیرہ کون اس کا

دعویٰ نہیں کرتا ہر ایک اپنے مدعائے باطل کی تائید میں آیات و احادیث پیش کرنے میں جری ہے۔

مگر علمائے اسلام ان کا ملمع کھول دیتے ہیں اور آیات و احادیث کے پیش کرنے میں گمراہ لوگ جو دھوکا دیتے ہیں علماء اس کو ظاہر کر دیتے ہیں اس لیے ہر گمراہ یہ کوشش کرتا ہے کہ مسلمان اپنے علماء سے تعلق چھوڑ دیں تاکہ وہ انہیں بہکا سکے۔

مولوی اسمٰعیل صاحب نے تقویۃ الایمان میں اپنے مدعا کو شروع کرنے سے پہلے انہیں دو اصولوں کو بیان کیا اور ان پر بہت زور دیا ان کی عبارت ملاحظہ کیجئے۔

> اس زمانہ میں دین کی بات میں لوگ کتنی راہیں چلتے ہیں کتنے پہلوں کی رسموں کو پکڑتے ہیں کتنے قصے بزرگوں کے دیکھتے ہیں اور کتنے مولویوں کی باتوں کو جو انھوں نے اپنے ذہن کی تیزی سے نکالی ہیں سند پکڑتے ہیں اور کتنے اپنی عقل کو دخل دیتے ہیں۔
>
> (تقویۃ الایمان [illegible]) صفحہ ۳

یہ وہابیت کا پہلا اصول ہے جس میں متقدمین کے طریق۔ بزرگوں کے حالات علماء کے ارشاد اور عقل کے فیصلے سب سے روکا جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ ہر طرح آنکھ میچ کر مولوی اسمٰعیل صاحب کے حکم کو مان لو۔ اگر وہ متقدمین کے خلاف ہو تو انہیں بھی چھوڑ دو اگر بزرگوں کے حالات اور سلف صالح کی روش کے مخالف ہوں تو ان کو بھی ترک کر دو۔ اگر علمائے دین اور آئمہ متقین کی تعلیم و ہدایت کے برعکس ہو تو ان سے بھی ہاتھ اٹھاؤ۔ اگر اس سب کے باوجود خود تمہاری عقل میں نہ آئے تو اس

سے بھی برگزیدہ اور "صمٌ بکمٌ" ہو کر اسمٰعیل کا کہا مان لو۔ متقدمین اور اسلاف صالحین اور علماء دین اور عقل سب سے قطع تعلق کر کے تقویت الایمان کے متبع ہو جاؤ۔

مولوی اسمٰعیل صاحب نے اپنی بدعات و اختراعات منوانے کا اصول تو ایجاد کیا۔ مگر قرآن کریم اور حدیث شریف میں اس گمراہی کے اصول کا پہلے ہی قلع قمع کر دیا گیا۔

قرآن شریف کی پہلی سورت میں اللہ تعالیٰ رب العزۃ ارشاد فرماتا ہے۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ لا

ترجمہ ہم کو سیدھا راستہ چلا۔ راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کے رستے کو اپنا سیدھا رستہ فرماتا ہے اور اسی کی طرف ہدایت کی دعا تعلیم فرماتا ہے اور مولوی اسمٰعیل صاحب اس کے خلاف پیروں کی رسموں بزرگوں کے حالات علماء دین کی تدقیق۔ عقل کے ارشاد سب کے چھوڑنے کو کہتے اور قرآن پاک کی مخالفت کرتے ہیں۔

عجیب بات ہے کہ پیروں کی رسمیں بزرگوں کے حالات علماء کے ارشاد عقل کا حکم تو ماننے کے قابل نہ ہو مگر مولوی اسمٰعیل صاحب کا حکم ماننے کے قابل ہو جائے اگرچہ وہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد اور قرآن کی آیات کے خلاف ہو لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ ط جس کو مولوی اسمٰعیل صاحب بزرگوں کی رسمیں کہتے ہیں۔ قرآن پاک صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ فرماتا ہے (فاعتبروا یا اولی الابصار) پیروں، بزرگوں، عالموں میں آئمہ علماء صلحاء اور غوث، قطب۔

تبع تابعین - تابعین - صحابہ - خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب ہی آگئے -

ظالم نے دین کا سارا نظام درہم برہم کر ڈالا - حضرت امام علامہ ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود نسفی اپنی تفسیر مدارک التنزیل میں آیت مذکورہ کے تحت ارشاد فرماتے ہیں -

وَالْاِشْعَارُ بِاَنَّ الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ تَفْسِیْرُہٗ صِرَاطُ الْمُسْلِمِیْنَ لِیَکُوْنَ ذٰلِکَ شَہَادَۃً لِصِرَاطِ الْمُسْلِمِیْنَ بِالْاِسْتِقَامَۃِ عَلٰی اَبْلَغِ وَجْہٍ وَّاٰکَدِہٖ

ترجمہ اور اس بات کا اشعار کہ صراط مستقیم کی تفسیر صراط المسلمین یعنی مسلمانوں کی راہ ہے اس لیے ہے تاکہ یہ مسلمانوں کی راہ کی استقامت کی ابلغ وجہ پر شہادت ہو -

امام محی السنہ علاؤ الدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی معروف بہ خازن اپنی تفسیر لباب التاویل میں فرماتے ہیں -

ھٰذَا بَدَلٌ مِّنَ الْاَوَّلِ اَیِ الَّذِیْنَ مَنَنْتَ عَلَیْہِمْ بِالْہِدَایَۃِ وَالتَّوْفِیْقِ وَہُمُ الْاَنْبِیَاءُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ ذَکَرَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ قَوْلِہٖ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّہَدَاءِ وَالصّٰلِحِیْنَ

ترجمہ یہ اوّل کا بدل ہے یعنی صراطِ مستقیم ان لوگوں کا رستہ ہے جن پر تو نے ہدایت و توفیق دے کر احسان فرمایا اور وہ انبیا اور مومنین ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر فرمایا اُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ الآیہ وہ ان کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے احسان کیا یعنی انبیاء اور

صدیق اور شہید اور نیک لوگ:

اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین کی راہ صراطِ مستقیم ہے اور اسی کی طرف ہدایت کی دعا، اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی سب سے پہلی صورت میں تعلیم فرمائی۔ لیکن مولوی اسمٰعیل صاحب اس کے مخالف ہیں۔ وہ پہلوں کی رسموں، بزرگوں کے قصوں، علماء کی تدقیق سب سے مسلمانوں کا علاقہ قطع کر دینا چاہتے ہیں، اللہ تبارک و تعالیٰ دوسری آیت میں ارشاد فرماتا ہے:-

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا (النساء)

ترجمہ اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری پلٹنے کی جگہ۔

اس آیت کریمہ میں مؤمنین کی راہ چھوڑنے پر جہنم کی سزا مقرر فرمائی، یہ وہی مؤمنین کی راہ ہے جس کو مولوی اسمٰعیل صاحب تقویت الایمان میں پہلوں کی رسمیں بزرگوں کے قصے۔ مولویوں کی باتیں بتا کر چھڑانا چاہتے ہیں۔

مولوی اسمٰعیل صاحب کا یہ اصول قرآن پاک کی مخالفت پر مبنی ہے اور قرآن پاک کا یہ کمال ہے کہ مدتوں کے بعد پیدا ہونے والے گمراہ خلق کو بہکانے کے لیے جو اصول بناتے ہیں اس کتاب ہدایت میں پہلے ہی اس کا رد فرما دیا گیا۔ والحمد للہ اس مدعا پر صدہا آیات و احادیث پیش کی جا سکتی ہیں۔ مگر نظر بر اختصار دو ہی آیتوں پر اکتفا کیا گیا اب مولوی اسمٰعیل صاحب

Marfat.com

کا دوسرا اُصول بھی اُن ہی کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیے تقویت الایمان میں لکھتے ہیں:

دہلوی کا دوسرا اصول

> اور یہ عوام الناس میں مشہور ہے کہ اللہ و رسول کا کلام سمجھنا بہت مشکل ہے اس کو بڑا علم چاہیئے ہم کو وہ طاقت کہاں کہ ان کا کلام سمجھیں اور اُس راہ پر چلنا بڑے بزرگوں کا کام ہے سو ہماری کیا طاقت کہ اس کے موافق چلیں بلکہ ہم کو یہی باتیں کفایت کرتی ہیں سو یہ بات غلط ہے اس واسطے کہ اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں باتیں بہت صاف صریح ہیں اُن کا سمجھنا مشکل نہیں۔

تقویۃ الایمان مطبوعہ کراچی ص ۲۱۲

مولوی اسمٰعیل صاحب کی یہ گفتگو عوام الناس کے حق میں ہے جو بیچارے صاف اردو کی عبارتوں کو سمجھنے میں بھی قاصر ہوتے ہیں آپ اُن کو فرماتے ہیں کہ تمہارا یہ خیال کہ قرآن و حدیث کا سمجھنا مشکل ہے اور اس کے لیے بڑا علم چاہیئے غلط ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ ہر جاہل قرآن پاک اور حدیث شریف سمجھ سکتا ہے اس کے لیے علم درکار نہیں جہلا کو جرأت دلائی جاتی ہے کہ وہ بے علمی سے قرآن و حدیث میں رائے زنی کر کے عُلماء سے الجھیں اور گمراہی میں پڑیں۔ اسی اصول کی بدولت غیر مقلد پیدا ہوئے ہر جاہل اپنے آپ کو آئمہ دین سے افضل و بہتر سمجھنے لگا، اور قرآن و حدیث ہاتھ میں لے کر مسلمانوں سے درپئے جنگ و جدل ہوا۔ آج جو بہت سے مصروفِ جنگ نظر آرہے ہیں وہ اسی اصول ضلالت کا نتیجہ ہیں ستم یہ کہ مولوی اسمٰعیل صاحب اپنے اس گمراہ کن اصول کو قرآن پاک کی طرف نسبت کر کے اللہ تعالیٰ پر افترا کرتے ہیں۔ حاشا کہ یہ ناپاک مضمون قرآن پاک میں ہو۔ اس جرأت کی کیا انتہا کہ اپنے دل سے ایک گمراہی کی بات

Marfat.com

نکالی اور اس کو قرآن پاک کی طرف نسبت کر دیا اور ثبوت میں آیت شریف بھی لکھ ڈالی اور یہ لکھ دیا کہ

اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں باتیں بہت صاف صریح ہیں ان کا سمجھنا مشکل نہیں۔ (تقویۃ الایمان ص۳)

یہ اللہ تعالیٰ پر افترا ہے قرآن کریم پر بہتان ہے اس میں کہیں یہ نہیں فرمایا کہ قرآن شریف کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں اور عوام کو یہ جرأت نہیں دلائی۔ مولوی اسمٰعیل صاحب کی یہ عبارت کسی آیت کا ترجمہ نہیں اس کے بعد جو آیت انھوں نے پیش کی ہے اس کو بھی ملاحظہ فرمایئے کہ یہ مضمون اس سے ثابت نہیں مولوی اسمٰعیل صاحب لکھتے ہیں، چنانچہ سورہ بقر میں فرمایا ہے۔

> وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ
>
> ترجمہ یعنی اور بیشک اُتاریں ہم نے طرف تیری باتیں کھلی اور منکر اس سے وہی ہوتے ہیں جو لوگ بےحکم ہیں ف: یعنی ان باتوں کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں (یہ فائدہ بے فائدہ جناب اپنی طرف سے بڑھا کر کچھ آگے فرماتے ہیں) اور اللہ رسول کے کلام سمجھنے کو بہت علم نہیں چاہیئے کہ پیغمبر تو نادانوں کے راہ بتانے کو اور جاہلوں کو سمجھانے کو اور بے علموں کے علم سکھانے کو آئے تھے
>
> تقویۃ الایمان ص۳

قطع نظر اس کے کلام شان ادب سے دُور ہے یہ دعویٰ کہ اللہ رسول کے کلام سمجھنے کو بہت علم نہیں چاہیئے یعنی ہر جاہل سمجھ سکتا ہے بالکل باطل اور نہایت فتنہ انگیزی ہے آیات کا بیّنات کے ساتھ موصوف ہونا یہ معنی نہیں رکھتا کہ قرآن پاک سیکھنے اور علماء سے پوچھنے کی ضرورت نہیں رہی۔

مولوی اسمٰعیل صاحب اس کے بعد لکھتے ہیں۔

Marfat.com

(جو کوئی یہ آیت سنکر پھر یہ کہنے لگے کہ پیغمبر کی بات سوائے عالموں کے کوئی سمجھ نہیں سکتا اور ان کی راہ پر سوائے بزرگوں کے کوئی چل نہیں سکتا سو اس نے اس آیت کا انکار کیا۔)

عوام کا تعلق علماء سے قطع کرانے میں مولوی اسمعیل صاحب کتنی کوشش بلیغ کرتے ہیں یہاں تک کہہ گئے کہ جو یہ کہے کہ پیغمبر (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی بات سوائے عالموں کے کوئی سمجھ نہیں سکتا اس نے اس آیت کا انکار کیا اور آیت کا انکار یقیناً کفر ہے تو دین کے سمجھنے کے لیے علم کی ضرورت بتانے والا مولوی اسمٰعیل صاحب کے نزدیک کافر خارج از اسلام ہے۔ پہلے تو مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی کے قصیدہ کے دو شعر پڑھیے جو انھوں نے مولوی رشید احمد صاحب و مولوی محمد قاسم صاحب کی تعریف میں لکھا ہے اور اس کے بعد غور کیجئے کہ تقویت الایمان کے حکم سے مولوی محمود حسن صاحب کافر خارج از اسلام منکر قرآن ہو گئے کہ انہوں نے قرآن و حدیث کے سمجھنے کے لیے عالم کو ضروری سمجھا لکھتے ہیں۔

پر نہ ہوں سائق و قائد جو رشید و قاسم — ہم کو کیونکر ملیں یہ نعمت یزداں دونوں
کون سمجھائے ہمیں مطلب اللہ و رسول — کون سکھلائے ہمیں سنت و قرآن دونوں

مولوی اسمٰعیل صاحب کا فتوی گھر میں ہی کام آگیا اور مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی ان کی چھری سے ذبح ہو گئے، اب اس مسئلہ کے متعلق آیات و احادیث ملاحظہ فرمائیے:-

{رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ
وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ}

ترجمہ:- اے ہمارے رب ان میں انھیں میں سے ایسا رسول مبعوث فرما جو ان پر تیری آیات تلاوت فرمائے اور انھیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے

Marfat.com

اسی طرح دوسرے پارہ میں ارشاد فرمایا۔ یُزَکِّیۡکُمۡ وَ یُعَلِّمُکُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَۃَ اسی طرح سورۂ جمعہ میں فرمایا یُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَۃَ۔

ان تمام آیات میں قرآن پاک کی تعلیم کا بیان ہے اور حضور کی اس صفت کا ذکر ہے کہ آپ اپنی اُمت کو قرآن پاک تعلیم فرماتے ہیں تو اگر قرآن پاک کو ہر جاہل اور بے علم بھی سمجھتا اور اُسے سیکھنے اور دریافت کرنے کی ضرورت نہ ہوتی تو حضور کا تعلیم فرمانا اور سکھانا بیکار ہوتا اور قرآن پاک میں یہ حضور کی صفت نہ قرار دیا جاتا۔ بیسویں پارہ میں ارشاد فرمایا۔ وَ تِلۡکَ الۡاَمۡثَالُ نَضۡرِبُہَا لِلنَّاسِ ۚ وَ مَا یَعۡقِلُہَاۤ اِلَّا الۡعٰلِمُوۡنَ۔ ترجمہ:۔ یہ مثالیں ہیں جنہیں ہم لوگوں کے لیے بیان فرماتے ہیں اور انہیں نہیں سمجھتے مگر عالم لوگ ثابت ہو گیا کہ مولوی اسمٰعیل صاحب کا یہ دعوٰی کہ قرآن پاک کے سمجھنے کے لیے علماء کی ضرورت نہیں، قرآن پاک کے بالکل خلاف ہے۔ اس مدعا پر بکثرت آیات پیش کی جا سکتی ہیں مگر بخیال اختصار اسیقدر پر اکتفا کیا گیا

مولوی اسمٰعیل صاحب تقویت الایمان پہ ہمارا مسلک

تقویت الایمان کے کثیر کفریات اور حضرات انبیاء اور سید انبیاء علیہ و علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین و تنقیص کے کلمات اور بے ادبانہ بدگوئیوں اور گستاخیوں سے کتاب بھری ہوئی ہے ایسے کلمات بیشک کفر ہیں۔

شفاء شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱۴ میں ہے۔ اَنَّ جَمِیۡعَ مَنۡ سَبَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اَوۡ عَابَہٗ اَوۡ اَلۡحَقَ بِہٖ نَقۡصًا فِیۡ نَفۡسِہٖ اَوۡ نَسَبِہٖ اَوۡ دِیۡنِہٖ اَوۡ خَصۡلَۃٍ مِّنۡ خِصَالِہٖ اَوۡ عَرَّضَ بِہٖ اَوۡ شَبَّہَہٗ بِشَیۡءٍ عَلٰی طَرِیۡقِ السَّبِّ لَہٗ اَوِ الۡاِزۡرَاءِ

عَلَيْهِ اَوِ التَّصْغِيْرِ لِشَانِهٖ اَوِ التَّنَقُّصِ وَالْعَيْبِ لَهٗ فَهُوَ سَابٌّ لَهٗ وَالْحُكْمُ
فِيْهِ حُكْمُ السَّابِّ لیکن چونکہ اسمٰعیل کی نسبت یہ مشہور تھا کہ اس نے اپنے
ان تمام اقوال سے توبہ کر لی تھی اس لیے علماء محتاطین نے اس کو کافر
کہنے سے احتیاطاً زبان روکی اور اقوال کو کفر و ضلال بتایا اس کا تدارک کیا ہے کہ اسمٰعیل نے
واقع میں توبہ کی تھی یا نہیں اگرچہ آجکل کے وہابیہ جو اس کے کفریات کی حمایت و ترویج
کرتے ہیں وہ توبہ کے منکر ہیں چنانچہ مولوی رشید احمد گنگوہی سے کسی نے سوال کیا کہ
"ایک بات یہ مشہور ہے کہ مولوی اسمٰعیل صاحب شہید نے اپنے انتقال کے وقت بہت سے
آدمیوں کے روبرو بعض مسائل تقویۃ الایمان سے توبہ کی ہے آپ نے بھی یہ بات کہیں سنی ہے
یا محض افترا ہے اس کے جواب میں لکھتے ہیں توبہ کرنا ان کا بعض مسائل سے محض افترا اہل بدعت
کا ہے (فتاوی رشیدیہ حصہ اول ص۶۲) لیکن جن علماء نے سنا کہ اسکی نسبت توبہ کی شہرت ہے
انھوں نے احتیاط کی اور عقل کا ایسا ہی چاہیئے جیسا کہ ائمہ دین نے یزید کی تکفیر و لعن سے احتیاط
کی علامہ علی قاری ضوء المعالی شرح بدء الامالی ص۸۳ میں فرماتے لایخفی ان الاستحلال امر
قلبی غائب من ظاهر الحال و لو فرض وجوده ولا يحتمل انه مات تائبا عنه اخرا فلا
يجوز لعنه لا ظاهرا ولا باطنا - احتمال توبہ کی وجہ سے علماء کرام یزید جیسے بدبخت شقی پلید
کے حق میں لعن اختیار فرماتے ہیں یہی حال اسمٰعیل کا ہے جس کی توبہ کی شہرت تھی لیکن اسمٰعیل کے
بعد وہابیہ کے اور دوسرے پیشواؤں نے شانِ انبیاء علیہم السلام میں شدید گستاخیاں کیں اور
توہین کے نہایت ناپاک کلمات لکھے اور باوجود بار بار رد کے ان پر مصر ہیں توبہ کی طرف
مائل نہ ہوئے ان کی تکفیر میں علماء عرب و عجم نے کوئی تامل نہ فرمایا اور نہ ایسی حالت میں
شریعت طاہرہ تامل کی اجازت دیتی ہے اللہ تعالیٰ ان حضرات کو ان کے نیت و حسن عمل کی
جزا عطا فرمائے اور اپنے بندوں کو کفر و ضلالت سے بچائے آمین - وصلی اللہ تعالیٰ

پہلا حصہ ختم ہوا

Marfat.com

حیاتِ صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ

خلافت کمیٹی کی فتنہ سامانیاں اور علمائے اہلسنت کی کارگزاریاں

حالاتِ حاضرہ

۱۹۲۰ء میں جبکہ خلافت کمیٹی کے [illegible] ہندو مسلم اتحاد کے نعرے زور شور سے لگائے جا رہے تھے اور علمائے اہلسنت کو تحریک خلافت کا دشمن تصور کرکے ان کو سب و شتم، افتراء بہتان اور قتل کی دھمکیوں کا نشانہ بنایا جا رہا تھا، اس زمانہ میں سیدی صدر الافاضل قدس سرہ نے عنوان بالا کے تحت ذیل کا مضمون تحریر فرما کر شائع کیا۔ اگرچہ یہ مضمون خلافت کمیٹی کی فتنہ سامانیوں کی نقاب کشائی کرتا ہے لیکن نفس مضمون کی افادیت آج بھی اسی طرح قائم ہے۔ ([illegible])

سیاست اور مذہب

حالاتِ حاضرہ [illegible]

[illegible]

رکھتی ہیں اور ان میں سے ہر ایک کی جدا ایک [illegible]

کی شخصی اور ذاتی حالت پر کلام کرنا اور اس کی صحت و تندرستی قوت و طاقت شکل و شباہت عادات و خصائل وغیرہ کی بحثیں ایک چیز ہیں اور اسی کی تدابیر ملکی و مالی اور نقل و حرکت و طریق حکمرانی پر گفتگو کرنا یہ ایک علیحدہ امر ہے جس کو امر اوّل سے کوئی علاقہ نہیں گو یا دونوں ایک ہی شخص کے احوال ہیں مگر ہر ایک بجائے خود ایک مستقل اور علیحدہ امر ہے ان دونوں کو ایک سمجھنا فرق و امتیاز کو اٹھا دینا سخت غلطی ہے۔

انسان کے جسمانی عوارض صحت و مرض اور ان کے اسباب و علامات پر علیحدہ بحث و ذکر کرنا ایک فن ہے لیکن اسی کی اُخروی سعادت و شقاوت اور روحانی خصائل کو معرض بیان میں لانا دوسری چیز ہے۔ اسی کی قسم تعبیر، نسب نامہ کا ذکر ان دونوں کے علاوہ ایک تیسری شے ہے اس کے طرز زندگی اور آپس کے تعلقات اور باہمی روابط و شرکت عمل سے بحث کرنا ان سب کے سوا ایک چوتھا کام ہے غرضکہ جب کسی چیز کے متعدد پہلو ہوں تو ہر پہلو پر مستقل کلام ایک ممتاز حیثیت رکھتا ہے

سلطنت اسلامیہ اور مقامات مقدسہ

حالات حاضرہ میں سلطنت اسلامیہ اور مقامات مقدسہ کا معاملہ سب سے اہم ہے جس نے تمام عالم اسلام کو بے چین کر دیا ہے اور اسلامی دنیا اضطراری یا اتفاقی طور پر حرکت میں آگئی ہے جوش کے دریا میں تلاطم کی کیفیت پیدا ہو رہی ہے اور بچہ بچے سے لیکر کبیر السن شیخ تک ہر شخص ایک ہی درد کا شاکی اور ایک ہی صدمہ کا فریادی نظر آتا ہے۔

سیاسیات کی بحثیں

سیاسیات کی بحثیں ہمارے کلام کا موضوع نہیں اور ہمارے رسالہ کے مقاصد سے خارج

Marfat.com

ہیں۔ لیکن یہ معاملہ صرف ایک سیاسی پہلو ہی نہیں رکھتا اس کا مذہبی رُخ ہمارے مبحث سے خارج نہیں ہے اس لیے ہم اجمال و اختصار کے ساتھ اس کے مذہبی پہلو پر ایک نظر ڈالنا چاہتے ہیں۔

ترکی کی تباہی

سلطنتِ اسلامیہ کی تباہی و بربادی اور مقاماتِ مقدسہ بلکہ مقبوضاتِ اسلام کا مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل جانا ہر مسلمان کو اپنی اور اپنے خاندان کی تباہی و بربادی سے زیادہ اور بدرجہا زیادہ شاق اور گراں ہے اور اس صدمہ کا جسقدر بھی درد ہو کم ہے اور اس درد سے جسقدر بے چینی ہو تھوڑی ہے، مسلمانوں کا اقتدار خاک میں ملتا ہے ان کی سلطنت کے حصے بخرے کیے جاتے ہیں ارضِ اسلام کا چپہ چپہ لرزجاتا ہے قیامت نما زلازل بلادِ اسلامیہ کو تہ و بالا کر ڈالتے ہیں مقاماتِ مقدسہ کی وہ خاک پاک جو اہل اسلام کی چشمِ عقیدت کے لیے طوطیا سے بڑھ کر ہے کفار کے قدموں سے روندی جاتی ہے حرمین محترمین اور بلادِ طاہرہ کی حرمت ظاہری طور پر خطرہ میں پڑ جاتی ہے مسلمانوں کے دل کیوں پاش پاش نہ ہو جائیں ان کی آنکھیں کیا وجہ ہے کہ خون کے دریا نہ بہائیں سلطنتِ اسلامیہ کی اعانت و حمایت، خادم الحرمین کی مدد و نصرت مسلمانوں پر فرض ہے، اسلام نے تمام مسلمانوں کو تنِ واحد کے اعضاء کی طرح مربوط فرمایا ہے ایک عضو کی تکلیف کا درد سب اعضاء پر پڑتا ہے اور اعضاء رئیسہ کے صدمہ سے تمام بدن متاثر ہو جاتا ہے ؎ چو عضوے بدرد آورد روزگار دگر عضوہا را نماند قرار۔ عالم اسلام کے ہر متنفس کا صدمہ دوسرے مسلمان کو محسوس ہونا چاہیئے۔ چہ جائیکہ سلطان المسلمین کا صدمہ خادم الحرمین کا درد

مسلمانوں کی جد و جہد

دوسرے ممالک میں کیا ہو رہا ہے یہ تو ہمیں معلوم نہیں - لیکن ہندوستان میں مسلمان برابر جلسہ کر کے پر زور تقریروں میں جوش کا اظہار کر رہے ہیں سلطنت برطانیہ سے ترکی اقتدار کے برقرار رکھنے کی درخواستیں کی جاتی ہیں - ترکی مقبوضات واپس دینے کے مطالبے کیے جاتے ہیں - اسی مقصد کے لیے ریزولیوشن پاس ہوتے ہیں - وفد بھیجے جاتے ہیں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ تدبیریں کہاں تک کامیاب ہو سکتی ہیں لیکن امید کے لمبے لمبے ہاتھ دل آزردہ مسلمانوں کی گردنوں میں حائل ہو کر انہیں جا بجا لیے پھرتے ہیں خدا کامیاب کرے مسلمانوں نے ان مساعی میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے ضروری سمجھا ہے کہ ہندوؤں کو اپنے ساتھ شریک کریں اور اپنا ہم آواز بنائیں تاکہ ان کی صدائیں زور آئیں اور سلطنت ان کی درخواست کان لگا کر سُنے -

مذہب کا فتویٰ

اگرچہ یہ مسلمانوں کی شان کے خلاف ہے ~~~~ عاقبت ~~~~ عقاب بالعقوبت دوزخ برابر است رفتن به پائمردیٔ ہمسایہ در بہشت :: لیکن مذہب کا فتویٰ اس کو ممنوع اور ناجائز نہیں قرار دیتا - اور اسقدر جد و جہد جواز میں رہتی ہے -

صورت حالات

لیکن صورت حالات کچھ اور ہے اگر اتنا ہی ہوتا کہ مسلمان مطالبہ کرتے اور ہندو ان کے ساتھ متفق ہو کر بجا ہے اور درست ہے، پکارتے مسلمان آگے ہوتے اور ہندو اُن کے ساتھ ہو کر ان کی موافقت کرتے تو بیجا نہ تھا لیکن واقعہ یہ ہے کہ ہندو امام بنے ہوئے آگے ہیں اور مسلمان آمین کہنے والے کی طرح ان کے ہر صدا کے ساتھ موافقت کر رہے ہیں جیسے مہاتما گاندھی کا حکم ہوتا ہے اس کے

پیچھے مولوی عبدالباری کا فتویٰ، مقلد کیطرح سرِ نیاز خم کرتا چلا جاتا ہے، ہندو آگے بڑھتے ہیں اور مسلمان ان کے پیچھے پیچھے اپنا دین و مذہب ان پر نثار کرتے چلے جاتے ہیں۔

پہلے تو ہندوؤں نے سود کے پھندوں میں مسلمانوں کی دولتیں اور جاگیریں لے لیں اب وہ مفلس ہو گئے اور کچھ پاس نہ رہا تو مقامات مقدسہ اور سلطنت اسلامیہ کی حمایت کی آڑ میں مذہب سے بھی بیدخل کرنا شروع کر دیا۔ نادان مسلمانوں نے جس طرح دریا دلی کے ساتھ جائدادیں لٹائیں آج اسی طرح فیاضی کے ساتھ مذہب فدا کر رہے ہیں۔ کہیں ہندوؤں کی خاطر سے قربانی اور گائے کا ذبیحہ ترک کرنیکی تجاویز پاس ہوتی ہیں ان پر عمل کرنے کی صورتیں سوچی جاتی ہیں۔ اسلامی شعائر مٹانے کی کوشش عمل میں لائی جاتی ہیں۔ کہیں پیشانی پر قشقہ کھینچ کر کفر کا شعار (ٹریڈ مارک) نمایاں کیا جاتا ہے کہیں بتوں پر پھول اور ریوڑیاں چڑھا کر توحید کی دولت برباد کیجاتی ہے۔ معاذ اللہ۔

کروڑ سلطنتیں ہوں تو دین پر فدا کیجائیں۔ مذہب کسی سلطنت کی طمع میں برباد نہیں کیا جا سکتا۔ مولانا سید سلیمان اشرف صاحب نے بہت خوب فرمایا کہ لعنت ہے اس سلطنت پر جو دین بیچ کر حاصل کی جائے۔ ترکی سلطنت کی بقا کے لیے مسلمان کفر کرنے لگیں شعائر اسلام کو مٹیا میٹ کر دیں۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ اسلام ہی کے صدقہ میں تو اس سلطنت کی حمایت کی جاتی ہے ورنہ ہم سے اور ترکوں سے واسطہ مطلب۔ جو کوشش کی جائے اپنا دین محفوظ رکھ کر کیجائے۔ مگر ؎

اِذَا کَانَ الْغُرَابُ دَلِیْلَ قَوْمٍ سَیَهْدِیْهِمْ طَرِیْقَ الْهَالِکِیْنَ

Marfat.com

جب ہندو پیشواہوں اور مسلمان ان کی کورانہ تقلید پر کمر باندھیں پھر مذہب کا محفوظ رکھنا کیونکر ممکن ہے۔

مسلمانوں کی نادانی کمال کو پہنچ گئی۔ نصاریٰ کے ساتھ ہوئے تو اندھے ہو کر موافقت بلادِ اسلامیہ میں جا کر لڑے، مسلمانوں پر تلواریں چلائیں ان کے ملک ان سے چھین کر کفار کو دلائے اب اس خود کردہ کا علاج کرنے چلے اور مشت بعد از جنگ یاد آیا تو ہندوؤں کی غلامی میں دین برابر کرنے پر تل گئے۔

ہندو نادان نہیں ہندو نادان نہیں ان کی کوئی حرکت عبث اور بیکار نہیں وہ ہر کام کے لیے کوئی مقصد رکھتے ہیں۔

ان کا ہر عمل اسی مقصد کے محور پر گردش کرتا ہے جب تم نے انہیں پیشوا بنایا تو وہ اپنے مقصد کو مقدم رکھیں گے یا آپ کے

ترکِ تعاون انسان مدنی الطبع ہے اس کے کام ایک دوسرے کی امداد اور شرکت عمل سے پورے ہوتے ہیں

جس طرح چرند پرند اپنے اپنے ضروریات میں اپنے ابنائے نوع سے مستغنی اور بے نیاز ہیں اپنے پاؤں سے چلتے ہیں اور اپنی روزی خود تلاش کرتے ہیں اس میں انہیں کسی بنی نوع سے استمداد کی ضرورت نہیں نہ کسی کی نوکری کرتے ہیں نہ کوئی کارخانہ کھولتے ہیں اپنا آشیانہ خود بنا لیتے ہیں، اس طرح انسان اپنے ابنائے نوع کی شرکت عمل سے غنی اور بے پرواہ نہیں اس کو اپنے خورد و نوش کے لیے کاشتکاری ضرورت ہوتی ہے وہ کھیتی کے کام انجام دیکر غلہ بہم پہنچاتا ہے پھر پیسنے اور پکانے وغیرہ کی حاجت پڑتی ہے گرمی سردی بارش سے

سے محفوظ رہنے کے لیے بافندہ کی طرف دستِ احتیاج دراز کرنا پڑتا
ہے قطعِ مسافت کے لیے سواری مطلوب ہوتی ہے، ضروری سامان محفوظ
رکھنے کے لیے ظروف اور الماریاں وغیرہ لازمی ضرورت ہیں ان سب چیزوں
کے لیے کارخانے کھولنے پڑتے ہیں نوکری مزدوری کی خدمت [illegible]
پر راضی ہونا پڑتا ہے کوئی آدمی ایسا نہیں جو تمام ضروریات اپنے
ہی ہاتھ سے انجام دے سکے اور اس کو دوسروں سے تعاون لینے کی ضرورت
نہ پڑے اسی کو تعاون کہتے ہیں تو آپ لوگوں کا یہ مطلب ہے کہ اس
اس نظام کو مختل کر کے تمدن خراب کیا جائے۔

حکومت کا تعلق ہمارے اس تمدن میں اس قدر ہے جتنا سیاست
میں ہے تمدن کو فاسد کرنے کا بڑا اثر ہم پر پڑتا ہے [illegible]
بظالمان اثرِ ظلم میرسد بیش از [illegible] الغرض [illegible]
والے سے جنگ کرنے میں بھی پہلے اپنے آپ کو تکلیف برداشت
کرنا پڑتی ہے، سامانِ حرب مہیا کرنا پڑتا ہے [illegible] اور
حملہ کے موقع کی جستجو میں سب کچھ ترک کرنا ہوتا ہے تب کہیں اس
کو تکلیف پہنچائی جا سکتی ہے اس پر بھی اپنا غلبہ یقینی نہیں، جب
زبردست سے مقابلہ ہو تو اپنے آپ کو کس قدر شدید صدمہ برداشت
کرنا پڑے گی اور اس کا برداشت کرنا ہم پر اتنا ہی دشوار ہوگا
جتنا ہم میں ضعف ہے اور ہمارے حریف کا [illegible] اور برداشت [illegible]
بقدر اپنی طاقت کے ہوگا، ہمیں تو بیٹھے حملہ کو [illegible]
تک پہنچا دے گی اور اپنی انتہائی جدوجہد سے [illegible]
حملہ کیا تو ہمارا کیا حال ہوگا کیا ہم اس کو برداشت کر سکیں گے، یہ تو ہم

صورت میں ہے کہ ہم ترکِ تعاون کی تمام منزلیں طے کرلیں لیکن جس قوت کے مقابلہ میں یہ اسلحہ تیز کیے جاتے ہیں وہ ان کے تیز ہونے تک ہمارے ساتھ کیا کرے گی۔ نیز میں اس بحث میں پڑنا نہیں چاہتا کہ ترکِ تعاون ممکن بھی ہے یا نہیں اور اگر ہو بھی جائے تو اس کا ہم پر کیا اثر پڑے گا اور گورنمنٹ پر کیا۔

مسٹر گاندھی

میں صرف یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ ترکِ تعاون کا خیال مسٹر گاندھی کے دماغ میں مدت دراز سے مرکوز ہے ان کے کارنامۂ زندگی سے اس کے دلائل ملیں گے، لیکن وہ اپنے اس مقصد میں اپنی خواہش کے موافق کامیابی سے محروم رہے ہیں۔

سلطنتِ اسلامیہ کے معاملہ میں عیسائیوں کی زیادتیوں سے جو مسلمانوں کے جذبات کو صدمے پہنچے تو انہوں نے مسلمانوں کو ابھار کر اپنے اس خیال میں مستعد کیسہ کر لینے کا موقع سمجھا اور تھوڑی سی لفظی شرکت کرکے انھیں اپنے ساتھ لے لیا۔ مگر عجب دانائی کے ساتھ انھیں کو اپنے مقاصد میں شریک کیا اپنا ہمنوا اور موافق بھی بنایا اور انھیں کو رہینِ منت اور ممنونِ احسان بھی کیا اب مسلمان ان کی اس عنایت کے صلہ میں کہیں گائے کی قربانی ترک کرتے ہیں کہیں قشقے کھینچتے ہیں کہیں بتوں پر چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ کس کس خرافات میں مبتلا ہیں۔

اس قدر عرض کر دینا اور بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ ہندوؤں کی رضا جوئی کے لیے قربانی کا ترک حرام ہے شعارِ اسلام ہونے کی وجہ سے اس کا ترک ممنوع اس کے علاوہ ترکِ قربانی میں ایک سخت جرم ہے جس کو مسلمان گوارا بھی نہیں کر سکتا وہ یہ کہ ہندو گائے کی پرستش

Marfat.com

کرتے ہیں بتوں کی طرح گائے اُن کا معبود ہے اس کی قربانی اغیض
راضی کرنے کے لیے چھوڑنا بُت پرستی کی اعانت ہے کیا اسلام
اس کو روا رکھ سکتا ہے۔

مسٹر گاندھی کا طرزِ عمل

ایک طرف تو مسٹر گاندھی مسلمانوں سے یہ خطاب کرتے ہیں کہ تمہارے مطالبا
بالکل بجا ہیں اور تم حق بجانب ہو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں دل آزردہ مسلمان
ان الفاظ سے جوش میں آجاتے ہیں اور یہ خیال کر لیتے ہیں کہ مسٹر گاندھی
سلطنتِ اسلامیہ کے مقبوضات واپس دلادیں گے۔

دوسری طرف مسٹر گاندھی لہجہ بدل کر یہ فرما دیتے ہیں کہ دیکھو خبردار
قانون کے حدود سے باہر قدم رکھنا۔ امن عامہ میں خلل اندازی کرنے سے
باز رہنا۔ میں تمہارے ساتھ نہیں، جس سے وہ گورنمنٹ کو مسلمانوں
کی شوریدہ سری اور قانون شکنی اور امن عامہ میں فساد انگیزی کا ثبوت
دینا چاہتے ہیں اور اپنے آپ کو امن عامہ اور قانون کا حامی ظاہر کرتے ہیں۔
مسلمانوں کا طرزِ عمل تو گورنمنٹ کی نگاہوں میں خراب کر دیا اور اپنے آپ
ادھر بھی سرخرو رہے ادھر بھی۔ کیا دانائی ہے۔

مسلمان کیا کریں

سلطنتِ اسلامیہ کی اعانت اور مقامات مقدسہ کی حمایت و حفاظت کے لیے مسلمان ہر ممکن
تدبیر عمل میں لائیں لیکن اپنے دین و مذہب کو محفوظ رکھیں اپنے آپ کو ہندوؤں
کے ہاتھوں میں نہ دے ڈالیں اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں۔ اپنی عقل و
ہوش کو معطل نہ کریں اپنے ہوش و خرد کو کام میں لائیں نہایت دور اندیشی
کے ساتھ اپنے نیک و بد اپنے انجام و مآل پر نظر ڈالیں۔

Marfat.com

بے شک سلطانِ اسلام اور سلطنتِ اسلامیہ کی اعانت فرض ہے لیکن یہاں کے مسلمانوں کی عزت و حرمت اور زندگی کو بے فائدہ خطرہ میں ڈالنا بھی جائز نہیں ہندوستان میں وہ طرزِ عمل اختیار کرنے سے پرہیز لازم ہے جس سے آئندہ اسلام کی بے حرمتی کا اندیشہ ہو اور یہاں کے مسلمان اپنے مذہبی فرائض انجام دینے میں بھی مجبور ہو جائیں لاتلقوا بایدیکم الی التھلکۃ حریفانِ وطن کی چالوں سے بھی مطمئن رہنا چاہیے اپنی باگ اپنے ہاتھ میں ہو اپنی تدبیریں اپنی رائے سے کی جائیں ایسی بے رائی کہ ہر بات میں گاندھی پر نظر ہے کچھ کام نہیں آسکتی فرض کرو آج گاندھی تمہارے موافق ہیں اور تم ہر مشورے میں ان کی رائے کے محتاج ہو کل اگر گاندھی کا رنگ بدل جائے تم کیا کرو گے یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ تم میں کوئی ایک بھی مدبر نہیں اگر ایسا ہے تو خاموش رہنا چاہیے

گورنمنٹ سے مقابلہ

یہ ظاہر ہے کہ گورنمنٹ بظاہر ہر طرح طاقتور بیدار اور آئینِ ملک داری سے خوب واقف ہے اور تم انتہا درجہ کے کمزور کمزور کا زبردست سے تصادم ہو تو جو نتیجہ نکل سکتا ہے وہی ہماری اور گورنمنٹ کی لڑائی کا ہو سکتا ہے ایسی حالت میں گورنمنٹ سے مقابلہ کے لیے تیار ہو جانا عاقبت اندیشی سے دور ہے

کیا جہاد فرض ہے

یہ کون کہتا ہے کہ جہاد فرض نہیں آج موقع ہو تو ترکی کا ملک بزورِ تلوار واپس لیا جائے اور مقاماتِ مقدسہ کو اپنی جانیں نثار کر کے محفوظ کیا جائے اللہ اکبر کے نعرے لگا کر اٹھ کھڑے ہوں اور دشمنوں کی صفیں الٹ دیں، لیکن اس طاقت کا دیکھنا بھی تو شرط ہے۔ ہم نے ہتھیار تو خواب میں بھی نہیں

Marfat.com

معلوم کہ بندوق کدھر سے چلائی جاتی ہے، اپنے اتفاق واتحاد کا یہ حال کہ دو شخص ایک خیال پر ہی نہیں۔ آج بھی جب مقرر پر زور تقریریں کر کے مجمع کو ہلا دیتے ہیں اور سلطنت اسلامیہ کے درد و غم سے آہ و بکا کا ایک شور برپا ہو جاتا ہے مگر وہ تقریریں کتنوں کے حلق سے نیچے اترتی ہیں اور کتنوں کے دل واقعی رنجیدہ ہوتے ہیں اس کا ثبوت شادی کے ان جلوسوں سے ملتا ہے جو تاشے باجے کے ساتھ آئے دن بازاروں میں نکالتے رہتے ہیں اور جشن و طرب کی محفلیں رقص و سرود کی مجلسیں ترتیب دی جاتی ہیں تھیٹروں کے پنڈال مسلمانوں سے بھرے نظر آتے ہیں کیا انھیں کے قلوب میں سلطنت اسلامیہ کا درد ہے کیا یہی بے چین اور مضطرب ہیں ایسی حالت میں بجز اس کے کہ ہم اپنی ہستی کو فنا کر دیں اور کیا کر سکتے ہیں ایک وقت وہ بھی تھا کہ جب سید عالم علیہ الصلاۃ والسلام کو کفار نے مکہ مکرمہ میں نہ رہنے دیا کعبہ مقدسہ میں بت رکھتے تھے اللہ کا حبیب جس کے اشاروں پر چاند سورج پھرتے تھے اشجار و نباتات مطیع فرماں تھے ملائکہ کے لشکر امداد کے لیے حاضر خدمت رہتے تھے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ کو آباد کرتا ہے اس وقت جہاد کا حکم نہیں دیا جاتا تلوار نہیں اٹھائی جاتی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاد کے لیے اپنی قوت ظاہری کا دیکھنا بھی شرائط میں سے ہے۔ طاقت نہ ہو تو ایسا خیال غلط و باطل اور اپنی ہستی کو بیکار ضائع کرنا ہے۔

یہ کچھ ترکی کی اعانت نہیں کہ ہم جیل خانوں کو آباد کریں نہ اس سے سلطنت اسلامیہ کو کچھ فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

مولانا فاخر قیصم میں

حضرت مولانا مولوی سید محمد فاخر صاحب

بخوداحمی آلہ آبادی جیل میں گئے اور ان کو ایک سال قید بامشقت کی سزا ہوئی یہ سچ ہے کہ انھوں نے اپنے اجداد کرام کی استقامت واستقلال کا نمونہ دکھا دیا اور وہ نہایت بہادری اور دلیری کے ساتھ مردانہ مصائب برداشت کرنے کے لیے شاد شاد جیل پہنچے ان کے جذبات سچے تھے اور انھوں نے امتحان میں اپنی صداقت کا ثبوت دیا۔ جس وقت مولانا موصوف کا خیال آتا ہے بیساختہ آنکھوں سے آنسو نکل پڑتے ہیں۔ جو شخص سیکنڈ کلاس کے سفر کا عادی تھا جس کے لیے مسلمان آنکھیں بچھاتے تھے جس نے نہایت آرام وراحت کے ساتھ زندگی بسر کی آہ آج وہ جیل میں قید کی مشقت کس طرح برداشت کرتا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے اُن کو رہا فرمائے مسلمانوں نے ان کے پسماندوں کے لیے کیا کیا۔ کم از کم دو سو روپیہ ماہانہ ان کے ضروریات کے لیے درکار ہیں اور سنا گیا کہ مولانا مقروض بھی ہیں ادائے قرض کی فکروں میں رہتے تھے اب کیا کر سکتے ہیں قرض کا بار دمبدم بڑھتا ہی جائے گا مسلمانوں نے اس کا انتظام کیا کیا ہے اگر قوم اِس وقت مولانا کی ضروریات اور ان کے اہل وعیال کے ساتھ ہمدردی کرے اور اُن کے اخلاص وایثار کی قدر کرے تو یہ اس کی سعادت ہے۔ مولانا عالم ہیں سید ہیں اولیاء کرام کی اولاد ہیں دائرہ شریف کے سجادہ نشین ہیں ہر طرح خدمت وعظمت کے مستحق ہیں۔ لیکن مجھے علم نہیں کہ اب تک ان باتوں کا کیا انتظام ہوا ہے جہاں مسلمان ہزارہا روپیہ خرچ کر رہے ہیں اُمید ہے مولانا کے لیے دریغ نہ کریں گے اور اپنی قدردانی اور دریا دلی کا ثبوت دیں گے اگرچہ میں تسلیم کرتا ہوں کہ مولانا سید محمد فاخر صاحب نے اپنے جذبات کی صداقت ثابت کردی لیکن میں ان کے اس

Marfat.com

طرزِ عمل سے متفق نہیں۔ ایک عالم کے جیل میں جانے سے مسلمان اس کے علوم سے محروم ہو گئے، اس کے علاوہ اور کیا فائدہ ہوا۔ کیا ترکی کو کوئی قوت بہم پہنچ گئی۔ آئین کے اندر رہ کر کوشش کرتے اسے بھی سکتے۔

ترکوں کی اعانت کا طریقہ

ہر مرض کے علاج کے لیے اس کے اسباب کی تلاش از بس ضروری ہے

ترکی کو یہ روز بد کیوں دیکھنا پڑا مقدر ایسا ہی تھا مگر عالم اسباب میں اس کے لیے اسباب ہیں سب سے بڑا سبب جو اصل ہے اور دنیا بھر میں مسلمانوں کو کہیں کسی معاملہ میں کوئی ناکامی ہو اس سب کی علت ہے وہ احکام اسلام سے علیحدگی ہے مسلمان جب پکے مسلمان ہوں اور ہر امر میں فرمان اسلام کے سامنے سر نیاز خم کریں تو وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ انشاء اللہ تعالیٰ کامیاب بامراد ہی رہیں گے یہ بحث بہت تفصیل چاہتی ہے لہذا اس کو انھیں الفاظ میں مختصر طور پر سمیٹئے۔

ترکی میں مسلمانوں کی خانہ جنگیاں انھیں کمزور کرتی چلی گئیں اگر طاقت کافی ہوتی تو دشمن انھیں کیا مغلوب کر سکتے۔

ترکوں کے بدخواہ ان کے اپنے حلقوں میں پیدا ہو گئے جنھوں نے دشمنوں سے موافقت کی اور ترکوں نے ان پر اعتبار کیا۔

طوائف الملوکی اور ہر شخص کا اپنی ڈیڑھ اینٹ کی سلطنت علیحدہ قائم کرنے کی طمع رکھنا یہ اسباب ہے جنھوں نے برباد کر دیا اگر ترکی سلطنت کی اعانت کرنا ہے تو واقعی اعانت جب ہی ہو سکتی ہے جب یہ اسباب رفع کیے جائیں کیا اس مقصد کے لیے مسلمانوں کا کوئی وفد قسطنطنیہ پہنچا جو ترکوں میں اسلامی ہمدردی پیدا کرنے اور غداری سے نفرت

ہونے کی کوششیں کرتا اور اسلامی اتحاد کا جوش پیدا کر کے انھیں سلطنت اسلامیہ کی حمایت میں کھڑا کر دیتا اور ملت فروشوں کی اصلاح کرتا اور آئندہ ملت فروشی کو عام نگاہوں میں ذلیل بنا کر اس زہریلی وبا کے اثر سے وہاں کے باشندوں کو بچانے کی تدابیر کرتا اور مسلمانان دنیا کے جذبات کی ترجمانی کر کے ان میں نئی سرگرمی پیدا کرتا جس سے خود بخود سلطنت کے مردہ قالب میں جان آجاتی اور دشمن اس کی قوت سے مرعوب ہو کر دست تعدی دراز کرنے میں جری نہ رہ سکتے۔

کیا عربوں کو ترکوں کے ساتھ موافق کرنے کے لیے کوئی جماعت گئی جو وقت کی نزاکت اور عام تباہی اور آنیوالے خطرات سے آگاہ کرے۔ انہیں ترکوں کی مدد پر آمادہ کرتی کیا عربوں کی باہمی کشاکش اور جنگجوئی کو روکنے کے لیے کوئی تدبیر عمل میں لائی گئی اگر دو مسلمان لڑیں تیسرا ان میں صلح کرا دے کبھی اس کے لیے کوئی فکر کی گئی یا صرف شریف مکہ کو برا کہنے سے سارے مقاصد حاصل ہو سکتے ہیں سلطنت اسلامیہ کی حمایت و اعانت کی یہ تدبیریں ہیں یا یہ کہ فقط سودیشی پہ زور دیا جیے، بخصوص ایسی حالت میں کہ مسلمانوں کے ہاتھ میں کوئی تجارت بھی نہیں مجھے اس وقت یہ غور کرنا ہے کہ ہمارے ان افعال سے ترکوں کو کیا نفع پہنچ سکتا ہے۔ امید کہ اہل الرائے اپنے دماغوں کو عقل زائل کرنیوالے جوش سے خالی کر کے اس پہ غور فرما دیں۔ یہ جو کچھ کیا گیا نظر باسباب ظاہر تھا والامر بید اللہ۔

حقیقۃ الامر

حقیقۃ الامر یہ ہے کہ مشیت الٰہیہ کے سامنے تمام تدابیر ہیچ ہیں وہ جس کو چاہتا ہے عزت دیتا

ہے جس کو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ جس کو وہ ذلیل و خوار کرے تمام عالم ایک شمہ اس کی ذلت سے کم نہیں کر سکتا۔ جس کو وہ غلبہ دے کوئی اس کو مغلوب و مقہور نہیں کر سکتا اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ ۔ سلطنت ترکی کمزور اور عاجز ہو سکتی ہے بادشاہ اسلام کا اقتدار فنا ہو سکتا ہے برین و بحرین کے مالک کو ہائی کمشنروں کے سامنے وزراء کی وساطت سے درخواستیں کرنا پڑتی ہیں وہ اپنے حدود ملک میں اپنی رعایا تک نامہ و پیام پہنچانے کے لیے عیسائی افسروں سے التجا کرنے پر مجبور ہو سکتے ہیں جمعہ کی نماز کے لیے بادشاہ کے ساتھ مسلح فوج کا جلوس نکالنے کی غرض سے ترکی فرمانروا کے وزراء کو ہائی کمشنروں کی خدمت میں عرضی دینے کی نوبت آ سکتی ہے اُن کے شاہانہ جبروت و اقتدار کا اس طرح خاتمہ ہو سکتا ہے مگر فرمانِ الٰہی کے نفاذ کو کوئی طاقت نہیں روک سکتی پریذیڈنٹ ولسن کے اصول کالعدم ہو سکتے ہیں لیکن آسمانی عدالت کے فیصلوں اور احکم الحاکمین کے احکام میں کوئی دست اندازی نہیں کر سکتا۔ تمام قوتیں اس کے سامنے عاجز ہیں وہ نمرودوں کے غرور کو پشہ سے پامال کرا دیتا ہے فرعون کی خود بینی کو دریائے نیل میں غرق کر کے ذلیل کرتا ہے۔ مسلمان اعمال بد سے توبہ کریں اور سچی توبہ استغفار پڑھیں خلوتوں میں، تنہائیوں میں عجز و نیاز کے ساتھ الحاح و زاری کے ساتھ خلوص صادق سے پروردگار عالم کے حضور میں اپنی مصیبتیں عرض کریں۔ ترکی سپاہ بے سلاح کیا جا سکتی ہے اُن کے ہتھیار چھینے جا سکتے ہیں مگر دردمند کی آہ کا تیر نہیں چھینا جا سکتا۔ مستجاب دعاؤں سے ممالک ... ہے عالم میں انقلاب ڈالنے والا اور جہاں کے بلند و پست کو زیر و زبر کرنے

والا عاجز کو غالب اور غالب کو مغلوب کرنے پر قادر ہے جو چھوٹے پرند، بے حقیقت چڑیوں سے اصحاب فیل کو تباہ کرا کے بیت اللہ کی حفاظت فرماتا ہے اس کی بارگاہ میں عرض کرو تمہارے وفد ناکام ہو سکتے ہیں۔ ڈیپوٹیشن بیکار پھر سکتے ہیں مسٹر گاندھی کی تدبیریں ضائع جا سکتی ہیں۔ لیکن دردمند کی آہیں مصیبت زدوں کی سحر خاستہ دعائیں اس کے کرم سے رد نہیں ہو سکتیں مصطفٰے علیہ التحیۃ والثنا کا واسطہ دے کر آنسو بہاتے ہوئے دعا تو کرو وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا پھر دیکھو کیسی آسمانی مدد آتی ہے کیسی نصرت ہوتی ہے کیسی فتح مبین عطا فرماتا ہے کس طرح ظالم تباہ و برباد کیے جاتے ہیں ؎ اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید۔ (السواد الاعظم ماہ شوال المکرم ۱۳۳۸ھ)

۲۔ میں عالم کا بادشاہ ہوں

میں عالم کا بادشاہ ہوں جہاں کا فرماں روا ہوں، بر و بحر میں میرا حکم نافذ ہے مشارق و مغارب میں میرا سکہ رائج ہے معمورہ دنیا میرے زیرنگیں ہے، تری و خشکی کا چپہ چپہ میری قلم رو ہے، دشت و جبل میں میرے پھریرے لہراتے ہیں، ہشت اقلیم میں میرے علم بلند ہیں۔ دنیا میرے دبدبہ سے کانپتی ہے جہاں میری سطوت سے تھراتا ہے۔ میرے رعب جلالت کے حضور عالم سرافگندہ ہے، ہر متنفس میرا بندہ فرمان ہے، ہر متکبر میرے آگے سر بگریبان ہے، قیاصرہ و اکاسرہ میرے آستانہ بوس ہیں، ہیبت و اقتدار والے بادشاہ عظمت و جلال والے سلاطین میرے

Marfat.com

نقشِ قدم پر جبیں سا ہیں۔ دنیا کو زیر و زبر کر دینے والے ملوک میرے حلقہ بگوش ہیں، میری آستانہ بوسی سلاطین کی عزت ہے، خواتین کی آبرو ہے میں بچپن سے دشمنوں میں پلا بڑھا ہوں، اعدا کے جمگھٹوں میں رہا ہوں ہمیشہ مفسدوں کی جماعتیں میرے مقابلہ کے لیے اٹھیں اور ناکام ہوئیں شریروں نے سر اٹھائے اور پامال ہوئے۔ بدسگالوں نے مکر و کید کی چالیں چلیں اور برباد ہوئیں، مخالفت کی ہواؤں میں میں نے نشو و نما پائی، بارہا مصیبت کی آندھیاں آئیں اور میرا کچھ نہ بگاڑ سکیں، آفتوں کے طوفان اُٹھے اور میرا کچھ نہ کر سکے بلاؤں کے تلاطم برپا ہوئے اور مجھے شمہ بھر نہ ہٹا سکے، زمانہ ہمیشہ برسرِ جنگ رہا اور مغلوب ہوا۔ دنیا مدۃ العمر مصروفِ کید رہی اور خائب و خاسر ہوئی، حوادث کے لشکر آئے مصائب کی فوجیں ٹوٹیں اور سب کو ہزیمت ہوئی، میرا ستارۂ اقبال روز بروز بلند ہوتا گیا میری سلطنت و حکومت کے حدود مبدم وسیع ہوتے رہے۔

نہ مٹا پر نہ مٹا دبدبہ میرا لیکن
مٹ گئے آپ ہی سب مجھ کے مٹانے والے

ہر چند کہ میرے دشمن ناکام ہوئے، لیکن عداوت کے سمندر میں طغیانی کی موجیں اُٹھتی ہی رہیں، میرے مقابلہ کے لیے متحارب قوتیں متحد ہوئیں مختلف قبائل جمع ہو کر ملک کے ملک ٹڈی دل اور ڈراؤنی گھٹاؤں کی طرح امنڈ امنڈ کر آئے۔

دنیا کے نامور بہادروں نے مجھے ضرر پہنچانے کی قسمیں کھائیں بے شمار لوگوں نے اپنے جان و مال آبرو میری ایذا رسانی کی فکروں میں ضائع کیے سلطنتیں مجھے نقصان پہنچانے کی تدبیروں میں مدتوں سرگرداں رہیں، دوست نما دشمنوں نے میری جماعت میں شامل

Marfat.com

ہو کر اخلاص و عقیدت کے پردہ میں قرنوں مکارانہ چالیں چلیں مگر کسی کی پیش نہ گئی کوئی میرے بڑھتے قدم کو رد کرنے میں کامیاب نہ ہوا، یہ تمام زد میں قلعے اور آہنی دیواریں میرے جنبشِ قدم سے تودہ ہائے خاک کی طرح منتشر ہو گئیں اور اُن کا ذرہ ذرہ آوارہ ہو گیا اور میرے اشاروں سے تمام طلسم ٹوٹ کر رہ گئے میرے دشمن سرنگون ہوئے اور اُن کے عناد کی کروسامان عمارتیں طرفۃ العین میں نابود ہو گئیں، میں ہی ہوں جس نے دنیا کو تہذیب کا سبق دیا، اخلاق حمیدہ اور عادات پسندیدہ سکھائے، انسان کو آدمی بنایا، علم سے جہاں کو معمور کیا، شائستگی اور ادب کو رواج دیا، راست بازی اور نیکوکاری کی بنیادیں رکھیں۔ خدا شناسی کی راہیں واضح کیں، معارف و حکم کے درس دیئے، طہارت کے آئین بتائے، عبادت و ریاضت کے طریقے بتائے علوم یقینیہ سے خلق کو مالا مال کیا، جہالت و ضلالت کی فوجوں کو شکست دی اسیرانِ ہوا کو وساوس و اوہام کے پنجوں سے رہا کیا، مردم خواری دل آزادی کی عادتیں چھڑائیں ظلم اور ناانصافی کو از بیخ برکندہ کیا۔ الغرض انسان کو رذائل و قبائح کے ناپاک دلدل سے نکال کر پاک کیا۔ اور فضائل و محاسن کے لباس ہائے فاخرہ سے آراستہ و پیراستہ کیا میں نے توحید کے علم بلند کیے، کفر و شرک کے عروج کو پامال کیا، بتکدوں سے بتوں کو نکالا، بتخانوں کو مسجد بنایا، جہاں رسوم شرک ادا کی جاتی تھیں، وہاں توحید کی صدائیں بلند ہونے لگیں، جھوٹے معبودوں کی جھوٹی خدائی باطل ہوئی۔ میں نے آتش خانوں کو صدہا سالہ آگ سرد کر دی، مخلوق پرستی سے مخلوق کو بچایا، یہود و نصاریٰ

Marfat.com

ہنود و مجوس گبر و ترسا کی پیشانیاں خداوند عالم کی بارگاہ میں سجدہ کے لیے جھکائیں، میں چھٹی صدی عیسوی میں مکہ مکرمہ کے مقام پر پیدا ہوا اللہ تعالیٰ نے میرا نام اسلام رکھا میں نے کونین کے تاجدار دارین کے سردار حضور سید انبیا محبوب کبریا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آغوش اقدس میں تربیت پائی سردارِ رسل کی گود میرا گہوارہ تھی رحمتِ عالم نے میرے لیے کیا کیا تکلیفیں گوارہ فرمائیں صحابہ نے مجھ پر جانیں تصدق کیں، احد اور تبوک میں حضور کے جان نثاروں نے میرے لیے سر نذر کیے، بیر معونہ میں ستر حافظ قرآن صحابی مجھ پر فدا ہو گئے اپنے جانبازوں کی کہاں تک شمار کراؤں ہزار ہا مقبولان بارگاہ ہر زمانہ میں مجھ پر نثار ہوتے رہے، تا آنکہ فاطمہ کے لختِ جگر علی مرتضیٰ کے نورِ نظر سلطانِ دارین کے فرزند کربلا کے جلتے ریت میں تین دن بھوکے پیاسے رہ کر اپنے نونہالوں کو مجھ پر قربان کر گئے اور خود بھی مجھ پر قربان ہو گئے اور خود بھی مجھ پر تصدق ہو گئے اُن کی بیبیاں میری وجہ سے بیوہ ہوئیں اُن کے بچے میرے لیے یتیم ہوئے۔ انھوں نے میری وجہ سے کربلا کی زمین کو اپنے خونوں سے لالہ زار بنایا مصطفےٰ کے لاڈلے امام حسین (رضی اللہ عنہ) مجھ پر جان دے گئے، میری ہی وجہ سے ذبح کیے گئے، میرے ہی پیچھے اُن کا تن نازنین (آہ) جو سید انبیاء کا بوسہ گاہ تھا گھوڑوں کے سموں سے روندا گیا، استخوان اقدس سرمہ ہو گئیں، نرگس نیم خواب نے خاک پر بستر کیا، گلاب کی پتیاں خاک میں مل گئیں سرو دلجو پیوند زمین ہو گیا، سر مبارک نیزے پر تشہیر کرایا گیا، بے گناہ اسیر بنائے گئے، سید زادے دشت بدشت

Marfat.com

پھرانے گئے ، کیسی کیسی نفیس جانوں کی میرے لیے قربانیاں ہوئیں ، کیسے کیسے قیمتی خون میرے لیے دریا کی طرح بہائے گئے ، جنید و شبلی میرے ہی پروانے تھے معروف و کرخی سری و سقطی مجھی پر مٹنے والے تھے ، امام اعظم میرے ہی غلام ہیں مالک و شافعی میرے ہی خدام ہیں ، بلاد اسلامیہ کے کتب خانے میرے ہی احکام سے لبریز ہیں قرآن پاک کے اوراق میں میرے ہی حسن و جمال کی توصیف ہے ممالک و بلدان اقطار اکناف سے وطن مالوف چھوڑ کر لاکھوں عاشق میرے ہی لیے بحر و بر کے سفر کر کے احرام پوش جہاں فروش بن کر ہر سال میرے آستانہ پر حاضری دیتے ہیں دشت و جبل میں میرے فداکار میری دعوت پر لبیک پکارتے ہیں ، روزانہ پانچ وقت میرے حکم سے روئے زمین کے ہر طبقے اور خطے میں گردن فرازوں کے سر خاک پر رکھے جاتے ہیں ہر سال عید الاضحٰی کے زمانے میں کفار کے معبود مجھ پر قربان کیے جاتے ہیں میرا بول بالا ہے اور میرا حکم اعلیٰ گو کہ ہر زمانے میں دشمن میری عداوت کے لیے کمر بستہ رہے اور کیادوں نے اپنی چالوں میں فرد گذاشت نہیں کی لیکن دور حاضر کے دوست نما دشمن پہلوں سے بڑھ گئے ، یہ میرا نام لے کر میری حمایت کے پردے میں میری بیخ کنی چاہتے ہیں میری مدد کی آڑ میں میری ہستی مٹانے کی کوشش کرتے ہیں میرے ہوا خواہ بن کر میرے دشمنوں کی امداد کرتے ہیں اور ان کی مردہ حسرتوں میں جان ڈالنے کے لیے مسیح الملک بن جاتے ہیں ، گائے کی قربانی جو میرا شعار ہے ہنود کا معبود ہونے کی جہت سے چھوڑنے کے درپے ہوتے ہیں ، ان کی خوشنودی کے لیے سب مجھے ناخوش کرتے ہیں ، رضا کاران اسلام نام رکھ کر رام لیلا کے انتظام کرتے ہیں اور کفر کی ترویج میں کفار کی معاونت اور میری مخالفت کرتے ہیں ، ٹیکے لگاتے ہیں قشقے کھینچتے ہیں عام جلسے کر کے میرے حلقہ بگوشوں کو

Marfat.com

میرے شعار ترک کرنے کی ترغیب دیتے ہیں کفار کو پیشوا بناتے ہیں، بت پرستوں کو رہنما ٹھہراتے ہیں، انبیاء علیہم الصلوٰۃ سے منحرف ہوتے اور دشمنانِ اسلام کو نبی اعتقاد کرتے ہیں، (مولوی اسحاق علی ظفر الملک نے رفاہ عام لکھنؤ کے جلسہ عام میں کہا "اگر نبوت ختم نہ ہوگئی ہوتی تو مہاتما گاندھی نبی ہوتے بالفاظ دیگر یہ کہ مسٹر گاندھی بالقوہ نبی ہے اگر بالفعل نہ سہی" (دبدبہ سکندری یکم نومبر ۱۹۲۰ء) مجھے ان سے جو صدمے پہنچے ہیں وہ بہت سخت ہیں، میں پروردگار عالم کے حضور میں اُن کی شکایت کروں گا سید انبیا علیہ التحیۃ والثنا کے روضہ طاہرہ پر فریاد لے کر جاؤں گا، اور عرض کروں گا۔

اے بسرا پردہ طیبہ بخواب — خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

کفر کا زور ہے اسلام دبا جاتا ہے ع المدد اے شہ دیں کفر مٹانے والے

لیکن یہ یاد رکھیں کہ قرون سابقہ میں میرے لاکھوں بدخواہ اور مٹ ڈالنے والے خود مٹ گئے یہ بھی بے نام ونشان ہو جائیں گے اور میری سطوت وصولت نہ گھٹا سکیں گے اگرچہ ان کا مکر پہاڑوں سے بڑھ کر ہے مگر یہ کب تک اور ان کا مکر کب تک آخر میرے حلقہ بگوش غالب ہوں گے یہ ناکام اور میرا ہی بول بالا ہوگا، سید انبیا صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں۔ لَا یَزَالُ طَائِفَۃٌ مِّنْ اُمَّتِیْ ظَاهِرِیْنَ عَلَی الْحَقِّ لَا یَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ وَالْحَقُّ یَعْلُوْا وَلَا یُعْلٰی۔

(السواد الاعظم۔ ماہ صفر ۱۳۳۹ھ)

Marfat.com

ہندوؤں اور غیر مسلموں سے ہر قسم کی دوستی و تعاون حرام ہے

۱۹۲۱ء میں جبکہ خلافت کمیٹی کے کارپردازوں نے نان کراپریشن یعنی ترک تعاون کی تحریک اٹھائی تھی مگر ہندوؤں اور غیر مسلموں سے ہر قسم کی دوستی و تعاون میں برابر بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے تھے، اس وقت سیدی صدر الافاضل قدس سرہ نے ایک جامع اور بسیط مقالہ تحریر فرما کر ملک کے گوشہ گوشہ میں شائع کرایا تھا۔ اس مقالہ کو موالات کے عنوان سے موسوم فرمایا ہے اگرچہ یہ مسئلہ اس وقت مسلمانانِ ملک کیلئے بروقت رہنمائی تھی۔ مگر نفس مضمون کی جامعیت اور اس کی افادیت آج بھی اسی طرح قائم و باقی ہے، عامۂ اہلسنت کے علاوہ علماء اہلسنت کے لیے ایک نصیحت آموز درس ہے، بنظر غائر مطالعہ کریں اور صاحب تحریر قدس سرہ کو دعاؤں اور ایصال ثواب سے یاد کریں۔ (المرتب)

موالات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین محمد وآلہٖ وصحبہٖ اجمعین

موالات اور ولاء اور تولّی سب کا مادہ ولیٔ ہے جو لغت میں قرب و اتصال کے معنی میں آتا ہے، چونکہ یار و مددگار دوست محرم اسرار اور رفیق مختار کار کو بھی قرب و اتصال حاصل ہوتا ہے، اس لیے ان کو بھی ولی کہتے ہیں اور کسی کو ایسا دوست بنانا موالات کہلاتا ہے کہ اس کو ناصر و مددگار یا مصاحب و واقف اسرار یا اپنے امور

میں متصرف و مختار بنایا جائے، قرآن پاک میں یہ لفظ ان معانی میں وارد ہے۔ موالات کا مفہوم بتانے کے لیے دوستی ایک جامع اور اچھا لفظ ہے

موالات بکفار

کفار کے ساتھ دوستی و موالات کی چند صورتیں ہیں ۱۔ کافر میں دو حیثیتیں ہیں (۱) مذہبی (۲) شخصی

مذہبی حیثیت سے کفار کے ساتھ محبت و وداد، ربط و اتحاد، دوستی و یکدلی تو مومن سے ممکن ہی نہیں اور بالغرض کسی شخص کو کافر کے ساتھ اس کے دین کی وجہ سے محبت یا ادنی میلان و رغبت ہو یعنی اس وجہ سے کہ یہ اس کے دین کو محبوب رکھتا ہے یا پسند کرتا ہے تو وہ مومن نہیں، اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

آیت (۱) لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ۔ (سورہ مجادلہ ع ۳)

تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔

امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں اس آیت کے تحت میں فرماتے ہیں

المعنی انہ لا یجتمع الایمان مع وداد اعداء اللہ و ذالک لان من احب احدا امتنع ان یحب مع ذلک عدوہ (تفسیر کبیر جلد ۸ ص ۱۰۱)

معنی یہ ہیں کہ ایمان دشمنان خدا کی دوستی کے ساتھ جمع نہیں ہوتا اور یہ اس سبب سے کہ جو کسی کو محبوب رکھتا ہے نہیں ہو سکتا کہ باوجود اس کے محبوب کے دشمن کو بھی دوست رکھے۔

آیت (۲) وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ (سورہ مائدہ ع۱۱)

اور اگر وہ اللہ اور نبی اور قرآن پر ایمان رکھتے تو کفار کو دوست نہ بناتے ۔

تفسیر مدارک میں ہے ،

یعنی ان موالات المشرکین تدل علی نفاقهم (تفسیر مدارک جلد۱ ص۴۸۵)

یعنی مشرکین سے ان کا دوستی کرنا اس پر دلیل ہے کہ وہ منافق ہیں ۔

آیت (۳) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ۔ (سورہ مائدہ رکوع۸)

اے ایمان والو تم یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ ، ان میں سے بعض بعض کے دوست ہیں اور جو تم میں سے انہیں دوست بنائے وہ انہیں میں سے ہے ۔

تفسیر روح البیان میں ہے ۔

ای من یتخذهم اولیاء فانه منهم ای هو علی دینهم ومعهم فی النار وهذا اذا تولاهم لدینهم (تفسیر روح البیان جلد۱ ص۵۷)

جو ان کو دوست بنائے وہ انہیں میں سے ہے یعنی ان کے دین پر ہے اور ان کے ساتھ ہے دوزخ میں اور یہ اسی صورت میں ہے جبکہ انہیں ان کے دین کی وجہ سے دوست بنایا ہو ۔

امام فخرالدین رازی انکم اذا مثلهم کے تحت فرماتے ہیں ۔

قال اهل العلم هذا یدل علی ان من رضی بالکفر فهو کافر ۔ تفسیر کبیر جلد۳ ص۴۸۹

اہل علم نے فرمایا کہ یہ اس پر دلالت کرتا ہے جو کفر کے ساتھ راضی ہوا وہ کافر ہے ۔

Marfat.com

مفتی ابو السعود نے آیہ کریمہ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰہِ عَلَیْکُمْ سُلْطٰنًا مُّبِیْنًا کی تفسیر میں فرمایا۔

اَتُرِیْدُوْنَ بِذٰلِكَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰہِ عَلَیْکُمْ حُجَّةً بَیِّنَةً عَلٰی اَنَّکُمْ مُنَافِقُوْنَ فَاِنَّ مُوَالَاتَهُمْ اَوْضَحُ اَدِلَّةِ النِّفَاقِ۔ (تفسیر ابو السعود جلد ۲ صفحہ ۲۸۲)

کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ کے لیے اپنے اوپر اپنے منافق ہونے کی ظاہر حجت قائم کرو کیونکہ کافروں سے موالات کرنا منافق ہونے کی واضح تر دلیل ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ کسی کافر سے اس کے دین کی وجہ سے دوستی کرنا یا اس کے دین کو پسند کرنا یا اس کے ساتھ راضی ہونا کفر ہے اور کسی مومن سے بحالت ایمان ممکن نہیں کہ ایسی دوستی کر سکے اور بالغرض کسی نے ایسا کیا تو وہ مومن نہ رہا۔

(۲) دوسری حیثیت شخصی و ذاتی ہے، یعنی کافر کے ساتھ اس کے دین و ملت کی وجہ سے تو دوستی نہیں ہے مگر اس کی ذات کے ساتھ انس و محبت ہے، یہ محبت بھی اگر اس درجہ پہ پہنچ جائے کہ کافر دوست کے دین اور شعار دین کی نفرت قلب سے نکل جائے یا کم ہو جائے، یا وہ دین اسلام کی مخالفت اور اس کے ساتھ استہزاء کرے اور اپنی محبت کی وجہ سے اس پر راضی رہے یا صبر کرے تو یہ محبت بھی منافی ایمان اور آیات مذکورہ بالا کے عموم میں داخل ہے۔

آیت (۵) وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا

اور بیشک اللہ تم پر کتاب میں اتار چکا کہ جب تم اللہ کی آیتوں کو سنو کہ ان کا انکار کیا جاتا اور

Marfat.com

فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَا

اور ان کی ہنسی بنائی جاتی ہے تو ان لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو، جب تک وہ اور بات میں مشغول نہ ہوں ورنہ تم بھی انہیں جیسے ہو بیشک اللہ منافقوں اور کافروں سب کو جہنم میں جمع کرے گا۔ (سورہ نساء رکوع ۱۹)

خازن اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

یعنی انکم ایھا المجالسون مع المستھزئین بآیات اللہ اذا رضیتم بذلک فانتم وھم فی الکفر سواء قال العلماء وھذا یدل علی ان من رضی بالکفر فھو کافر

یعنی اے آیات الٰہیہ کے ساتھ ہنسی کرنے والوں کے ہمنشینو جب تم اس کے ساتھ راضی ہوئے تو تم اور وہ کفر میں برابر ہو، علماء نے فرمایا اور یہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ جو شخص کفر کے ساتھ ہو وہ کافر ہے (تفسیر خازن جلد ا ص ۴۱۴)

تفسیر ابو السعود میں ہے:

ای لاتقعدوا معھم فی ذالک الوقت انکم ان فعلتموہ کنتم مثلھم فی الکفر (ھکذا فی البیضاوی وروح البیان) (تفسیر ابو السعود جلد ۲ ص ۲۷۹)

یعنی اس وقت تم ان کے ساتھ نہ بیٹھو بیشک اگر تم یہ کرو گے تو کفر وعذاب میں ان کی مثل ہو جاؤ گے۔

آیت (۶)۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَاۗءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَاۗءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَي الْاِيْمَانِ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ

اے ایمان والو نہ بناؤ تم اپنے باپوں اور بھائیوں کو دوست اگر وہ کفر کو ایمان پر محبوب رکھیں اور جو تم میں سے انہیں دوست بنائیں۔

Marfat.com

فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ (سورہ توبہ ع۳) بیشک وہی ظالم ہیں۔

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں:

وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ مِّنْکُمْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ یُرِیْدُ مُشْرِکٌ مِّثْلُھُمْ لِاَنَّہٗ رَضِیَ بِشِرْکِھِمْ وَالرِّضَا بِالْکُفْرِ کُفْرٌ

اور جو تم میں سے انہیں دوست بنائیں وہ ظالم ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مراد یہ ہے کہ جو ان سے دوستی کرے وہ ان کی طرح مشرک ہے اس لیے کہ وہ راضی ہوا ان کے شرک کے ساتھ اور کفر کے ساتھ راضی ہونا کفر ہے۔ (تفسیر کبیر جلد ۴ صـ۶۰۹)

امام رازی نے آیہ کریمہ لَا تَجِدُ قَوْمًا (الآیہ) کی تفسیر میں عدم اجتماع ایمان مع وداد کفار کی دو وجہیں ذکر کیں ان میں سے اول یہ ہے۔

احدھما انھما لا یجتمعان فی القلب فاذا حصل فی القلب وداد اعداء اللّٰہ لم یحصل فیہ الایمان فیکون صاحبہ منافقا

ایک وجہ یہ ہے کہ ایمان اور کفار کی محبت قلب میں جمع نہیں ہوتی پس جب دل میں دشمنانِ خدا کی محبت حاصل ہوئی اس میں ایمان حاصل نہیں ہوتا تو وہ شخص منافق ہوا۔

اور اگر محبت اس درجہ پر نہیں پہنچی تو اس کے دو حال ہیں۔ یا وہ محبت جبلی ہوگی جیسے اولاد کو والدین کے ساتھ یا ماں باپ کو اولاد کے ساتھ، یا بھائی کو بھائی کے ساتھ طبعاً بے اختیار ہوتی ہے، تو یہ مرتبہ محبت جس پر اختیار نہیں، زیر حکم نہیں اور امر و نہی اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتے کیونکہ مدار تکلیف وسعت و اختیار ہے جو چیز اختیار سے باہر ہے بندہ اس پر مکلف بھی نہیں۔ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا۔

Marfat.com

تفسیر مدارک میں ہے،

لان التکلیف لا یرد الا بفعل یقدر علیہ المکلف کذا فی شرح التاویلات (کیونکہ تکلیف اسی پر وارد ہوتی ہے جس پر مکلف قدرت رکھے۔

مفتی ابو السعود فرماتے ہیں۔

احب الیکم من اللہ ورسولہ بالحب الاختیاری المستتبع لاثرہ الذی ھو الملازمۃ وعدم المفارقۃ لالحب الجبلی الذی لا یخلو عنہ البشر فانہ غیر داخل تحت التکلیف الدائر علی الطاقۃ

(اگر باپ اولاد وغیرہ) تمہیں اللہ، رسول سے زیادہ محبوب ہوں، محبت اختیاری جو اپنا اثر ملازمت عدم مفارقت اپنے ساتھ رکھتی ہے، نہ جبلی محبت جس سے بشر خالی نہیں ہوتا کیونکہ تکلیف جو طاقت پر دائر ہے یہ اس کے تحت داخل ہی نہیں ۔ (تفسیر ابو السعود جلد ۲ صفحہ ۱)

تفسیر بیضاوی میں اسی آیت کے تحت میں ہے۔

المراد بالحب الاختیاری دون الطبعی فانہ لا یدخل تحت التکلیف المتحفظ عنہ (تفسیر بیضاوی ص ۳۴۰)

مراد محبت اختیاری ہے، نہ طبعی کیونکہ محبت طبعی سے بچنا تحت تکلیف داخل نہیں۔

اور جو محبت طبعی و جبلی نہیں، اور اس درجہ پر بھی نہیں کہ کفر و شعار کفر کی نفرت قلب سے کم کر دے یا دین میں مداہن بنا دے، یعنی امور خلاف شرع پر انکار و اعراض اور کراہت و نفرت برقرار رکھے اور اس سے اسلام یا مسلمانوں کو ضرر بھی نہ ہو۔ جب بھی شان مومن کے خلاف اور ممنوع ہے اور مطلقاً مودۃ کفار کی ممانعت میں اس قدر آیات وارد ہیں کہ مختصر میں ان کا جمع کرنا دشوار ہے۔

آیت (۷) - یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّکُمْ اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْھِمْ بِالْمَوَدَّۃِ وَقَدْ کَفَرُوْا بِمَا جَآءَکُمْ مِّنَ الْحَقِّ (الآیہ) (سورہ ممتحنہ ع)

اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم انہیں خبریں پہنچاتے ہو، دوستی سے حالانکہ وہ منکر ہیں، اس حق کے جو تمہارے پاس آیا۔

آیت (۸) - اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مَا ھُمْ مِّنْکُمْ وَلَا مِنْھُمْ الآیہ (سورہ مجادلہ ع ۳)

کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جو ایسوں کے دوست ہوئے جن پر اللہ کا غضب ہے وہ نہ تم میں سے ہیں نہ ان میں سے تم

آیت (۹) یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ الآیہ (سورہ ممتحنہ ع ۳)

اے ایمان والو ان لوگوں سے دوستی نہ کرو جن پر اللہ کا غضب ہے۔

آیت (۱۰) - اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ o وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ o (سورۃ مائدہ ع)

تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں، اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں، اور جو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کو اپنا دوست بنائے تو بیشک اللہ ہی کا گروہ غالب ہے۔

آیت (۱۱) - وَلَوْ کَانُوْا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالنَّبِیِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْہِ

اور اگر وہ ایمان لاتے اللہ اور اس کے نبی پر اور اس پر جو ان کی طرف

Marfat.com

مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ۔
(سورۂ مائدہ ع ۷)

اترا تو کافروں سے دوستی نہ کرتے مگر ان میں تو بہتیرے فاسق ہیں۔

علامہ اسماعیل حقی آیت (۷) کے تحت لکھتے ہیں۔

فان قلت کیف قال لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء والعداوۃ والمحبۃ لکونهما متنافیتین لا تجتمعان فی محل واحد والنهی عن الجمع بینهما فرع امکان اجتماعهما قلت انما کان الکفار اعداء المؤمنین بالنسبۃ الی معاداتهم اللہ ورسولہ ومع ذلک یجوز ان یتحقق بینهم الموالاۃ الصداقۃ بالنسبۃ الی الامور الدنیویۃ والاغراض النفسانیۃ فنهی اللہ تعالیٰ عن ذلک یعنی فلم یتحقق وحدۃ النسبۃ من الوحدات الثمان وحیث لم یکتف بقولہ عدوی بل زاد قولہ وعدوکم دل علی عدم مروتهم

اگر تو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کیسے فرمایا کہ تم میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ بحالیکہ عداوت و محبت منافاۃ کی وجہ سے ایک محل میں جمع نہیں ہو سکتیں اور ان کو جمع کرنے سے ممانعت کرنا ان کا اجتماع ممکن ہونے کی فرع ہے، (یعنی محبت و عداوت کا ایک محل میں جمع ہونا ممکن ہو تب تو اس کی ممانعت کی جائے اور جب ممکن ہی نہیں تو ممانعت کے کیا معنی) میں اس کے جواب میں کہتا ہوں، بیشک کفار اللہ اور رسول کے دشمن ہونے کے باعث مومنین کے دشمن ہیں، اور باوجود اس کے ممکن ہے کہ دنیوی اور نفسانی اغراض کی وجہ سے کافر

دفيه تهديد لمن يلقى في عداوتهم لهم و تواضع موالاتهم كونهم اعداء الله سواء كانوا اعدائهم ام لا - (روح البیان جلد ۴ ص ۳۱۶)

اور مومن میں موالات و دوستی ہوسکے تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا منطق کے پیرایہ بیان میں حاصل جواب یہ ہے کہ آٹھ وحدتوں میں سے جو تناقض میں شرط ہیں وحدت نسبت نہ پائی گئی تو تناقض نہ رہا اجتماع ممکن ہوا اور یہی درست) اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے عدوی پر اکتفا نہ فرمایا بلکہ عدوکم زیادہ کیا یہ (کفار سے دوستی کرنے والوں کی) عدم مروت و نصرت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ ان کی عداوت و ترک موالات کے لیے کفار کا دشمن خدا ہونا ہی کافی ہے خواہ وہ ان کے دشمن ہوں یا نہ ہوں۔

آیت (۱۳) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِیْمَانِ وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (سورۂ توبہ)

اے ایمان والو اپنے باپ اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ سمجھو، اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہیں۔

امام علامہ علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی علیہ الرحمۃ آیہ لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِیَآءَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

لما امر المؤمنين بالتبری من المشركين قالوا كيف يمكن ان يقاطع الرجل اباه واخاه وابنه فذكر الله ان مقاطعة الرجل اهله واقاربه في الدين واجبة فالمؤمن

جب مسلمانوں کو مشرکین سے بیزاری کا حکم دیا گیا تو انہوں نے کہا۔ کیونکر ممکن ہے کہ آدمی اپنے باپ اور بھائی اور اپنے بیٹے سے مقاطعہ کرے تو اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا

Marfat.com

لا یبالی الکافر وان کان اباہ او اخاہ وابنہ — خازن جلد ۲ صفحہ ۲۱۳

کہ دین کے معاملہ میں آدمی کا اپنے اہل واقارب سے مقاطعہ کرنا واجب ہے، پس مومن کافر کو دوست نہیں بناتا، خواہ وہ اس کا باپ ہو یا بھائی یا بیٹا

انھیں علامہ نے لَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ اِلٰی قَوْمٍۢ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَهُمْ مِّیْثَاقٌ" کی تفسیر میں فرمایا۔

هذا الاستثناء یرجع الی القتل لا الی الموالات لان موالاة الکفار والمنافقین لا تجوز بحال۔

یہ استثنا (جو آیت میں مذکور ہے) قتل کی طرف راجع ہے نہ موالات کی طرف کیونکہ کفار ومنافقین کی دوستی کسی حال میں جائز نہیں۔ (تفسیر خازن جلد ۱ صفحہ ۳۸۶)

امام فخر الدین رازی آیہ لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ الآیہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

والثانی انهما تجتمعان لکنها معصیة وکبیرة وعلی هذا الوجه لا یکون صاحب هذا الوداد کافرا بسبب هذا الوداد بل کان عاصیا فی الله۔

دوم یہ کہ وہ دونوں (موالاۃ کفار اور ایمان) جمع ہو جائیں لیکن کفار کی دوستی گناہ کبیرہ ہیں اور اس درجہ پر یہ دوستی کرنے والا اس دوستی کی وجہ سے کافر نہ ہوگا بلکہ گناہگار ہوگا۔ (تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۱۷۰)

صورت اخیرہ کے سوا محبت کفار کی باقی صورتوں کے احکام سابق میں مذکور ہو چکے کہ وہ منافی ایمان ہیں، اس صورت کا حکم امام رازی علیہ الرحمۃ نے یہ بتایا کہ معصیت وکبیرہ ہے۔

پھر اس مودت کی ممانعت میں مبالغہ فرمانے کے وجوہ میں پہلی وجہ

Marfat.com

وجہ تو وہی ذکر فرماتے ہیں کہ یہ مودت ایمان کے ساتھ جمع نہیں ہوتی، اس کا پہلی صورتوں میں ذکر ہو چکا ہے دوسری وجہ یوں فرماتے ہیں،

قوله ولو كانوا آباءهم او ابناءهم او اخوانهم او عشيرتهم والمراد ان الميل الى هؤلاء اعظم انواع الميل ومع هذا فيجب ان يكون هذا الميل مغلوبا مطروحا بسبب الدين (تفسیر کبیر جلد ۸ ص)

آیہ کریمہ ولو کانوا آباءھم الآیہ میں مراد یہ ہے کہ باپ بیٹوں بھائیوں عزیزوں کی طرف میلان و رغبت کے اقسام میں سب سے بڑی چیز ہے اور باوجود اس کے واجب ہے کہ دین کی وجہ سے یہ میلان و رغبت مغلوب و مطروح ہو۔

اس سے چند سطر کے بعد فرماتے ہیں:

المعنى انه من انعم الله عليه بهذه النعمة العظيمة كيف يمكن ان يحصل في قلبه مودة اعداء الله (تفسیر کبیر جلد ۸ ص)

معنی یہ ہیں کہ جن پر اللہ تعالیٰ نے اس نعمت عظیمہ ایمان کے ساتھ انعام فرمایا، کیونکر ممکن ہے کہ ان کے دل میں دشمنانِ خدا کی محبت حاصل ہو سکے

امام علامہ ابو البرکات عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ من الممتنع ان تجد قوما مؤمنين يوادون المشركين والمراد انه لا ينبغي ان يكون ذلك وحقه ان يمتنع ولا يوجد بحال مبالغة في التوصية بالتصلب في مجانبة اعداء الله ومباعدتهم والاحتراز عن مخالطتهم ومعاشرتهم

یہ ناممکنات سے ہے کہ آپ ایمانداروں کو مشرکین سے دوستی کرتے پائیں، مراد یہ ہے کہ ایسا نہ ہونا چاہئے اور اس دوستی کا حق ہی یہ ہے کہ یہ ناممکن ہو اور کسی حال میں نہ پایا جائے، یہ دشمنانِ خدا کی مخالطت معاشرت سے پرہیز اور دوری

علیحدگی پر سختی سے قائم رہنے کے لیے زور دیا جاتا ہے۔

اس مضمون پر کثرت سے آیات و عبارات ملتی ہیں کہ اگر ان سب کو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو۔

مذکورہ بالا آیات و عبارات سے یہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے کہ کافر کے ساتھ اس کے دین کی وجہ سے محبت کرنا تو مومن سے ممکن و متصور ہوتا نہیں اور اگر بالفرض کسی کو ایسی محبت ہو تو وہ مومن نہیں کافر ہے۔

اور کافر کی ذات سے اس درجہ کی محبت ہونا کہ اسلام کی مخالفت و استہزاء پر بھی شخص اس محبت کی وجہ سے راضی ہو جائے یا کافر دوست کی رضا جوئی کی وجہ سے صبر کرے یا کافر کی محبت کے باعث کفر و شعار کفر کے ساتھ اس کے قلب کی نفرت جاتی رہے تو یہ بھی دولت ایمان سے محروم اور زمرۂ کفار میں داخل ہے، اور اگر محبت اس درجہ کی نہیں کہ اپنے دین کی پرواہ نہ رہے یا کافر کے دین کی نفرت دل سے کم ہو بلکہ باوجود اس کے کہ دل میں کفر اور شعار کفر و مراسم کفر کی پوری نفرت اور اپنے دین کی اہانت و مخالفت گوارا نہ کرے کے تو بھی کافر کی طرف قلب کا میلان اور اس کے ساتھ محبت کرنا (بشرطیکہ یہ محبت جبلی و طبعی نہ ہو) معصیت و کبیرہ اور ممنوع و ناجائز ہے اور مسلمان کی شان کے خلاف ہے۔

ہ گوارا نہ کرنے کے یہ معنی نہیں کہ فقط دل سے اس کے ساتھ راضی نہ ہو اور اس کو برا جانے مگر زبان سے کچھ نہ کہے بلکہ یہ معنی ہیں کہ ایسا ہو تو اپنی ناگواری کا اظہار کرے اور ان کی مجلس سے اٹھ جائے تفسیر روح البیان میں لا تقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ کی تفسیر میں فرمایا فیہ دلالۃ علی ان المراد بالاعراض عنھم اظھار المخالفۃ بالقیام عن مجالسھم لا الاعراض بالقلب او بالوجہ فقط (تفسیر روح البیان جلد ۱ ص ۵۰۵)

مومن جو اللہ سبحانہ پر ایمان رکھتا ہے، اس کی شان نہیں کہ دشمنان خدا کی محبت اس کے قلب میں رہے اور اس کے دل کو ان کے ساتھ ربط و وابستگی ہو، ایمان اس کا روادار نہیں کہ انسان حلاوت ایمان کی لذت سے پورے طور پر بہرہ مند ہونے کے بعد بلکہ یوں کہیے کہ محبوب حقیقی کی محبت کے ذوق سے آشنا ہو کر دشمنان خدا کی مودت و دوستی کی بھی برداشت کر سکے اور اس کا دل جو محبوب حقیقی کے عشق و محبت کی جلوہ گاہ بن چکا ہے مغضوبان الٰہی کی الفت و وداد کی تاریکیوں کو قبول کر سکے، جو زبان شیرینی کی عادی اور خوگر ہو وہ تلخی سے استلذاذ کرے یہ متصور نہیں، مجازی و معمولی محبتوں میں محبوب کے دشمنوں کے ساتھ قلب کو نفرت ہو جاتی ہے اور دوست کا ادنیٰ مخالف دشمن سے بدتر معلوم ہوتا ہے حتیٰ کہ قرابتوں کے رشتے ٹوٹ جاتے ہیں تو کس طرح ممکن ہے کہ عشق الٰہی کی دولت سے مالامال ہو کر کوئی دل کفار کی طرف مائل ہو سکے اور باوجود ایمان کے دل میں محبت کفار کی گنجائش رہے، یہ آیات و عبارات مذکورۃ الصدر کا حاصل و مفاد ہے اور اس سے محبت و مودت کفار کا حال معلوم ہوا

کفار کے ساتھ مخالطت و معاملت

یہ کہنا درست نہیں ہے کہ مخالطت و معاملت مطلقاً داخل موالات و ممنوع نہیں، کیونکہ موالات اور دوستی کا اطلاق جیسا کہ محبت و رابطہ قلب پر ہوتا ہے ایسا ہی رفیقانہ تعلقات اور دوستانہ میل جول پر بھی ہوتا ہے کفار کے ساتھ ایسی مجالست و مصاحبت مواکلت و مشاربت تناصر و تعاون بھی ممنوع ہے ... اپنے امور ان کے ہاتھ میں دینا

بھی ناجائز ہے، اس کی قدرے تفصیل گزارش کروں،

(۱) کفار کے ساتھ ایسا طرزِ عمل، ایسا میل جول ایسا معاملہ جو دوستی اور محبت کی صورت رکھتا ہو اور علامت موالات ہو سکے گو محبت و مودت کے ساتھ نہ ہو، وہ بھی داخل موالات اور ناجائز ہے۔

علامہ شیخ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ آیہ کریمہ لَا تَتَّخِذُوْ مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا کی تفسیر میں فرماتے ہیں،

ای جانبوھم مجانبۃ کلیۃ ولاتقبلوا منھم ولایۃ ولانصرۃ ابدا (کذا فی تفسیر ابی السعود)

ان سے بالکل علیحدہ رہو اور اُن کی نصرت و ولایت ہرگز نہ قبول کرو (روح البیان جلد ا صـ ۴۰۲)

علامہ مفتی ابو السعود وَلَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰى کی تفسیر میں فرماتے

ای لایتخذ احد منکم احدا منھم ولیا بمعنی لاتصافوھم ولاتعاشروھم مصافات الاحباب ومعاشرتھم لا بمعنی لاتجعلوھم اولیاء لکم حقیقۃ فانہ امر ممتنع فی نفسہ لایتعلق بہ النھی (تفسیر ابو السعود جلد ۳ صـ ۵۹۵)

تم میں سے کوئی ان میں سے کسی کو دو[ست] نہ بنائے یعنی تم ان سے یاری نہ کرو اور ان کے ساتھ دوستوں کا سا معاملہ اور ان کی سی معاشرت نہ کرو یہ معنی نہیں کہ نہیں حقیقتاً اپنا دوست نہ بناؤ کیونکہ یہ تو ممکن ہی نہیں انکے ساتھ ہی کیونکر متعلق

(۲) جو تعلق اور میل جول کہ حقیقتاً محبت و مودت کے ساتھ نہیں ہے اور نہ دوستی و موالات کی علامت ہو سکتا ہے، مگر اس سے مسلمان کا کوئی مقصد اور حاجت معتبرہ بھی نہیں اور کفار کا اس میں نفع ہے، وہ بھی موالات کیساتھ ملحق اور ناجائز ہے کیونکہ یہ اگر علامت موالات نہیں تو کم از کم صورت موالات تو ہے؟

تفسیر ابو السعود صفحہ ۵۹۵ میں ہے :

Marfat.com

وفیہ زجر شدید للمؤمنین عن اظهار صورة الموالاة لهم وان تکن موالات فی الحقیقة ۔

اس میں مومنین کو کفار کے ساتھ صورت موالاۃ ظاہر کرنے پر زجر شدید فرمایا ہے ۔ گو حقیقتاً موالات نہ ہو ۔ (کذا فی روح البیان)

(۴) جس تعلق میں ربط قلب و مودت بھی نہ ہو اور وہ علامت دوستی بھی نہ ہو اور مسلمان کا اس میں کوئی مقصد بھی ہو ۔ مگر اسلام یا مسلمانوں کے حق میں اس سے کوئی ضرر ہوتا ہو وہ بھی اسی کے ساتھ ملحق اور ناجائز ہے جیسے مسلمانوں سے لڑائی کے وقت بطمع زر لشکر کفار میں داخل ہونا یا نہیں رسد یا مال سے مدد پہنچانا وغیرہ اس کے امثال ۔

تفسیر خازن میں و من یتولهم منکم فانه منهم کے تحت میں فرماتے ہیں

یعنی و من یتولی الیهود والنصاری دون المؤمنین فینصرهم علی المؤمنین فهو من اهل دینهم وملتهم (خازن جلد ۱ صـ ۴۷۲)

جو مومنین کو چھوڑ کر یہود و نصاری کو دوست بنائے اور مومنین کے مقابلہ میں ان کی مدد کرے وہ انہیں کے دین و ملت والوں میں سے ہے ۔

تفسیر مدارک میں فتری الذین فی قلوبهم مرض یسارعون فیهم کے تحت میں فرماتے ہیں ۔

فی معاونتهم علی المؤمنین وموالاتهم

جن کے دلوں میں بیماری ہے وہ کفار کے ساتھ موالات اور مومنین کے مقابلہ میں ان کی مدد کرنے میں جلدی کرتے ہیں ۔ خلاصہ یہ کہ موالات کی مسطورہ بالا صورتیں ممنوع ہیں جن کے احکام مع دلائل مفصلاً مذکور ہو چکے اور جن کا لب لباب یہ ہے کہ کفار کو دوست بنانا ان پر اعتماد کرنا ان کو رازدار ٹھہرانا ۔ ان کو مددگار سمجھنا

Marfat.com

ان کو اپنے امور کا والی اور دخیل کار قرار دینا نہیں قوت پہنچانا ان سے بے ضرورت دوستانہ میل جول اختلاط وارتباط کی رسمیں برتنا مسلمانوں کے مقابلہ میں ان کی امداد کرنا۔ یہ سب باتیں ممنوع اور داخل موالات ہیں۔ اور قرآن پاک میں ان کی ممانعت فرمائی گئی ہے، لیکن شریعت مطہرہ کے احکام سراسر حکمت ہیں اور مسلمانوں کی مصلحتیں ان میں ملحوظ۔ جہاں کفار کا غلبہ ہو یا وہ حاکم و والی ہوں اور مجانبت کلیہ وانقطاع تام سے مسلمانوں کے ضرر کا اندیشہ ہو۔ وہاں ان کے ساتھ ایسے امور میں شرکت جو ممنوع نہیں ہیں۔ اور جس سے اسلام اور اہل اسلام کو کوئی ضرر نہیں پہنچتا ہے، جائز ہے، قلب کفر و کفار کی محبت سے فارغ ہونا چاہیئے۔

(آیت) ومن یفعل ذالک فلیس من اللہ فی شیئ الا ان تتقوا منھم تقاۃً ط

اور جو ایسا کرے گا (کافروں سے دوستی کا برتاؤ کریگا) اسے اللہ سے کچھ علاقہ نہ رہا مگر یہ کہ تم ان سے کچھ ڈرو۔

تفسیر ابو السعود میں ہے:

الا ان تخافوا من جھتھم امرا یجب اتقاؤہ ای الا ان یکون للکافر علیک سلطان فتخافہ علی نفسک ومالک فحینئذٍ یجوز لک اظھار الموالاۃ وابطان المعاداۃ۔

مگر یہ کہ تمہیں انکی طرف سے کسی ایسی بات کا خوف ہو جس سے ڈرنا ضروری ہے یعنی مگر جبکہ کافر کو تم پر غلبہ ہو اور تم کو اس سے اپنی جان و مال کا خوف ہو اس وقت تمہیں موالات اور ابطان معادات جائز ہے۔

تفسیر خازن میں فرماتے ہیں:

معنی الآیۃ ان اللہ نھی المؤمنین

معنی آیت کے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

عن موالاة الكفار ومداهنتهم
ومباطنتهم الا ان يكون الكفار
غالبين ظاهرين او يكون المؤمن
في قوم كفار فيداهنهم بلسانه
وقلبه مطمئن بالايمان دافعا
عن نفسه من غير ان يستحل دما
حراما او مالا حراما او غير ذلك
من المحرمات يظهر الكفار على
عورات المسلمين ۔

مومنین کو کفار کی موالات اور ان کے ساتھ مداہنت اور رازداری کی منع فرمائی مگر جبکہ کافر غالب ہوں یا مومن قوم کفار میں ہو تو اپنی جان بچانے کے لیے زبانی مداہنت کر سکتا ہے بشرطیکہ دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو اور کسی حرام خون یا مال حرام کا استحلال یا اور کوئی حرام کام نہ کرے جس سے کفار کو مسلمانوں کے راز پر آگاہی دے۔

(۴) جو تعلق مذکورہ بالا باتوں سے خالی ہو۔ یعنی وہ نہ حقیقت میں محبت کی بنا پر ہو نہ اس کی علامت و دلیل نہ اس سے اسلام یا مسلمانوں کا ضرر و نقصان متصور ہو، نہ کفار کا فائدہ و نفع مقصود ہو اور اس میں مسلمان کی کوئی حاجت و ضرورت یا مقصد صحیح ہو تو وہ جائز ہے اور موالات محرمہ میں داخل نہیں۔

روح البیان میں من یتولھم منکم فانہ منھم کی تفسیر فرماتے ہیں:

اي هو على دينهم و معهم في
النار وهذا اذا تولاهم
لدينهم واما الصحبة المعاملة
كشراء شيء منهم او طلب عمل
منهم مع المخالفة في الاعتقاد

جو ان سے دوستی کرے [illegible] میں سے ہے یعنی ان کے دین پر اور انکے ساتھ دوزخ میں [illegible] ان سے ان کے دین کی [illegible] دوستی کرے [illegible]

والامور الدینیۃ فلیس فیہ ھذا الوعید

معاملہ خرید و فروخت کے لیے یا ان سے کوئی کام خدمت لینے کے لیے باوجود مخالفت اعتقاد اور مخالفت امور دینی کے یہ اس وعید میں داخل نہیں۔

یہی علامہ آیہ لا تجد قوما الآیہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

واما المعاملۃ للمبایعۃ او للمجاورۃ او للمرافقۃ بحیث لا تضر بالدین فلیست بمحرمۃ۔ (روح البیان جلد ۲ ص ۷۵)

لیکن معاملہ کرنا خرید، فروخت کے لیے یا پڑوس کی وجہ سے یا ہمراہی کے سبب سے اس طور پر کہ اس سے دین میں ضرر نہ ہو حرام نہیں۔

اس قسم کے معاملات میں مسلمانوں کو کفار کے ساتھ محل و موقع پر حسب حاجت مکارم اخلاق کا برتاؤ بھی جائز ہے، تاکہ وہ بھی اہل اسلام کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کریں، ہدایہ میں ہے۔

وان علم انھم یاخذون منا ربع عشر او نصف عشر یاخذ بقدرہ وان کانوا یاخذون الکل لا یاخذ الکل لانہ غدر وان کانوا لا یاخذون اصلا لا یاخذ لیترکوا الاخذ من تجارنا ولانا احق بمکارم الاخلاق۔

اگر یہ معلوم ہو کہ وہ (اہل حرب) ہم مسلمانوں سے چہارم عشر یا نصف عشر لیتے ہیں تو اتنا ہی لے اور اگر مسلمانوں کا کل مال لے لیتے ہوں تو یہ کل نہ لے اس لیے کہ یہ غدر ہے اور اگر وہ بالکل نہ لیتے ہوں تو یہ بھی بالکل نہ لے تاکہ وہ ہمارے تجار سے لینا ہی چھوڑ دیں، اس لیے کہ ہم اخلاقِ کریمہ کے سزاوار تر ہیں

Marfat.com

ہنود و نصاریٰ اور محارب و غیر محارب کا فرق

کفار خواہ کوئی بھی ہوں۔ مجوس یا ہنود، نصاریٰ یا یہود وہ موالات سب سے ممنوع اور منہی عنہ ہے اس باب میں محارب و غیر محارب میں کوئی فرق نہیں، بات یہ ہے کہ کفار سب ہی اسلام و اہل اسلام کے دشمن ہیں الکفر ملۃ واحدۃ اپنے موقع پر کوئی بھی مسلمانوں سے در گزر کرنے والا نہیں، جس کو موقع ملا اس نے جنگ کی جس کو موقع نہیں ملا وہ ہر دم موقع کی تلاش میں ہے اور اس کے سینے میں بھی وہی عداوت بھرا دل ہے وہی جوش غضب ہے جو محارب کے دل میں۔ یہ اس سے کسی طرح کم نہیں، لڑائی بھی قسم قسم کی ہے۔ کوئی تلوار لے کر مقابلہ میں آتا ہے، کوئی دوست بن کر خفیہ تدابیر سے کام کر جاتا ہے، اور صیاد کی طرح گرفتار مصیبت کرنے کے لیے دانہ سامنے رکھتا ہے اور جال خاک میں چھپاتا ہے اور اپنی کیادی و مکاری سے ضرر عظیم پہنچاتا ہے، مسلمانوں کا دوست ان میں ایک بھی نہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِىْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ هٰۤاَنْتُمْ اُولَاۤءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا

اے ایمان والو غیروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ، وہ تمہاری برائی میں کمی نہ کریں گے، ان کی آرزو ہے جتنی تمہیں ایذا پہنچے دشمنی ان کے منہ سے ظاہر ہو چکی اور جو ان کے سینے پوشیدہ رکھتے ہیں اور بھی بڑا ہے ہم نے تمہیں کھول کر نشانیاں سنا دیں

Marfat.com

يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ
وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا
عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ
قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ
عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۔
اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَ
اِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا
وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا
يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا اِنَّ اللّٰهَ
بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۔

اگر تمہیں عقل ہو سنتے ہو یہ جو تم ہو تم تو انہیں چاہتے ہو اور وہ تمہیں نہیں چاہتے ۔ حالانکہ تم سب کتابوں پر ایمان لاتے ہو اور وہ جب تم سے ملتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور جب اکیلے ہوں تو تم پر انگلیاں چبائیں غصہ سے تم فرما دو کہ مر جاؤ اپنی غیظ میں اللہ خوب جانتا ہے ، دلوں کی بات تمہیں کوئی بھلائی پہنچے تو انہیں برا لگے اور تم کو برائی پہنچے تو اس پر خوش ہوں اور اگر تم صبر اور پرہیزگاری کئے رہو تو ان کا داؤں تمہارا کچھ نہ بگاڑیگا بیشک ان کے سب کام اللہ کے احاطہ میں ہیں ۔

کفار کی عداوت قرآن پاک نے اس صراحت کے ساتھ بیان فرمائی اور ان کے آتش عناد کے تیز شرارتوں سے بچنے کے لئے مسلمانوں کو آگاہ فرمایا ، ہر صاحب عقل سلیم اور ہر ذی ہوش جانتا ہے کہ جن کے قلوب عداوت سے لبریز اور جن کے باطن دشمنی و عناد کا دریائے طوفان خیز ہیں ان سے غافل و مطمئن ہونا ان کو خیر خواہ اور دوست سمجھنا خودکشی کا مرادف ہے !

عداوت جس کی طبیعت بن گئی وہ موقع نہ پانے سے دوست سمجھ لینے کے قابل نہیں ہو جاتا ، اگر کوئی شخص یہ کہے کہ سانپ دو قسم کے ہیں ایک تو وہ جو مجھ پر حملہ کر چکا وہ تو بیشک احتراز کے قابل ہے ۔ لیکن دوسرا وہ جس نے مجھ پر کوئی حملہ نہیں کیا ہے اس سے احتراز کرنا کم ہمتی اور بد خلقی

Marfat.com

ہے، حملہ آور اور غیر حملہ آور کے ساتھ ایک سلوک نہایت بیجا ہے بایں دلیل کالے زہریلے سانپ سے احتراز نہ کرے اس کو گود میں پرورش کرے تو اس کو لایعقل و نادان کہا جائے گا، اور ہلاکت اس کا مآل کار ہوگا،

قرآن پاک نے اس پر جا بجا تنبیہ فرمائی ہے اور مسلمانوں کو باخبر اور ہوشیار کیا ہے'

اِنْ یَّثْقَفُوْكُمْ یَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّیَبْسُطُوْۤا اِلَیْكُمْ اَیْدِیَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَوَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ۔

کفار اگر تم پر موقع پائیں تو تمہارے دشمن ہونگے اور تمہاری طرف اپنے ہاتھ اور اپنی زبانیں بدی کے ساتھ دراز کریں گے اور ان کی تمنا ہے کہ کسی طرح تم کافر ہو جاؤ۔

تفسیر خازن میں فرماتے ہیں :

ان یثقفوکم ، ای یظفروا بکم ویروکم یکونوا لکم اعداء ویبسطوا الیکم ایدیھم و السنتھم بالسوء - ای بالضرب والقتل والشتم والسب (ودوا) ای تمنوا (لو تکفرون) ای ترجعون الی دینھم کما کفروا والمعنی ان اعداء اللہ ولا ینا صحونھم لما بینھم من الخلاف فلاتنا صحوھم انتم تتوادعھم

(کفار اگر تم کو پائیں) یعنی اگر تم پر دسترس پائیں اور تمہیں دیکھ لیں۔ (تو تمہارے دشمن ہو جائیں گے، اور تمہاری طرف اپنے ہاتھ اور اپنی زبانیں بدی کے ساتھ دراز کریں گے یعنی ضرب و قتل اور سب و شتم کے ساتھ) اور آرزو کریں گے کہ تم کافر ہو جاؤ، یعنی ان کے دین کی طرف پلٹو جیسا کہ وہ کافر ہو گئے، اور معنی یہ ہیں کہ دشمنان خدا اللہ والا کے ساتھ اخلاص و محبت نہیں کرتے کیونکہ ان کے درمیان مخالفت ہے

Marfat.com

پس تم بھی ان سے دوستی و محبت نہ کرو۔"

تفسیر مدارک میں ہے:

(ان یثقفوکم) ای یظفروا بکم و تمکنوا منکم (یکونوا اعداء) خالصی العداوۃ ولا یکونوا لکم اولیاء کما انتم (و یبسطوا الیکم ایدیھم و السنتھم بالسوء) بالقتل و الشتم (و ودوا لو تکفرون) و تمنوا لو ترتدون عن دینکم فاذاً موادۃ امثالھم خطاء عظیم منکم، و الماضی و ان کان یجری فی باب الشرط مجری المضارع ففیہ نکتۃ کانہ قیل و ودوا قبل کل شئی کفرکم و ارتدادکم یعنی انھم یریدون ان یلحقوا بکم مضار الدنیا و الدین من قتل الانفس و تمزیق الاعراض و ردکم کفارا اسبق المضار عندھم و اولھا لعلمھم ان الدین اعز علیکم من ارواحکم لانکم بذالون لھا دونہ و العدو اھم شئی عندہ صاحبہ

یعنی اگر تم پر موقع پائیں اور قادر ہوں تو تمہارے دشمن خالص العداوۃ بن جائیں، اور تمہاری طرح وہ تمہارے دوست نہ ہوں اور تمہاری طرف اپنے ہاتھ اور زبان بدی کے ساتھ دراز کریں قتل و شتم کے ساتھ اور تمنا کرتے ہیں کہ تم اپنے دین سے مرتد ہو جاؤ۔ ایسی حالت میں ان سے دوستی کرنا خطائے عظیم ہے اور ماضی اگرچہ باب شرط میں مضارع کے قائم مقام ہوتی ہے پس اس میں نکتہ ہے گویا کہ کہا گیا کہ انہیں ہر چیز سے پہلے تمہارے کافر و مرتد ہو جانے کی آرزو ہے، یعنی وہ چاہتے ہیں کہ تمہیں دینی و دنیوی ضرر پہنچائیں جانوں کا قتل آبرو ریزی اور تمہیں کافر بنانا سب سے پہلا ضرر ہے ان کے نزدیک کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ دن تمہیں جانوں

Marfat.com

جانوں سے زیادہ پیارا ہے کیونکہ اس کے لیے انہیں خرچ کرنے والے ہو اور دشمن کے نزدیک وہی چیز اہم ہوتی ہے جو اس کے حریف کے نزدیک سب سے اہم ہو۔

قرآن پاک نے صاف بتایا کہ مسلمانوں کی عداوت کفار کے قلوب میں راسخ ہے، وہ ان کی مصیبت سے خوش اور راحت سے ناخوش ہوتے ہیں، ان کی زبانوں سے جو کچھ ظاہر ہوتا ہے، دلوں میں اس سے سخت تر عناد ہے وہ اگر موقع پائیں تو ہاتھ اور زبان سے تکلیف پہنچائیں، قتل کریں، ماریں، گالیاں دیں۔ برا کہیں کوئی تکلیف ایسی نہیں ہے کہ ان کے اختیار میں ہو اور وہ در گزر کر جائیں۔

اب ثابت ہو گیا کہ ترک موالات کا حکم تمام کفار سے ہے، محارب و غیر محارب اور ہنود و نصاریٰ کا فرق باطل ہے، موالات تمام کفار سے ممنوع ہے اور ہنود تو بدترین کفار میں سے ہیں۔

بعض صاحبوں کا یہ خیال کہ ہندو ہم سے برسر جنگ نہیں ہیں، انہوں نے ہمیں گھر دل[1] سے نہیں نکالا، وہ ہمارے اخراج پر مظاہرہ نہیں کرتے اس لیے ان کے ساتھ موالات جائز اور نصاریٰ کے ساتھ اس وجہ سے ناجائز ہے کہ وہ برسر جنگ ہیں۔

قطع نظر اس سے کہ یہ بیان واقع کے خلاف ہے رات دن کے حالات ظاہر و مخفی عداوتیں، حریفانہ چالیں، قسم قسم کی ایذائیں جو ہندو پہنچاتے رہتے ہیں آرہ[2] اور کٹار پور کے واقعات مسلمانوں کو قتل کرنا

---

[1] اور اب کفار کا بغض و عناد قیام پاکستان کے وقت ۱۹۴۷ء اور اس ... آج تک ہندوستان میں مسلمانوں کا قتل عام اور مکانوں سے اخراج ...
[2] یہ واقعات ... سے ۲۶ء تک ہوئے۔

عورتوں، بچوں کو جلانا گھروں کو پھونکنا، قرآن شریف اور مسجدوں کی بے حرمتی کرنا اور طرح طرح کی ایذائیں سب اس کے مکذب ہیں، ان سب سے قطع نظر کیجئے تو یہ تفرقہ قرآن پاک کی کثیر آیتوں کے خلاف ہے جو اوپر مذکور ہو چکیں، اور جو اس سے زیادہ ہیں کہ مختصر میں جمع کی جائیں آیۂ کریمہ

لَا یَنْھٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ ...... وَلَمْ یُخْرِجُوْکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ اَنْ تَبَرُّوْھُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَیْھِمْ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ط	اللہ تمہیں ان سے منع نہیں کرتا جو تم سے دین میں نہ لڑے اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہ نکالا کہ ان کے ساتھ احسان کرو اور ان سے انصاف کا برتاؤ برتو بیشک انصاف والے اللہ کو محبوب ہیں:

اس موقع پر استدلال میں پیش کرنا مستدل کی فاحش غلطی ہے اس لیے کہ اول تو یہ آیت جس معنی پر مستدل کو نفع دے سکے منسوخ ہے، تفسیر جلالین میں ہے:

وھذا قبل الامر بالجہاد۔ یہ حکم جہاد سے قبل تھا (تفسیر جلالین ص۴۵۵)

علامہ عبدالرحمٰن بن محمد دمشقی رسالہ ناسخ و منسوخ لکھتے ہیں:

سورۃ الممتحنۃ فیھا من المنسوخ ثلثۃ احکام الحکم الاول قولہ تعالٰی لا ینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین الی قولہ تعالٰی ان اللہ یحب المقسطین نسخ بقولہ تعالٰی اقتلوا المشرکین۔	سورۂ ممتحنہ میں تین حکم منسوخ ہیں حکم اول لا ینھاکم تا مقسطین آیہ اقتلوا المشرکین سے منسوخ ہوا

Marfat.com

تفسیر کبیر میں ہے

وقال قتادة نسخها اٰیة القتال قتادہ نے کہا کہ اس کو آیت قتال نے منسوخ کیا۔ (تفسیر کبیر جلد ٨ صفہ ١٩)

اور بالفرض اگر آیت منسوخ نہ ہو تو بھی اس سے یہ استدلال کسی طرح درست نہیں، کیونکہ اَلَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْکُمْ سے کفار ہی مراد ہوں، اس پر کوئی دلیل قاطع نہیں ہے۔

(١) اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ اس سے اہل عہد مراد ہیں۔ جنہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ترک قتال و مظاہرہ پر عہد کیا تھا اور یہ قوم خزاعہ تھی۔ اس آیت میں حضور کو حکم کیا گیا کہ اس معاہدہ کی مدت تک وفا فرمائیں، یہ قول ابن عباس اور مقاتلین اور کلبی کا ہے۔

(٢) مجاہد کا قول ہے کہ وہ لوگ مراد ہیں، جو مکہ مکرمہ میں ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت نہیں کی۔

(٣) اور کہا گیا ہے کہ وہ عورتیں اور بچے ہیں۔

(٤) حضرت عبداللہ بن زبیر سے مروی ہے کہ یہ آیت اسماء بن ابی بکر (رضی اللہ عنہم) کے حق میں نازل ہوئی جن کے پاس ان کی والدہ بحالت شرک ہدیہ کے طور پر چند چیزیں لیکر آئی تھیں اور انہوں نے نہ ان کا ہدیہ قبول کیا نہ انہیں گھر میں داخل ہونے کی اجازت دی۔ حضور نے ان کو حکم فرمایا کہ ہدیہ قبول کریں اور انہیں گھر میں داخل ہونے دیں اور ان کے ساتھ احسان و اکرام کریں۔

(٥) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بنی ہاشم کی ایک قوم مراد ہے۔

Marfat.com

(۶) حسن سے مروی ہے کہ مسلمانوں نے حضور سرورِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنے مشرک رشتہ داروں کے ساتھ صلہ و احسان کی اجازت چاہی، بہرحال اقوال بہت ہیں، و الکل فی التفسیر الکبیر۔ اس پر جزم کر لینا کہ آیت من الذین سے کفار ہی مراد ہیں کس طرح ممکن ہے جائز ہے کہ وہ کافر مراد ہوں جو لڑنے کے قابل نہیں جیسے عورتیں بچے بوڑھے چنانچہ مفسرین کے یہ تمام اقوال ملتے ہیں۔

اور فرض کرو کہ کافر ہی مراد ہیں تب بھی استدلال صحیح نہیں کہ مراد کفار معاہدین ہیں، کیونکہ آیت سے ان کے ساتھ بر و اقساط ثابت ہوگا اور وہ ان سے ترک موالات کے منافی نہیں نہ اس سے موالات کا جواز لازم آتا ہے، موالات ممنوع ہونے پر بھی ان کے ساتھ بر و اقساط ممکن ہے، ماحاصل آیت سے یہ ثابت کرنا کہ ہنود سے غیر محارب ہونے کی وجہ سے موالات جائز ہے کسی طرح صحیح نہیں۔

تفسیر روح البیان میں ہے۔

کان الظاهر من امر المقابلة فی الآیتین ان یقال فی الاولی ان تتولوهم کما فی الثانیة او بالعکس ویقال فی الثانیة ان تبروهم کما فی الاولی او یذکر کل منهما فی کل من الآیتین لکن الدلائل العقلیة والشواهد النقلیة دلتا علی ان موالاة الکافر غیر جائزة مطلقا

دونوں آیتوں میں جو مقابلہ ہے اس کے لحاظ سے ظاہر یہ تھا کہ پہلی آیت میں ان تبروھم فرمایا جاتا اور دوسری میں پہلی کی طرح ان تتولوھم فرمایا جاتا۔ یا ہر ایک کو دونوں آیتوں میں ذکر کیا جاتا لیکن دلائل عقلیہ شواہد نقلیہ اس پر دال ہیں کہ کافر کی موالات ناجائز ہے خواہ وہ مقاتل

Marfat.com

کان او غیرہ بخلاف المبرۃ فانہا جائزۃ لغیر المقاتل غیر جائزۃ لغیر المقاتل غیر جائزۃ للمقاتل کالموالاۃ۔

ہو یا غیر مقاتل بخلاف مبرۃ کے کیونکہ غیر مقاتل کے لیے جائز اور مقاتل کے لیے یہ بھی موالات کی طرح ناجائز ہے۔

ان عبارات سے ظاہر ہوا کہ کافر سے مطلقاً موالات ممنوع ہے، عام ازیں کہ وہ محارب ہو یا غیر محارب، یہ مضمون آیات کثیرہ سے ثابت ہے۔

آیت - یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا یَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ۔

اے ایمان والو غیروں کو اپنا راز دار نہ بناؤ، وہ تمہاری برائی میں گر کمی نہ کریں گے

تفسیر خازن میں اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

وقیل المراد بهذه جمیع اصناف الکفار ویدل علی صحۃ هذا القول معنی الآیۃ لان اللہ تعالیٰ قال لا تتخذوا بطانۃ من دونکم فمنع المومنین ان یتخذوا بطانۃ من دون المومنین فیکون ذلک عن جمیع الکفار۔

کہا گیا اس سے کفار کے جمیع اصناف مراد ہیں اور اس قول کی صحت پر آیت کے معنی دلالت کرتے ہیں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ لا تتخذوا بطانۃ من دونکم تو مومنین کو غیروں کے راز دار بنانے سے منع فرمایا یہ تمام کفار کے لیے ممانعت ہوئی۔ (خازن جلد ۱ صفحہ ۲۴۵)

آیت: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِیْعُوا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یَرُدُّوْكُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ ط ۔

اے ایمان والو اگر تم کافروں کے کہے پر چلے تو وہ تمہیں الٹے پاؤں پلٹا دیں گے پھر ٹوٹا اٹھا کے پلٹ جاؤ گے۔

Marfat.com

تفسیر مدارک میں اس آیت کے تحت مسطور ہے

قیل ھو عام فی جمیع الکفار وعلی المؤمنین ان یجانبوھم ولایطیعوھم فی شئ حتی لایتجبر واھم الی مرافقتھم۔

کہا گیا کہ یہ تمام کفار کے حق میں عام ہے اور مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان سے علیحدہ رہیں کسی بات میں ان کا کہا نہ مانیں تاکہ وہ انہیں اپنی موافقت پر مجبور نہ کریں۔ (تفسیر مدارک جلد ا صفحہ ۲۹۱)

تفسیر کبیر میں یاایھا الذین امنوا لاتتخذوا ولیجۃ من دونکم الایۃ کی تفسیر میں ہے

اعلم انہ تعالیٰ نھی فی الایۃ المتقدمۃ عن اتخاذ الیھود و النصاریٰ اولیاء و ساق الکلام فی تقریرہ ثم ذکر ھھنا النھی العام عن موالاۃ جمیع الکفار وھو ھذہ الایۃ۔

جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلی آیت میں یہود و نصاریٰ کو دوست بنانے سے ممانعت فرمائی اور اس کی تقریر میں کلام جاری فرمایا پھر یہاں تمام کفار سے موالات کی عام ممانعت فرمائی۔

ان آیات وعبارات سے معلوم ہوا کہ کفار حربی ہوں۔ خواہ غیر حربی جنگجو ہوں یا نہ ہوں سب سے موالات ممنوع اور انقطاع واجب ہے۔ حتیٰ کہ اگر وہ اعوان وانصار ونہیر ومددگار بنکر آئیں تو بھی ان کے ساتھ موالات ناجائز اور مجانبت واجب ہے اور ان کی نصرت وامداد نا مقبول۔

آیت: لایتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین

مومن ایمان والوں کو چھوڑکر کافروں کو دوست نہ بنائیں۔

تفسیر مدارک میں ہے

عن ان یوالی الکافرین بقرابۃ

کفار سے موالات اور دوستی سے

Marfat.com

بینہم او الصداقۃ قبل الاسلام او غیر ذلک۔

مسلمانوں کو ممانعت کی گئی خواہ دوستی کسی قرابت کی وجہ سے ہو یا اسلام سے پہلی رسم و راہ کی وجہ سے (تفسیر مدارک جلد ا صفحہ ۲۲۷)

تفسیر خازن میں ہے :

قیل ان عبادۃ بن الصامت کان لہ خلفاء من الیھود فقال یوم الاحزاب یا رسول اللہ ان معی خمسمائۃ من الیھود قد رأیت ان استظھر بھم علی العدو فنزلت ھذہ الایۃ وقولہ لا یتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء یعنی انصاراً و اعوانا من دون المؤمنین والمعنی لا یجعل المؤمن ولایتہ لمن ھو غیر مؤمن نھی اللہ المؤمنین ان یوالوا الکفار و یلاطفوھم لقرابۃ بینھم او محبۃ او معاشرۃ والمحبۃ فی اللہ والبغض فی اللہ باب عظیم و اصل من اصول الایمان

کہا گیا ہے کہ عبادہ بن صامت کے یہود میں حلفا تھے عبادہ رضی اللہ عنہ نے جنگ احزاب کے روز حضور سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ پانچ سو یہود ہیں اور میں مناسب سمجھتا ہوں کہ دشمن کے مقابلہ میں ان سے مدد لوں - پس یہ آیت نازل ہوئی اور لا یتخذ المؤمنون الکافرین اولیا کے معنی یہ ہیں کہ مومن کفار کو اعوان و انصار نہ بنائیں اور مسلمانوں کے سوا کسی کو یار و مددگار نہ ٹھہرائیں مطلب یہ کہ مومن کے ولاء و دوستی غیر مومن کے لیے نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے

مومنین کو کفار کی موالات اور ان کے ساتھ ملاطفت سے منع فرمایا خواہ کسی قرابت و رشتہ داری کی وجہ سے اور اللہ کے لیے دوستی اور اسی کے لیے دشمنی ایمان کے اصول میں سے بڑی اصل ہے۔ (تفسیر خازن جلد ا صفحہ ۲۲۷)

Marfat.com

تفسیر خازن میں آیہ لا تتخذوا منھم ولیا ولا نصیرا کے تحت میں ہے

یعنی ینصرکم علی اعدائکم لانھم اعداء۔ (تفسیر خازن جلد ۱ ص ۳۸۶)

یعنی کفار کو ایسا مددگار نہ بناؤ کہ وہ تمہارے دشمنوں پر تمہاری مدد کریں کیونکہ وہ دشمن ہیں۔

مدارک شریف میں اسی آیت کے تحت میں فرمایا۔

وان بذلوا لکم الولایۃ والنصرۃ فلا تقبلوا منھم (تفسیر مدارک جلد ۱ ص ۳۷۶)

اگر وہ تمہارے لیے ولایت و نصرت صرف کریں تو ان سے قبول نہ کرو۔

تفسیر کبیر میں انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الایہ کی تفسیر میں ہے

لاشک ان الولایۃ المنھی عنھا ھی الولایۃ بمعنی النصرۃ۔ جلد ۳ ص ۶۲۰

اس میں شک نہیں کہ ولایت ممنوعہ ولایت بمعنی نصرت ہی ہے،

کچھ آگے چل کر فرماتے ہیں۔

انما ذکر اللہ ھذہ الکلام طیبا لقلوب المؤمنین وتعریفا لھم بانہ لا حاجۃ بھم الی اتخاذ الاحباب والانصار من الکفار وذالک لان من کان اللہ ورسولہ ناصرا لہ ومعینا لہ فای حاجۃ بہ الی طلب النصرۃ والمحبۃ من الیھود والنصاریٰ۔ تفسیر کبیر جلد ۳ ص ۶۲۰

اللہ تعالیٰ نے یہ کلام اس لیے ذکر فرمایا کہ مومنین کے قلوب کو مسرت حاصل ہو اور ان کو معلوم کرائی جائے کہ انہیں کفار کو یار و مددگار بنانے کی ضرورت و حاجت نہیں ہے کیونکہ اللہ و رسول جس کے ناصر و مددگار ہوں، اس کو یہود و نصاریٰ سے مدد چاہنے اور محبت کرنے کی کیا حاجت،

پھر اسی تفسیر میں فرماتے ہیں:

والمراد ان اللہ تعالیٰ امر المسلمان

مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان

لایتخذ الحبیب و الناصر الامن المسلمین (تفسیر کبیر جلد ۱ ص ۶۲۲) اور آگے چل کر فرماتے ہیں۔

کو حکم فرمایا کہ دوست اور مددگار نہ بنائے مگر مسلمان کو۔

فلا تتخذوھم اولیاء والنصار واحبا بافات ذلک لالامر الخارج عن العقل و المروأۃ۔

تم انہیں اولیا اور یار و مددگار نہ بناؤ کیونکہ یہ ایسا ہے جیسے کوئی بات عقل و مروت سے خارج ہو۔ (تفسیر کبیر جلد ۳ ص ۶۲۳)

کفار غیر محارب کفار تو ہیں دوستی و موالات اتباع اہل بدعت اور فساق و فجار سے بھی ممنوع ہے۔

تفسیر خازن میں لاتقعد وا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ کی تفسیر میں فرمایا۔

قال ابن عباس دخل فی ھذہ الاٰیۃ کل محدث فی الدین و کل مبتدع الی یوم القیمۃ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس آیت میں قیامت تک کے بدعتی داخل ہیں۔ (تفسیر خازن جلد ۱ ص ۴۲۱)

تفسیر کبیر میں آیۂ لاتتخذوا قوما کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

فالاٰیۃ زجر عن التودد الی الکفار و الفساق عن النبی صلی اللہ علیہ و سلم انہ کان یقول اللھم لاتجعل لفاجر ولا لفاسق عندی نعمۃ فانی وجدت فیما اوحیت لاتجد قوما الی اٰخرہ۔

آیت میں کفار و فساق کی دوستی و محبت سے بزجر منع کیا گیا ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے حضور یوں دُعا فرماتے تھے۔ یارب مجھ پر کسی فاجر و فاسق کا احسان مت رکھ کہ میں نے قرآن پاک میں یہ آیت پائی ہے لاتجد الایہ (تفسیر کبیر جلد ۹ ص ۱۸۱)

تفسیر روح البیان میں ہے:

و ینبغی ان یعلم ان المومن کما یلزم لہ ان یقطع الموالات عن الکفار کذالک یقطع ذالک عن الاقرباء الفجار۔	جاننا چاہیئے جیسا کہ مومن پر کفار سے قطع موالات لازم ہے ایسا ہی بدکار فاجر رشتہ داروں سے بھی مقاطع ضروری ہے۔

اسی روح البیان میں ہے:

عن سھل بن عبد اللہ التستری قدس سرہ من صحح ایمانہ فانہ لا یانس الی مبتدع ولا یجالسہ ولا یواکلہ ولا یشاربہ ولا یصاحبہ و یظھر من نفسہ العداوۃ و البغضاء۔ (تفسیر روح البیان جلد ۴ ص ۴۷۵)	سہل بن عبد اللہ تستری قدس سرہ سے منقول ہے جس نے اپنا ایمان درست کر لیا، اس کو اہل بدعت سے انس نہ ہوگا نہ وہ اس کے ساتھ ہمنشینی کرے نہ اس کا ہم نوالہ وہم پیالہ ہو نہ اس سے یارانہ کرے اور اس

سے نفرت وعداوت ظاہر کرے گا۔

اسی تفسیر میں ہے:

ینبغی المؤمن الکامل ان ینقطع عن صحبۃ الکفار والفجار واھل البدع والاھواء وارباب الغفلۃ والانکار	مومن کامل کو چاہیئے کہ کفار وفجار اور اہل بدع وہوا، اور ارباب غفلت وانکار کی صحبت سے انقطاع

کرے۔ (تفسیر روح البیان جلد ۱ ص ۵۸۵)

تفسیر احمدی میں ہے:

ان القوم الظالمین یعم المبتدع والفاسق والکافر والقعود مع	قوم ظالم مبتدع اور فاسق وکافر سب کو عام ہے اور سب کیساتھ

کلھم ممتنع - تفسیر احمدی صث ۳۰۸ | بیٹھنا ممنوع ہے،

جبکہ مبتدع اور فاسق وفاجر کے ساتھ بھی موالات ممنوع ہے تو کافر کے ساتھ ممنوع ہونے میں کیا تامل ہے، کافر غیر محارب کافر تو ہے، اس سے ترک موالات کوئی تعجب کی بات نہیں، شریعت مطہرہ فاسق مومن سے بھی ترک موالات کا حکم فرماتی ہے، اور ہنود تو مشرک و بُت پرست ہونے کی وجہ سے بدترین کفار میں سے ہیں۔ تفسیر خازن میں تحت آیہ یاایھا الذین امنوا لاتتخذوا الذین اتخذوا دینکم ھزوا الایہ فرمایا -

انما فصل بین اھل الکتاب والکفار وان کان اھل الکتاب من الکفار لان کفر المشرکین من عبدۃ الاصنام اغلظ و افحش من کفر اھل الکتاب۔ (تفسیر خازن جلد ا صث ۴۷۵)

اہل کتاب اور کفار کا جدا جدا ذکر فرمایا اگرچہ اہل کتاب داخل کفار ہیں اس لیے کہ مشرکین بت پرستوں کا کفر اہل کتاب کے کفر سے اغلظ و افحش ہے۔

اب ظاہر باہر ہو گیا کہ ہنود سے بھی ترک موالات فرض ہے، اور آیت لا ینھٰکم اللہ الایہ سے کفار غیر محاربین کے ساتھ جواز موالات ثابت کرنا باطل محض ہے، ہنود نہ تو غیر محارب ہیں نہ ذمی، بلکہ وہ اہل کتاب سے بدرجہا بدتر ہیں ان سے موالات درکنار بر و احسان بھی جائز نہیں، کیونکہ آیت ممتحنہ سے اگر بر و احسان کا جواز ثابت ہوتا ہے تو ذمی کے لیے، نہ کہ حربی کے لیے۔ تفسیرات احمدیہ میں ہے:

الاولی فی جواز الاحسان الی الذمی والثانیۃ فی عدم الموالات بالحربی - | پہلی آیت ذمی کے ساتھ جواز احسان کے بیان میں ہے اور دوسری اس کے عدم جواز میں حربی کے ساتھ۔ (تفسیر احمدی صث ۵۰۲) -

Marfat.com

اور موالات تو کسی کافر کے ساتھ جائز نہیں، حربی ہو یا غیر حربی اس مدعا پر آیات کثیرہ پیش ہو چکی ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔آیت ممتحنہ میں جواز موالات پر کوئی دلالت نہیں، تفاسیر کی عبارتیں گزر چکیں، موالات تو کجا کفار سے خواہ وہ غیر محارب بلکہ ذمی سے بے ضرورت سلام تک جائز نہیں، چہ جائیکہ موالات۔ تفسیرات احمدیہ میں ہے:

عن ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ لا۔۔۔ بالسلام فی کتاب ولا فی غیرہ وعن ابی یوسف رحمہ اللہ لاتسلم علیہم ولا تصافحہم۔ (تفسیر احمدی صفحہ ۲۲۹)

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ کافر ذمی سے خط وغیرہ میں ابتدا السلام جائز نہیں اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ان پر سلام نہ کرو نہ ان سے مصافحہ کرو۔

جب سلام و مصافحہ بھی جائز نہیں تو موالات کہاں سے جائز ہو گئی، شریعت مطہرہ نے نکاح تک میں مسلمانوں پر کافر کی خواہ وہ کوئی بھی ہوں ذمی یا غیر ذمی شہادت تو جائز نہیں رکھی (ہدایہ صفحہ ۲۸۶ میں ہے)

ولا بد من اعتبار السلام فی انکحۃ المسلمین لانہ لاشہادۃ للکافر علی المسلم۔

مسلمانوں کے نکاحوں میں اسلام کا اعتبار ضروری ہے کیونکہ مسلمانوں پر کافر کی گواہی جائز نہیں۔

نیز ہدایہ میں ہے:

لا ولایۃ الکافر علی مسلم لقولہ تعالی ولن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا ولھذا لاتقبل شہادتہ علیہ۔ (ہدایہ صفحہ ۲۹۸)

کافر مسلمانوں کا ولی نہیں ہو سکتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہرگز اللہ تعالیٰ کافروں کے لیے مسلمانوں پر راہ نہ کریگا۔ اسی لیے مسلمان پر

Marfat.com

کافر کی گواہی قبول نہ کی جائے گی۔

اگر اس مسئلہ میں عبارات فقہیہ کا التزام کیا جائے تو بہت زیادہ ہوں، لہذا میں اسی قدر پر اکتفا کر کے کلام ختم کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ بنی نوع کو قبول حق کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ

محمد والہ واصحابہ اجمعین

کتبہ العبد المعتصم بذیل سید المرسلین محمد

نعیم الدین المراد آبادی غفرلہ — ولوالدیہ

یہ تھا تحریک پاکستان کا پہلا تعمیری قدم

غیر مسلموں سے اختلاط و ارتباط محبت و موالات پر سیدی صدر الافاضل قدس سرہٗ کا جامع و بسیط مقالہ آپ نے ملاحظہ فرما لیا اور یہ بات بھی واضح طریق پر معلوم ہو گئی کہ غیر مسلموں سے دوستی و موالات تک جائز نہیں تو ان کو سیاست میں شریک کار اور معاملات میں دخیل کا بنانا کہاں جائز ہوگا؟

اب تقریباً چالیس برس پہلے یہ مسلمانوں کو دو قومی نظریہ کا سبق پڑھایا اور ان کو ہندوؤں اور غیر مسلموں سے جدا رہنے کا ارشاد فرمایا گیا تو اب آزادیٔ ہند حصول پاکستان یا اکھنڈ بھارت کے لیے ان سے اتحاد و داد کیسے جائز ہوگا؟ پاکستان کی تعمیری بنیاد گویا سب سے پہلے مسلمانان ہند کے لیے سیدی صدر الافاضل قدس سرہٗ نے رکھی، جب مسلم لیگ نے دو قومی نظریہ کی بنیاد پر تحریک پاکستان کا نعرہ بلند کیا تو وہی لوگ اس نعرہ کے

حامی و مددگار بنے جو شروع سے اس اختلاط وارتباط سے مجتنب تھے علماءِ اہلسنت وجماعت ہی کی مساعی جمیلہ تھی کہ پاکستان کی تحریک کے وقت نظریۂ پاکستان کی صدقِ دل سے مسلمانوں نے متحدہ کوشش کی مگر یہ اختلاط و ارتباط کے حامی اور ہندوؤں کے ساتھ مخلوط کوشش کرنے والے خدا اور رسول کے باغی اور ملت کے غدار مسلمان اور ملا تو آخر وقت تک وطنیت پرستی کا ہی نعرہ لگاتے رہے اور آج بھی اس نظریہ کے اکثر و بیشتر حامی ملا وعوام پاکستان کے سخت دشمن ہیں اور ہندوؤں، غیر مسلموں کی جے پکارتے ہیں۔ اکھنڈ بھارت کے شرمندہ تعبیر نہ ہونے والے خواب دیکھتے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ ان کی ہدایت فرمائے۔ اب میں دیگر اعاظم و اکابر علماءِ اہلسنت کی تحریرات پیش کرتا ہوں، جنہوں نے گاندھی گردی کی آندھی اور خلافت کمیٹی کی فتنہ پردازی کے موقع پر مسلمانوں کو راہِ ہدایت دکھائی تھی

اعلیحضرت مجددِ ماتہ حاضرہ اور ترکوں کی حمایت
مسلمانوں کیلئے مفید مشورے

چنانچہ گزشتہ جنگ عظیم میں ترکوں پر اندوہناک مصائب اور دشمنانِ اسلام کے ظالمانہ طرزِ عمل نے مسلمانانِ عالم میں ایسی بے چینی پیدا کر رکھی تھی کہ اس کو ضبطِ تحریر میں نہیں لایا جاسکتا۔

مگر افسوس کہ ــــ در طبیعتیں ترکی کی اعانت اور مقاماتِ مقدسہ کی حمایت کے پردے میں خاصانِ خدا کو اپنے حسد وعناد کا آلہ بنا کر بدنام کرنا چاہتے تھے، چنانچہ اعلیحضرت مجددِ ماتہ حاضرہ قدس سرہٗ اور دیگر علماءِ اہلسنت کی نسبت وہ وہ بہتان والزام تراشیاں کیں کہ العظمۃ اللہ۔

Marfat.com

کبھی کہا گیا کہ ان کو سلطنت ترکیہ سے کوئی ہمدردی نہیں اور کبھی گیا کہ وہ انگریزوں سے تنخواہ پاتے ہیں لاحول ولاقوۃ الا باللہ کبھی کہا گیا کہ اعلیحضرت ترک موالات کے مخالف ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ترک موالات کا سبق انہیں سے سیکھا تھا، لیکن حسد در انہیں پر غراتے تھے اس کا وبال ان پر یہ رہا کہ ترک موالات کے مسئلہ میں منہ کے بل گرتے رہے، اور جو راہ عمل بھی بنائی وہ غلط ہی رہی۔

ایسے خطرناک دور میں اعلیحضرت قدس سرہٗ کی ایک تحریر منیر اخبار "دبدبہ سکندری" رامپور نمبر ۱۷ جلد ۴۵ ۱۳۳۱ھ میں شائع ہوئی بعد کو سیدی صدر الافاضل نے "السواد الاعظم" جلد ۴ ۱۳۳۹ھ میں شائع کی، جس میں اعلیحضرت نے مسلمانان ہند کی حالت اور بائیکاٹ کے متعلق اپنی رائے مبارک اور مسلمانوں کے طرز عمل کے متعلق چار مخصوص مفید باتوں کی ہدایت فرمائی اور سلطنت ترک کی امداد کی ترغیب دی۔ اس سے اعلیحضرت قدس سرہ کے جذبات صادقہ اور وسعت نظر کا پتہ چلتا ہے۔ کاش اگر اس وقت سے ان ہدایات پر عمل کیا گیا ہوتا تو آج مسلمان بہت کامیاب ہو چکے ہوتے۔ اب بھی ان ارشادات کو دستور العمل بنائیں تو مسلمانوں کا تشتت و افتراق اور ان کی بے بسی کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ افادہ عوام کے لئے اعلیحضرت قدس سرہٗ کی وہ تحریر من وعن نقل کی جاتی ہے۔ جو ملک التجار حاجی لعل خاں صاحب کلکتہ کے مکتوب ۱۹ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ کے جواب میں ہے۔

مکتوب حاجی لعل خاں صاحب مرحوم

بسم قبلہ و کعبہ حضرت مرشدی و مولائی دام ظلکم العالی تنائے

قدمبوسی کے بعد مؤدبانہ گزارش المؤیدین کے پرچے برائے ملاحظہ مرسل ہیں، ارشاد ہو کہ آج کل مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیئے اور امداد ترک کا کیا طریقہ ہے۔

الجواب

ملاحظہ مکرم ذوالکرم حامیٔ سنت ماحی بدعت برادر طریقت حاجی معین خانصاحب دام مجدہم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ امویدکے چھ پرچے آئے۔ انہیں بالاستیعاب دیکھا گمان یہ تھا کہ شاید کوئی خبر خوشی کی ہو۔ مگر اس کے برعکس اس میں رنج و ملال کی خبریں تھیں۔ بے گناہ مسلمانوں پر جو مظالم گزرے ہیں اور سلطنت ان کی حمایت نہیں کرسکتی صدمہ کے لئے کیا کم تھے کہ اس سے بھی بڑھ کر ترکوں کی اس تازہ تبدیل روش کا ذکر تھا۔ جس نے میرے خیال کی تصدیق کردی ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم۔ بیشک اللہ کسی قوم کو گردش میں نہیں ڈالتا۔ جبتک وہ اپنی حالت خود نہ بدل ڈالیں اللہ اکرام الاکرمین اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل سے ہماری اور ہمارے اسلامی بھائیوں کی آنکھیں کھولے۔ اصلاح قلوب و احوال فرمائے۔ خطاؤں سے درگزر کرے۔ غیب سے اپنی مدد اتارے۔ اسلام و مسلمین کو غلبہ قاہرہ دے آمین الٰہ الحق آمین۔ و حسبنا اللہ و نعم الوکیل۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مگر بے دل نہ چاہیئے۔ لا تیأسوا من روح اللہ انہ لا ییأس من روح اللہ الا القوم الکفرون۔ اللہ واحد قہار غالب علی کل غالب اس دین کا حافظ و ناصر ہے و کان حقا علینا نصر المومنین

Marfat.com

وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین۔ حضور سیدنا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لاتزال طائفۃ من امتی ظاہرین علی الحق لا یضرہم من خذلہم ولا من خالفہم حتی یأتی امر اللہ وہم علی ذٰلک غالباً یہاں امر اللہ وہ وعدہ صادقہ ہے جس میں سلطان اسلام شہید ہو جائیں گے اور روئے زمین پر اسلامی سلطنت کا نام نہ رہے گا۔ تمام دنیا میں نصاریٰ کی سلطنت ہوگی۔ اگر معاذ اللہ وہ وقت آ گیا ہے۔ جب تو کوئی چارہ کار نہیں۔ شاقی ہو کر رہے گی، مگر وہ چند ہی روز کے واسطے ہے، اس کے متصل ہی حضرت امام مہدی کا ظہور ہوگا۔ پھر سیدنا روح اللہ عیسیٰ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام نزول اجلال فرمائیں گے، اور کفر تمام دنیا سے کافور ہوگا، تمام روئے زمین پر ملت، ایک ملت اسلام ہوگی، اور مذہب ایک مذہب اہل سنت، غیب کا علم اللہ عزوجل کو ہے، پھر اس کی عطا سے اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو، مگر فقیر جہاں تک نظر کرتا ہے ابھی وہ وقت نہیں آیا، اگر ایسا ہے تو ضرور نصرت الٰہیہ نزول فرمائے گی، اور کفار ملاعنہ کردار کو پہنچیں گے۔ بہرحال بندگی بیچارگی، دعا کے سوا کیا چارہ ہے، وہی جو ہمارا رب ہے ہماری حالت پر رحم فرمائے، اور اپنی نصرت اتارے، یہی جھٹکے جو پہنچ رہے ہیں انہی پر زُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا کا ختم فرما دے اور اَلَا اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ کی بشارت سنا دے وَحَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ۔

آپ پوچھتے ہیں کہ مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیئے؟ اس کا جواب میں کیا دے سکتا ہوں اللہ عزوجل نے تو مسلمانوں کی جان و مال جنت کے عوض خرید لئے ہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَہُمْ وَاَمْوَالَہُمْ بِاَنَّ لَہُمُ الْجَنَّۃَ مگر ہم لوگ مبیع سپرد کرنا نہیں چاہتے۔ بمنزلہ ہمارے کم ہمت نا مرد ہیں یہ طاقت کہاں کہ وطن و مال و اہل و عیال چھوڑ کر میدان کو جائیں، اور

میدان میں مسلمانوں کا ساتھ دیں، مگر مال تو دے سکتے ہیں، اسکی بھی حالت سب آنکھوں دیکھ رہے ہیں، وہاں مسلمانوں پر یہ کچھ گزر رہی ہے، یہاں وہی جلسے ہیں، وہی رنگ، وہی تھیٹر، وہی سینما، وہی امنگ، وہی تماشے وہی بازیاں، وہی غفلتیں، وہی فضول خرچیاں، ایک بات کو بھی کمی نہیں ابھی ایک شخص نے ایک دنیاوی خوشی کے نام سے پچاس ہزار روپئے دیئے، ایک عورت نے ایک چنیں وچناں جبر گر کو پچاس ہزار روپے دیئے، ایک رئیس نے ایک کالج کو ڈیڑھ لاکھ روپے دیئے، اور یونیورسٹی کے لیے تو تیس لاکھ روپے سے زائد جمع ہوگیا، ایک رات میں ہمارے اس مفلس شہر سے اس کے لیے چھبیس ۲۶ ہزار روپے چندہ ہوا، بمبئی میں ایک کم درجہ کے شخص نے صرف ایک کوٹھری چھبیس ۲۶ ہزار روپے کو خریدی، فقط اسلیے کہ اسکے وسیع مکانِ سکونت سے ملحق تھی، جسے میں بھی دیکھ آیا ہوں، اور مظلوم اسلام کی مدد کے لیے جو کچھ جوش دکھائے جا رہے ہیں آسمان سے بھی اونچے ہیں، اور جو عملی کارروائی ہو رہی ہے زمین کی تہ میں ہے پھر کس بات کی امید کیجائے، بڑی ہمدردی یہ نکالی ہے کہ یورپ کے مال کا بائیکاٹ ہو۔ میں اسے پسند نہیں کرتا، نہ ہرگز مسلمانوں کے حق میں کچھ نافع پاتا ہوں اوّل تو یہ کہنے ہی کے الفاظ ہیں، نہ اس پر اتفاق کرینگے نہ ہرگز اس کو نباہیں گے اس عہد کے پہلے توڑنے والے جنٹلمین حضرات ہی ہونگے، جنکی گزر بغیر یورپین اشیاء کے نہیں، یہ تو سارا یورپ ہے، پہلے صرف اٹلی کا بائیکاٹ ہوا تھا، اُس پر کتنوں نے عمل کیا، اور کتنے دن نباہا، پھر اس سے یورپ کو ضرر بھی کتنا اور ہو بھی تو کیا فائدہ؟ کہ وہ سَو ترکیبوں سے اس سے دس گنا وہ ضرر پہنچا سکتے ہیں لہٰذا ضرر رسانی کا ارادہ صرف وہی مثل ہے کہ کمزور اور پٹنے کی نشانی۔ بہتر ہے کہ مسلمان اپنی سلامت روی پر قائم رہیں، کسی شریر قوم کی چال نہ سیکھیں

اپنے اوپر مفت کی بدگمانی کا موقع نہ دیں۔ ہاں اپنی حالت سنبھالنا چاہتے تو ان لڑائیوں ہی پر کیا موقوف تھا، ویسے ہی چاہیئے تھا کہ اولاً باستثنا ان معدود باتوں کے جن میں حکومت کی دست اندازی ہو اپنے تمام معاملات اپنے ہاتھ میں لیتے، اپنے سب مقدمات اپنے آپ فیصل کرتے، یہ کروڑوں روپے جو اسٹامپ و وکالت میں گھسے جاتے ہیں، گھر کے گھر تباہ ہو گئے اور ہوتے جاتے ہیں محفوظ رہتے۔ ثانیاً اپنی قوم کے سوا کسی سے کچھ نہ خریدتے کہ گھر کا نفع گھر میں رہتا، اپنی حرفت وتجارت کو ترقی دیتے کہ کسی چیز میں کسی دوسری قوم کے محتاج نہ رہتے، یہ نہ ہوتا کہ یورپ وامریکہ والے چھٹانک بھر تانبا کچھ صناعی کی گڑھت کر کے گھڑی وغیرہ نام رکھ کر آپ کو دے جائیں اور اسکے بدلے پاؤ بھر چاندی آپ سے لیجائیں۔ ثالثاً بمبئی کلکتہ، رنگون، مدراس، حیدرآباد وغیرہ کے تونگر مسلمان، اپنے بھائی مسلمانوں کے لیے بینک کھولتے، سود شرع نے حرام قطعی فرمایا ہے، مگر اور صدہا طریقے نفع لینے کے حلال فرمائے ہیں جن کا بیان کُتبِ فقہ میں مفصل ہے، اور اسکا ایک نہایت آسان طریقہ کتاب "کفل الفقیہ الفاھم" میں چھپ چکا ہے، ان جائز طریقوں پر نفع بھی لیتے کہ انھیں بھی فائدہ پہنچتا، انکے بھائیوں کی بھی حاجت بر آتی بلکہ دن جو مسلمانوں کی جائدادیں جو بنیوں کی نذر ہوئی چلی جاتی ہیں ان سے بھی محفوظ رہتے اگر مدیون کی جائداد دبی لیجاتے تو مسلمان ہی کے پاس رہتی، یہ تو نہ ہوتا کہ مسلمان ننگے، اور بنیے چنگے۔ رابعاً سب سے زیادہ اہم سب کی جان، سب کی اصل اعظم وہ دین متین تھا جس کی رسی مضبوط تھامنے نے اگلوں کو ان مدارج عالیہ پر پہنچایا چاردانگِ عالم میں انکی ہیبت کا سکہ بٹھایا، نانِ شبینہ کے محتاجوں کو بلند تاجوں کا مالک بنایا، اور اسی کے چھوڑنے نے پچھلوں کو یوں چاہِ ذلت میں گرایا فانا للّٰہ وانا الیہ راجعون ولاحول ولاقوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم۔

Marfat.com

دینِ متین، علمِ دین کے دامن سے وابستہ ہے، علمِ دین سیکھنا، پھر اس پر عمل کرنا اپنی دونوں جہان کی زندگی جانتے' وہ انھیں بتا دیتا کہ اندھو! جسے ترقی سمجھ رہے ہو سخت تنزل ہے، جسے عزت جانتے ہو اشد ذلت ہے۔ مسلمان اگر یہ چار باتیں کر لیں، تو انشاء اللہ العزیز آج انکی حالت سنبھل جاتی ہے۔ آپ کے سوال کا جواب تو یہ ہے، مگر یہ تو فرمائیے کہ سوال و جواب سے حاصل کیا؟ جب کوئی اس پر عمل کرنیوالا نہ ہو، عمل کی حالت ملاحظہ ہو:۔

اوّل تو یہ عمل ہے کہ گھر کے فیصلہ میں اپنے دعوے سے کچھ بھی کمی ہو تو منظور نہیں۔ اور کچہری جا کر اگرچہ گھر کی بھی جائے ٹھنڈے دل سے پسند۔ گرہ گرہ زمین پر طرفین سے دو دو ہزار لگ جاتے ہیں۔ کیا آپ ان حالتوں کو بدل سکتے ہیں فھل انتم منتھون

دوم کی یہ کیفیت کہ اول تو خاندانی لوگ حرفت و تجارت کو عیب سمجھتے ہیں، اور ذلت کی نوکریاں کرنے، ٹھوکریں کھانے، حرام کام کرنے، حرام مال کمانے کو فخر و عزت۔ اور جو تجارت کریں بھی تو خریداروں کو اتنا حس نہیں کہ اپنی ہی قوم سے خریدیں گرچہ دھیلہ زائد سہی کہ نفع ہے تو اپنے ہی بھائی کا ہے۔ اہلِ یورپ کو دیکھا ہے دیسی مال اگرچہ ولایتی کی مثل اور اس سے ارزاں بھی ہو ہرگز نہ لینگے، اور ولایتی گراں خریدینگے۔ ادھر بیچنے والوں کی یہ حالت کہ ہندو آنہ روپیہ نفع لے، مسلمان صاحب چونّی سے کم پر راضی نہیں۔ اور پھر لطف یہ کہ مال بھی اُس سے ہلکا، بلکہ خراب، ہندو تجارت کے اصول جانتا ہے کہ جتنا تھوڑا نفع رکھے اتنا ہی زیادہ ملتا ہے۔ اور مسلمان صاحب چاہتے ہیں کہ سارا نفع ایک ہی خریدار سے وصول کر لیں۔ ناچار خریدنے والے مجبور ہو کر ہندو سے خریدتے ہیں۔ کیا تم یہ عادتیں چھوڑ سکتے ہو؟ فھل انتم منتھون۔ سوم کی یہ حالت کہ اکثر امراء کو اپنے ناجائز عیش سے کام ہے، ناچ رنگ وغیرہ، بیحیائی یا بیہودگی کے کاموں میں ہزاروں، لاکھوں

Marfat.com

اُڑا دیں، وہ ناموری ہے مدیا ست ہے۔ اور مرتے بھائی کی جان بچانے کو ایک خفیف رقم دینا ناگوار۔ اور جنھوں نے بنئیوں سے سیکھ کر لین دین شروع کیا وہ جائز نفع کی طرف توجہ کیوں کریں، دین سے کیا کام، اللہ و رسول کے احکام سے کیا غرض۔ ختنہ نے انھیں مسلمان کیا اور گائے کے گوشت نے مسلمانی قائم رکھی اس سے زائد کیا ضرورت ہے۔ نہ انھیں مرنا ہے، نہ اللہ واحد قہار کے حضور جانا نہ اعمال کا حساب دینا اناللہ وانا الیہ راجعون ٭ پھر شیو بھی ایسی تو بنیا اگر بارہ آنے مانگے، تو یہ ڈیڑھ دو سے کم پر راضی نہیں ہوں۔ ناچار حاجت مند بنیوں کے ہتھے چڑھتے ہیں، اور جائدادیں انکے نذر کر بیٹھتے ہیں یہ جارم کا حال ناگفتہ بہ ہے، انٹرینس پاس کو رزاق مطلق سمجھا ہے، وہاں نوکری میں عمر کی شرط، پاس کی شرط، پھر پڑھائی نہ مفید کہ عمر بھر کام نہ آئے، نہ اس نوکری میں اسکی حاجت پڑے، ابتدائی عمر کے تعلیم کا زمانہ بے یوں گنوائی اب پاس ہونے میں جھگڑا ہے، تین تین بار فیل ہوتے ہیں اور پھر لیٹے چلے جاتے ہیں اور قسمت کی خوبی کہ مسلمان ہی اکثر فیل کیے جاتے ہیں، پھر تقدیر سے پاس بھی مل گیا، تو اب نوکری کا پتہ نہیں اور ملی بھی تو صریح ذلت کی، اور رفتہ رفتہ دنیاوی عزت بھی پالی، تو وہ عند الشرع ہزار ذلت۔ کہیے پھر علم دین سیکھنے اور دین حاصل کرنے اور نیک و بد میں تمیز کرنے کا وقت کونسا آئے گا۔ لاجرم نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دین کو مضحکہ سمجھتے ہیں، اپنے باپ دادا کو جنگلی وحشی، بے تمیز، گنوار، نالائق، بیہودہ، احمق، بے خرد جاننے لگتے ہیں۔ الغرض غلط اگر ترقی بھی ہوئی، تو نہ ہونے سے کرور درجے بدتر ہوئی۔ کیا تم علم دین سے غفلتیں ترک کرو گے فھل انتم منتھون یہ وجوہ ہیں، یہ اسباب ہیں، مرض کا علاج چاہنا اور سبب کا قائم رکھنا حماقت نہیں تو کیا ہے۔ اس نے تمہیں ذلیل کر دیا، اس نے غیر قوموں کو تم پر ہنسوایا،

Marfat.com

اس نے جو کچھ کیا وہ صرف اس نے۔ اور آنکھوں کے ابتک اس اوندھی ترقی کا دنا رو رہے جاتے ہیں۔ ہائے قوم، وائے قوم! یعنی ہم تو اسلام کی رسی گردن سے نکال کر آزاد ہو گئے، تم کیوں قلی بنے ہوئے ہو؟ حالانکہ حقیقۃً یہ آزادی ہی سخت ذلت کی قید ہے، جس کی زندہ مثال یہ ترکوں کا تازہ واقعہ ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اہل الرائے ان وجوہ پر لحاظ فرمائیں، اگر میرا خیال صحیح ہو، تو ہر شہر و قصبہ میں جلسے کریں اور مسلمانوں کو ان چار باتوں پر قائم کر دیں، پھر آپ کی حالت خوبی کی طرف نہ بدلے تو شکایت کیجئے یہ خیال نہ کیجئے کہ ایک ہمارے کیے کیا ہوتا ہے۔ ہر ایک نے یونہی سمجھا تو کوئی کچھ نہ کریگا، بلکہ ہر شخص ہی تصور کرے کہ مجھی کو کرنا ہے۔ یوں انشاء اللہ تعالی سب کر لینگے۔ چند جگہ جاری تو کیجئے، پھر خربوزہ کو دیکھکر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے، خدا نے چاہا تو عام بھی ہو جائے گا۔ اسوقت آپ کو اسکی برکات نظر آئینگی وہی آیۂ کریمہ کہ ابتدائے سخن میں تلاوت ہوئی اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ الآیہ جس طرح روبہ کی طرف اپنی حالت بدلنے پر تازیانہ ہے، یونہی نیک روش کی طرف تبدیل پر بشارت ہے کہ اپنے یہ کوتکا چھوڑو گے، تو ہم تمہاری اس ردی حالت کو بدل بینگے۔ ذلت کے بدلے عزت دینگے، اے رب ہمارے ہماری آنکھیں کھول اپنے پسندیدہ راستہ پر چلا، صدقہ رسولوں کے سورج ماہ مدینہ کے چاند کا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وعلی آلہ وصحبہ وبارک وکرم۔ آمین

خیر یہ مرثیہ تو عمر بھر کا ہے، مسلمان ان چار باتوں میں سے ایک کو بھی اختیار کرتے نہیں معلوم ہوتے، مگر ضرورت امداد ترک کی نسبت کہیے! مرثیے ہزاروں پڑھے گئے، مگر سوا بعض غرباء کے امراء و رؤساء بلکہ دنیا بھر کے والیان ملک نے بھی کوئی قابل قدر حصہ لیا؟ وہ جو فوجی مدد دے سکتے تھے، وہ جولاکھوں پونڈ بھیج

Marfat.com

سکتے تھے، وہ ہیں اور بے پرواہی، گویا انھوں نے کچھ سنا ہی نہیں۔ انھیں جانے دیجئے وہ جانیں اور ان کی مصلحت، آپ بیتی کہیے! کتنا چندہ ہوا ہے جس پر ہمدردیِ اسلام کا دعویٰ ہے۔ مصارفِ جنگ کچھ ایسے ہلکے ہیں، جتنا چندہ جا چکا ہے، ایک دن کی لڑائی میں اس سے زیادہ اُڑ جاتا ہے۔ اب بھی اگر تمام ہندوستان کے جملہ مسلمان امیر، فقیر، غریب، رئیس اپنے سچے ایمان سے ہر شخص اپنی ایک مہینے کی آمدنی دے دے تو گیارہ مہینے کی آمدنی میں بارہ مہینے گزر کر لینا کچھ دشوار نہ ہو، اور اللہ عزوجل چاہے تو لاکھوں پونڈ جمع ہو جائیں۔ یونیورسٹی کے لیے غریبوں کا پیٹ کاٹ کر تیس لاکھ سے زیادہ جوڑ لیا، اور اس پر سود مل رہا ہے کہ اس کی مقدار بھی چالیس ہزار سے زائد ہو چکی ہے، اور وہ بنی بھی نہیں، یہ روپے تو گھر سے دینا نہیں، اسی کو اللہ واحد قہار کی راہ میں بھیج دیجئے، اسلام باقی ہے تو یونیورسٹی نہ بننا ضرر نہ دے گا، اور اسلام نہ رہا تو یونیورسٹی کیا بخشوا لے گی، بلکہ ہم کہے دیتے ہیں کہ اس وقت ہرگز ہرگز بن بھی نہ سکے گی، اس وقت جو آفت ہو گی اس کا بیان پیش از وقت ہے۔ اور بالفرض تنگ دل اور بخیل کے ہاتھ پرایا مال بھی یوں دینے کو نہ ہو، تو یہ تمام و کمال روپے سلطنتِ اسلام کو بقائے اسلام کے لیے بطورِ قرضِ حسن ہی دے دیجئے، اور زیادہ کیا کہوں۔ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم و احکم

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ النبی الامی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

Marfat.com

غرضکہ تحریراتِ بالا سے علماءِ اہلِ سُنّت وجماعت کا موقف اور مقصد واضح ہو گیا ہو گا۔ علماءِ اہلِ سُنّت کو اس سے ہرگز خلاف نہیں تھا کہ حدودِ شرع میں رہتے ہوئے جائز طریقوں سے بقدرِ استطاعت سلطنتِ اسلامی کی حمایت، اور اماکنِ مقدسہ کی حفاظت میں سعی کی جائے، البتہ خلاف تھا، تو اس سے تھا کہ مشرکین سے یدادِ واتحاد، اور انھیں حلیف ومعاہد نہ بنایا جائے، اور نہ اُن کو رازدار و دخیلِ کار ٹھہرایا جائے۔

افسوس ان غدّار نیشنلسٹ مسلمانوں نے انھیں یار و مددگار و غمگسار بنایا، خود پس رو بنکر غیر مسلموں کو پیشوا مانا، قرآن وحدیث کی بنا پر تمام اُخروی بُت پرستی، یابُت پرستوں پر نثار کی، قرآن و "رامائن" کو ایک ساتھ ڈولے میں رکھ کر پوجا کی، اور مشرکین وشعارِ مشرکین کی بڑی بڑی تعظیمیں کیں۔ ہندوؤں کو مسجدوں میں لیجا کر واعظِ المین بنایا۔ ہندو و مسلم کا امتیاز اُٹھا کر سنگھ دیریاگ مقدس علامات بنایا۔ اِن غداروں نے اپنے ماتھوں پر قشقے لگوائے۔ ہندوؤں اور گئو ماتا کی جے پکاری۔ "بندے ماترم" کے نعرے لگائے۔ گاندھی کا نام خطبۂ جمعہ میں "مقدس ذات، ستودہ صفات" جیسی تعریفات و توصیفات کے ساتھ داخل کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

مولانا ابوالکلام آزاد سے علماءِ اہلسنت کا مکالمہ
آزاد کی توبہ اور اعتراف

خلافت کمیٹی کے شباب کے زمانہ میں علماءِ اہلِ سنت نے جگہ جگہ جلسے کیے، مسلمانانِ ہند کی رہنمائی کی، ہنود و کفار سے اتحاد و اختلاط کی مضرتیں بتائیں، چنانچہ اس موقع پر صرف ایک واقعہ کا ذکر کرتا ہوں، جو "السوادالاعظم" جلد ۲ شمارہ ۵ ۱۳۳۹ھ میں حضرت صدر الافاضل قدس سرہٗ نے شائع فرمایا۔ جماعت رضائے مصطفیٰ، جو اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے خدام و احباب اہلِ سنت نے قائم کی تھی، اس کے اجلاس میں خود بنفسِ نفیس حضرت سیدی قدس سرہٗ موجود تھے، آپ واقعہ کا ذکر فرماتے ہیں کہ:-

"وسط رجب ۱۳۳۹ھ کو بریلی میں جمعیۃ العلماء کے جلسے عظیم اجتماعوں کے ساتھ منعقد ہوئے۔ اشتہارات میں رمز و کنایہ کے ساتھ مقابلہ کے اعلان بھی کیے گئے۔ اس موقع پر "جماعت رضائے مصطفیٰ" بریلی نے مناسب سمجھا کہ گفتگو کر کے معاملہ صاف کر لیا جائے، اور مسلمانوں کو ان غلطیوں سے بچایا جائے جن میں وہ مبتلا ہو رہے ہیں، چنانچہ مناظرہ کے لیے جناب مولانا مولوی امجد علی صاحب اور "مولوی" ابوالکلام صاحب آزاد کے درمیان تحریریں ہوئیں، لیکن تحریروں سے معاملہ طے نہ ہوتا دیکھ کر علماءِ اہلِ سنت کی یہی رائے ہوئی کہ وہ خود جلسہ میں پہنچیں۔ چنانچہ اہلِ سنت کے غالباً دس بارہ عالم جلسہ میں پہنچے اور انہوں نے صدرِ جلسہ "مولوی" ابوالکلام صاحب آزاد سے وقت مانگا، انہوں نے پندرہ منٹ وقت دیا، جناب مولانا مولوی سید شاہ سلیمان اشرف صاحب بہاری نے تقریر فرمائی۔ مجمع میں پہلے سے جوش پیدا کر دیا گیا تھا، لیکن مولانا سید سلیمان اشرف صاحب

نے اس خوبی سے تقریر فرمائی کہ اپنے اعتراضات بھی پیش کر دیئے اور ان کی غلطیاں بھی دکھلائیں، اور مجمع میں کوئی بے چینی بھی پیدا نہ ہوئی، بلکہ مجمع قبول کے کانوں سے حضرت مولانا کی تقریر سنتا رہا، بار بار اللہ اکبر کے نعرے اور تحسین و آفرین کی صدائیں سننے میں آ رہی تھیں۔ مولانا کی تقریر میں قربانی ترک کرنے، شعائر اسلام کو چھوڑنے، شعار کفر میں مبتلا ہونے کا تذکرہ تھا۔ حضرت مولانا نے یہ بھی بیان کیا کہ موالات تمام کفار سے ناجائز و ممنوع ہے عام ازیں کہ نصاریٰ ہوں یا ہنود۔ آیت لَا یَنْھٰکُمُ اللہُ سے موالات ہنود ثابت کرنا غلطی ہے۔ آج تیرہ سو برس تک کسی مفسر نے اس آیت کو آیاتِ تحریم موالات عن الکفار کا ناسخ نہیں سمجھا، پھر اس آیت میں جواز بر اقساط مذکور ہے نہ جواز موالات۔ اسی سلسلہ میں حضرت مولانا شاہ سلیمان اشرف صاحب نے مولوی عبدالباری صاحب کے خط کا تذکرہ بھی کیا، جس میں انھوں نے لکھا ہے کہ فقیر نان کوآپریشن کے مسئلہ میں بالکل پس رو گاندھی صاحب کا ہے ان کو اپنا رہنما بنا لیا ہے، جو وہ کہتے ہیں وہی مانتا ہوں، میرا حال تو سر دست اس شعر کے موافق ہے ؎

عمرے کہ بآیات و احادیث گزشت ✽ رفتی و نثارِ بت پرستے کردی

اور بتایا کہ کافر کو دینی مسئلہ میں رہنما بنانا، آیات و احادیث کی عمر کو بت پرست پر نثار کرنا، شان اسلام سے کس قدر بعید ہے۔ یہ ایمان ہے یا کفر ہے، کیا ہے؟ اسی طرح مولانا سید سلیمان اشرف صاحب نے اراکین خلافت کمیٹی کی بے راہیاں اور سخت فاحش شرعی غلطیاں ذکر کیں، اور فرمایا کہ مسلمان گاندھی یا کسی اور کے پس رو اور متبع نہیں ہو سکتے، کسی کے جھنڈے کے نیچے نہیں آسکتے، البتہ اگر کوئی غیر مسلم ملکی مفاد کے لیے ہمارے جھنڈے کے نیچے آ کر ہماری زیر سیادت کوشش کرے

تو ہم اُس سے کام لے سکتے ہیں۔ مذہب کسی سلطنت پر فدا نہیں کیا جا سکتا، اسلام وہ مذہب ہے جس پر سلطنتیں فدا کی جاتی ہیں۔ ہم اپنے مذہب میں ہندوؤں سے اتحاد نہیں کر سکتے۔ ہمیں مقاماتِ مقدسہ خلافتِ اسلامیہ کے مسائل سے خلاف نہیں، خلاف ان حرکات سے ہے جو منافیٔ دین ہیں، مخالفِ اسلام ہیں، انکی روک تھام کے لیے عوام کو ان سے باز رکھیے۔

مولانا سید سلیمان اشرف صاحب نے اس بحث پر نہایت چست اور زبردست و مؤثر تقریر فرمائی۔ مولانا کی تقریر کے بعد "مولوی" ابوالکلام آزاد نے ایک مختصر سی تقریر کی، جس میں حضرت مولانا سید سلیمان اشرف صاحب کے ساتھ اپنے سابقہ تعلقاتِ دوستی و محبت کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت مولانا کے تشریف لیجانے اور تقریر فرمانے پر بہت کچھ اظہارِ مسرت کیا، اور مولانا کے اکثر اعتراضات سے پہلو تہی کر کے صرف دو ایک باتوں کے متعلق کچھ کہا، جس میں سے بہت بڑی تو یہ ہے کہ "مولوی" ابوالکلام صاحب نے اس تمام مجمع میں تسلیم کیا کہ موالات جیسی نصاریٰ کے ساتھ حرام ہے، ہنود کے ساتھ بھی حرام ہے، اس پر یہاں تک زور دیا کہ ہندوستان کے ۲۲ کروڑ ہندو گاندھی ہو جائیں اور مسلمان انکا اتباع کریں تو دین کہاں رہیگا۔ وہ سب بُت ہیں اور یہ بت پرست اور اسکے ساتھ زور کے لہجہ میں یہ کہا کہ کس ذمہ دار شخص نے ہندوؤں کے ساتھ موالات جائز کہی ہے۔ الحاصل اس مجمع میں "مولوی" ابوالکلام نے حضرت مولانا سلیمان اشرف صاحب کے بہت سے اعتراضات کا تو جواب بھی نہیں دیا، اور جنکی نسبت کچھ لب کشائی کی انکو تسلیم کیا، کسی کسی بات میں غیر ذمہ دار شخصوں کی آڑ بھی پکڑی مگر مجمع نے "مولوی" ابوالکلام کی تقریر سے انکے عجز و اعترافِ قصور کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اسکے بعد جناب مولانا مولوی حامد رضا خاں صاحب نے

Marfat.com

فرمایا کہ حرمین شریفین و مقامات مقدسہ و ممالک اسلامیہ کی حفاظت و خدمت ہمارے نزدیک ہر مسلمان پر بقدر وسعت و طاقت فرضِ عین ہے، اس میں ہمیں خلاف نہ ہے نہ تھا، اسی طرح سلاطینِ اسلام و جماعتِ اسلامی کی خیر خواہی میں کچھ کلام نہ ہے نہ تھا، تمام کفار و مشرکین و نصاریٰ و یہود و مرتدین وغیرہم سے ترکِ موالات ہم ہمیشہ سے ضروری و فرض جانتے ہیں۔ ہمیں خلاف آپ حضرات کی ان خلافِ شرع و خلافِ اسلام حرکات سے ہے جن میں سے کچھ مولوی سید سلیمان اشرف صاحب نے بیان کیں، اور جن کے متعلق جماعت کے ستر سوال بنام "اتمامِ حجتِ تامہ" آپ کو پہنچے ہوئے ہیں، انکے جواب دیجئے۔ جب تک آپ ان تمام حرکات سے اپنی رجوع شائع نہ کر دینگے، اور ان سے عہد و پیمانہ ہو لینگے ہم آپ سے علیحدہ ہیں۔ اور اسکے بعد خدمت و حفاظتِ حرمین شریفین و مقاماتِ مقدسہ و ممالکِ اسلامیہ میں ہم آپ کے ساتھ ملکر جائز کوشش کرنے کو تیار ہیں۔

مولوی "ابوالکلام صاحب خاموش رہے، اور "اتمامِ حجتِ تامہ" کا نام سنکر ایسا اڑا گئے گویا سنا ہی نہیں۔ اسی ضمن میں حضرت مولانا مولوی حامد رضا خاں صاحب نے خود "مولوی" ابوالکلام صاحب سے بالخصوص مخاطبہ فرماکر یہ کہا کہ "حضرت! آپ کو بھی تو اپنی حرکات سے توبہ کرنا ہے" ؟ اس پر ابوالکلام صاحب نے کہا کہ میری کیا حرکات ہیں؟ مولانا حامد رضا خاں صاحب نے فرمایا کہ آپ نے خطبہ جمعہ میں گاندھی کی تعریف پڑھی۔ ابوالکلام صاحب نے اس سے سخت انکار کیا اور کہا کہ میری طرف یہ نسبت کذب ہے۔ اور انھوں نے اسکے قائل پر لعنت کی۔

مولوی "ابوالکلام صاحب کی یہ حالت دیکھکر مجمع نے یقین کر لیا کہ اعلیٰحضرت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب مدظلہٗ کی طرف سے ان پر جس قدر اعتراضات کیے جاتے ہیں وہ سب درست ہیں، اور مخالفین کے ایک زبردست مقرر کو بھی

Marfat.com

انکے سامنے سرِ تسلیم ہی خم کرنا پڑتا ہے، کبھی وہ واقعات پر مجبور ہو جاتا ہے، کبھی تیزی و تحاشی کے لیے اپنے اوپر لعنت کرنے لگتا ہے، مگر مخالف کی یہ تمام کمزوریاں کسی کام کی نہیں، جبتک کہ وہ توبہ صادقہ کرکے اپنی روش نہ بدلے، اور صراطِ مستقیم پر نہ آئے۔

"مولوی ابوالکلام صاحب نے اسی جلسہ میں اُن تمام اُمور سے توبہ بیزاری شائع کرنے کا وعدہ کر لیا تھا، مگر دیکھیے کب تک وہ ایسا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ توفیق عنایت فرمائے، اور قبولِ حق میں کوئی علت مانع نہ آئے۔ آمین"

اور اب تو آزاد صاحب قیدِ زندگی سے بھی آزاد ہو کر آنجہانی ہو چکے ہیں لیکن آخر دم تک ہندوؤں، غیر مسلموں، اور ملت کے غداروں کا ساتھ نہ چھوڑا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

حق و باطل کا مقابلہ اور حق کی فتح

مولانا عبدالباری پر مواخذہ اور انکی توبہ

حضرت مولانا عبدالباری صاحب فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ کی بعض بے جا باتوں اور قولوں پر اعلیحضرت قدس سرہ نے جو مواخذے فرمائے، اور انھوں نے جس حسن و خوبی سے علی الاعلان توبہ فرمائی، اُس کی تفصیل حضرت تاج العلماء مولانا مفتی محمد عمر صاحب نعیمی قدس سرہ کی تحریر سے ملاحظہ فرمایئے، جو ۱۳۳۹ھ میں شائع ہوئی۔ تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"دنیا میں باطل کا سکہ بہت رائج ہے، اور اسکی ظاہری آب و تاب کبھی کبھی اہلِ خرد کو بھی دھوکہ میں ڈال دیتی ہے، اور مدتوں تک وہ اس کے گرویدہ

Marfat.com

اور لبستہ عقیدت رہتے ہیں۔ ظاہر بین طبع کی چمک دمک سے فریب کھاتا ہے اور اس کی ظاہری آب وتاب اسکو اسقدر معتقد بنا لیتی ہے کہ مبصرین کی تحقیق سے انتفاع اور فائدہ اُٹھانا اسکے لیے دشوار ہو جاتا ہے۔ ایک جعلی مُشک بیچنے والے کا بیان ہے کہ میں ہمیشہ پہلی مرتبہ اصلی مُشک دکھاتا ہوں، اسکے بعد اپنا خانہ ساز جعلی ونقلی مُشک پیش کرتا ہوں، اور بیشتر خریدار اصلی کو چھوڑ کر نقلی ہی کو پسند کرتے ہیں۔ ہر چند کہ زمانہ میں باطل کو خوب گرمیِ بازار حاصل ہے لیکن ایک نہ ایک دن، کسی نہ کسی وقت باطل کا پردہ فاش ہو جاتا ہے، اور آفتابِ حق وصداقت کے پائندار، اور نہ مٹنے والے انوار کے سامنے اُس کی جھوٹی چمک دمک فنا ہو کر رہتی ہے۔

اس موقع پر مجھے خاص طور پر عالیجناب مولانا عبدالباری صاحب فرنگی محلی کا تذکرہ کرنا ہے، مولانا، فرنگی محل لکھنؤ کے ایک ممتاز فاضل تھے، اور اس زمانہ میں اُنھیں جو شہرت حاصل ہو چکی تھی، وہ اس سے غنی کرتی ہے کہ اُنکا تعارف کرایا جائے۔ مولانا نے موجودہ زمانہ کی جدوجہد میں بہت نمایاں حصہ لیا ہے۔ اور وہ علمی امتیاز کی وجہ سے اپنی جماعت کے سرخیل رہے ہیں۔ ہنود کے اختلاط سے یا سادگی، یا جوش، یا اور کسی وجہ سے مولانا سے بھی بہت سی لغزشیں اور غلطیاں سرزد ہوئیں، جن میں سے بعض حدِ کفر تک پہنچتی ہیں۔

مولوی عبدالباری صاحب چونکہ ایک عالم شخص تھے اُن کے علم نے اُن کو اس غلطی سے بچایا، اور جب اعلیٰحضرت نے آنکے اقوال وافعال پر گرفتیں فرمائیں اور بعض اقوال یا افعال پر کفر اور بعض پر ضلال اور بعض پر معصیت کا حکم لگایا، تو مولوی عبدالباری صاحب نے حق پسندی کی ایک مثال پیش کی اس فتوے کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا، اور اپنی ان تمام لغزشوں اور غلطیوں سے

Marfat.com

۴ مئی ۱۹۲۱ء کے اخبار ہمدم لکھنؤ میں توبہ شائع کر دی جسکی نقل ذیل میں ہے
انھوں نے اس توبہ سے صرف اپنے آپ ہی کو نہیں بچا لیا ہے، بلکہ عام مسلمانوں پر احسان کیا ہے، جو انکو پیشوا سمجھ کر بے راہی میں مبتلا ہو رہے تھے مولانا نے جس ہمت اور حوصلہ کا کام کیا ہے، اسکی تعریف سے زبان قاصر ہے۔
اللہ تعالیٰ دوسرے لیڈروں کو بھی توفیق عطا فرمائے کہ وہ توبہ کریں۔

مواخذات یہ مواخذات ایک توبہ نامہ کی شکل میں ہیں، جو حضرت مولانا عبد الباری صاحب کی طرف سے لکھ کر اعلیحضرت قدس سرہ نے اپنے فرزند اکبر حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب رحمۃ اللہ اور تاجدار اہل سنت حضرت صدر الافاضل قدس سرہ لیکر انکے پاس گئے تھے، تاکہ وہ اس پر صرف دستخط فرما دیں، لیکن انھوں نے بہت اخلاص کے انداز میں ان امور سے توبہ شائع فرمائی جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔

مولانا عبد الباری صاحب کی دعائے توبہ

اعلیحضرت قدس سرہ نے مولانا عبد الباری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریرات و بیانات پر ایک سو ایک وجوہ کفر و ضلال و اضلال قائم کیے جو مؤالات اور بعض دیگر وجوہ کی بناء پر چھوڑے جاتے ہیں، مگر مولانا مرحوم نے ان سب کی نہایت فراخدلی اور اعتماد کے ساتھ تصدیق کی اور مواخذات سے مکمل رجوع کے بعد حسب ذیل عبارت اپنے قلم سے ارقام کر کے زیادہ کی۔ مرتب

بسم اللہ الرحمن الرحیم
اے اللہ! میں نے بہت سے گناہ محض تیرے کیے ہیں، اور بہت گناہ وہ کیے ہیں

جن میں مخلوق کو بھی لگاؤ ہے۔ میں دونوں قسم کے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں تو معاف کر اور معاف کرا دے۔ اے اللہ! میں نے بہت گناہ ظاہر کیے ہیں اور بہت سے چھپا کر کیے، دونوں کو بخش دے۔ اے اللہ! میں نے بہت سے گناہ دانستہ کیے، اور بہت سے نادانستہ کیے، سب کی توبہ میں کرتا ہوں۔ اے اللہ! میرا استغفار قبول فرما۔ اے اللہ! میں نے امور قولاً و فعلاً، تحریراً و تقریراً بھی کیے ہیں جنکو میں گناہ نہیں سمجھتا ہوں، مولوی احمد رضا خاں صاحب نے اُن کو کفر یا ضلال یا معصیت ٹھہرایا، اُن سب سے اور انکے مانند امور سے جن میں میرے مرشدین اور مشائخ سے کوئی قدوہ میرے لیے نہیں ہے، محض مولوی صاحب موصوف پر اعتماد کر کے توبہ کرتا ہوں۔ اے اللہ! اے اللہ! توبہ قبول کرنے والے میری توبہ قبول کر، اور مجھے توفیق دے کہ تیری معصیت کا ارتکاب نہ کروں، اور وہ امور بجالاؤں جو تیری رضامندی کا باعث ہوں اور تیرے حبیب کی شفاعت کا استحقاق پاؤں۔ اے اللہ! تیرے حبیب کی محبتِ عظیم کا واسطہ مجھے بخش دے اور مجھ سے اپنے دین کی نصرت کرا اور اپنے دشمنوں کو ذلت دے وصلی اللہ تعالےٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

فقیر محمد عبد الباری عفا اللہ عنہ

علی برادران کی توبہ

اسی طرح سیدی صدر الافاضل قدس سرہٗ اتمامِ حجت اور خوفِ آخرت سے ہوشیار کرنے کے لیے مولانا محمد علی جوہر مرحوم کے مکان پر دہلی تشریف لے گئے، مولانا کو اسلامی احکام سے روشناس کراتے ہوئے آخرت کے عذاب و خسران سے ڈرایا، اور کفار و ہنود وغیر مسلموں سے اتحاد و وداد کے نتیجہ سے آگاہ فرمایا۔

خدا کی شان ہے کہ وہ ایسا وقت سعید تھا کہ حضرت کی زبان فیض ترجمان
ے نکلے ہوئے ایک ایک حرف نے اُنکے دل میں اثر کرلیا۔ وہ کہنے لگے، مولانا!
پ گواہ رہیں میں اب توبہ کرتا ہوں، آئندہ کبھی ہندو وغیر مسلموں سے اتحاد و
داد نہ رکھوں گا۔ حضرت نے فرمایا، میری دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ تمہاری توبہ
ول فرمائے، لیکن مجھے کسطرح معلوم ہو کہ آئندہ کلیتہً آپ مجتنب ہو گئے ہیں؟
ہنے لگے، مولانا! میں نے ہندوؤں کے ساتھ اتنا میل جول رکھ کر مسلمانوں کو
نت نقصان پہنچایا ہے، دعا فرمایئے کہ باقی عمر میں اس نقصان کی تلافی کرسکوں
میں گاندھی کے پاس جارہا ہوں، آپ دیکھیں گے کہ یہ میری اُس سے آخری
قات ہوگی، اور اُس سے اب اتمامِ حجت کے بعد القطاع ہو جائے گا۔
چنانچہ حسب وعدہ گاندھی کے پاس گئے، مسلمانوں کی فلاح کیلئے
ما چند فارمولے بتائے۔ گاندھی بڑا عیار تھا اُس نے ماننے سے صاف انکار
دیا۔ نتیجہ میں مولانا اُس سے لڑکر واپس آگئے۔ اور اپنی بیزاری کا اعلان کردیا
الٰی قدرت اس توبہ سے تین مہینے بعد لندن میں گول میز کانفرنس کے موقع پر
ں کا انتقال ہوگیا، اور مقابر انبیاء علیہم السلام فلسطین میں دفن کئے گئے۔
لیٰ تعالیٰ مولانا مرحوم کی مغفرت فرمائے، اور اُن کے تمام عیوب و کوتاہیوں
سے درگزر کرے۔ آمین
مولانا شوکت علی مرحوم نے بھی اسی طرح مرادآباد آکر حضرت قدس سرہٗ
ت حق پرست پر توبہ کی اور اپنی آخرت سنوار لی۔
چنانچہ مولانا شوکت علی مرحوم جب بغرض توبہ مرادآباد آئے، تو اچانک
نعیمی قدس سرہٗ آستانہ اقدس پر بلا اطلاع چلے آئے۔ چونکہ حضرت کی
نشست بالائی منزل پر ہوتی تھی، اور زینہ بہت تنگ تھا، اور مولانا عظیم الجثہ

ایک آدمی کے ذریعہ اُوپر اپنی آمد کی اطلاع کرائی۔ چنانچہ اُوپر سے چند کرسیاں نیچے لائی گئیں۔ حضرت سیّدی قدس سرہ نیچے تشریف لائے، اور مولانا نے نہایت فراخ دلی سے کاندھی گردی، اور خلافت کمیٹی، سلسلۂ ہندو نوازی، اور احکام اسلامی سے انحراف، سب سے توبہ کرلی۔

غرضکہ اس فتنۂ عظیمہ میں جنکو مولیٰ تعالیٰ نے ہدایت نصیب فرمائی وہ کسی نہ کسی طریقے پر رجوع و توبہ کرتے چلے گئے، اور جو شقی ازلی اور غدارِ ملّت تھے وہ بدستور آج تک اسی نظریہ پر قایم ہیں۔

استاذ الشعراء کی رحلت

جس مہینہ میں حضرت مولانا عبدالباری صاحب مرحوم کی توبہ ہوئی، یعنی رمضان المبارک کی ۲۵ تاریخ جمعۃ الوداع کے روز سیّدی استاذی حضرت صدرالافاضل قدس سرہ کے والدِ ماجد استاذ الشعراء حضرت مولانا معین الدین صاحب نزہت رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا۔ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ پُرانی وضع کے مقدس عالم اور بزرگ تھے۔ آپ کے اوقات، عبادتِ الٰہی میں گزرتے تھے۔ ملک الشعراء ذکی کے تلامذہ میں سے صرف یہی باقی تھے۔ آپ کے شاگرد بےشمار ہیں آپ کا کلامِ بلاغت نظام، سندمانا جاتا تھا، فکر بلند، طبیعت نازک، زبان فصیح رکھتے تھے۔ آپ نے ۸۰ سال کی عمر میں چار دن بخار میں مبتلا ہو کر نفی و اثبات کا ذکر کرتے ہوئے راہیِ ملکِ بقا ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ط

حضرت کے انتقالِ پُرملال کی خبر جب اعلیٰحضرت امامِ اہلِ سنت قدس سرہ کو کچھ عرصہ بعد پہنچی، تو آپ نے فوراً حسبِ ذیل مکتوبِ گرامی تعزیت میں ارسال فرمایا۔

Marfat.com

صحیفۂ عالیہ اعلیحضرت امامِ اہلسنّت قدس سرہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مولٰنا المبجل المکرم ذی المجد والکرم حامی السنن ماحی الفتن جعل کاسمہ نعیم الدین السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ‘

ان اللہ ما اخذ وما اعطی وکل شیٔ عندہٗ باجل مسمی انما یوفی الصبرون اجرھم بغیر حساب ہ وانما المحروم من حرم الثواب۔ غفر اللہ لمولٰنا معین الدین ورفع کتابہ فی علیین، وبیض وجھہ یوم الدین۔ والحقہ بنبیہ سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی وبارک وسلم علیہ وعلیٰ الہ وازواجہ اجمعین واجمل صبرکم واجزل اجرکم وجبر کسرکم ورفع قدرکم امین۔

یہ پُرملال کارڈ روزِ عید آیا، میں نمازِ عید پڑھنے نینی تال گیا ہوا تھا، شب کو بے خواب رہا تھا اور دن کو بے خور و خواب، اور آتے جاتے ڈانڈی میں چھ میل کا سفر دوسرے دن بعد نمازِ صبح سو رہا، سو کر اٹھا تو یہ کارڈ پایا، اُسی وقت یہ تاریخیں خیال میں آئیں، ایک بے تکلف قرآنِ عظیم سے اور انشاء اللہ تعالٰی فالِ حسن ہے، دوسری حسب فرمائش سامی فارسی میں، تاریخ دو شعر کے لیے فرمایا تھا، یہ پانچ ہو گئے اور مادے میں ایک کا تخرجہ کرنا ہوا جس کا میں عادی نہیں، مگر اس میں کوئی لفظ قابل تبدیل نہ تھا، لہٰذا یوں ہی رکھا، اور اسی روز سے مولانا المرحوم کا نام تا بقاءِ حیات، انشاء اللہ تعالٰی روزانہ ایصالِ ثواب کے لیے داخلِ وظیفہ کیا، وہ ان شاء اللہ تعالٰی بہت اچھے گئے، مگر دنیا میں اُن سے ملنے کی حسرت رہ گئی

مولیٰ تعالیٰ آخرت میں زیرِ لوائے سرکارِ غوثیت ملائے۔ آمین اللّٰہم آمین

تاریخ از قرآنِ عظیم

رِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ

۱۳　ھ　۳۹

دیگر

یک شہادت وفات در رمضاں	مرگِ جمعہ شہادتِ دگر ست
مرضِ تپ شہادتِ سومیں	بہرسہ شہادتِ خبر ست
نہ مزار ست چشم وا یعنی	پئے دیدارِ یار منتظر ست
مُردہ ہرگز نہ معین الدین	کہ ترا چوں نعیم دیں لہر ست

از رضا سال بے سراہمال

قربِ صدق بلیکِ مُقْتَدِرٍ سْت

ھ ۱۳۳۹ = ۱ - ۱۳۴۰

شبِ عینکی بے خوابی اور دن کو بے خورد خواب' اور دوہرے سفر کا پیچ وتاب اسکے سبب کل شام تک حالت ردی رہی۔ میں قابلِ حاضری ہوتا، تو سر سے چل کر مزار کی زیارت' اور آپ کی تعزیت کرتا۔ مصطفیٰ رضا کل صبح بریلی گئے، میں نے کہہ دیا ہے کہ تعزیت کے لیے حاضرِ خدمت ہوں۔ کل شام تک طبیعت کی بہت غیر حالت نے اس نیاز نامہ میں تعویق کی، اور آج اتوار تھا لفافہ نہ مل سکتا تھا اب حاضر کرتا ہوں۔ والسلام مع الاکرام، سب احباب کو سلام

شبِ پنجم شوالِ مدم ۳۹ھ از بھوالی

حیاتِ صدر الافاضل

حصہ سوم

تاجدارِ اہلِ سنت کی سیاسی بصیرت

علم السیاست وہ کٹھن منزل ہے جس میں بڑے بڑے [illegible] اچھے اچھے ذی علم اس سے نابلد ہیں، اور یہ قدرتِ حق کی خاص نعمت ہے جو کبھی سیاست میں صحیح انداز تک رہنمائی فرمائے۔ حضرت [illegible] ممدوح اس میدانِ سیاست کے بھی شہسوار تھے، بلکہ علمی دنیا میں اسکو ثابت کر دکھایا۔ بڑی بڑی تیز و تند آندھیاں چلیں، بڑے بڑے [illegible] آندھیوں سے محفوظ رہے اور تنکوں کی طرح ادھر سے ادھر بہتے رہے۔ آج جنکو سیاست دانی کا دعویٰ ہے وہ اپنی سابقہ زندگی کے ادوار کا جائزہ لیں کہ میدانِ سیاست میں کیسی کیسی قلابازیاں کھا چکے ہیں، اور آج بھی انکے جو نظریے ہیں وہ اقتدار کی آندھیوں سے ڈگمگا رہے ہیں۔ کل جن نظریات پر مضبوطی سے قائم تھے، بیک جنبشِ نظر آج اسکے برعکس ہیں، اور آج جسکے بارے میں ضروری نہیں کہ وہ مضبوط اور مستحکم نظریہ ہو، بلکہ ہوا کے رخ کے ساتھ چلنے والی خود غرضی کے تحت ڈانواں ڈول ہیں، حالانکہ سیاست ایک بہت ہی [illegible] اور بہانے جب تک صحیح رفتار نہ جانیں اور مستحکم نظریات کا [illegible] منزل میں کامیاب نہ ہونگے۔ ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے [illegible]

[illegible]

آج دنیا میں نہ ماہرین سیاست ہیں، نہ مفکرین حکومت۔ ہر ملک ہمیں اپنی کرسی کا خواہشمند ہے۔ انکی بلا سے قوم تباہ ہو یا برباد، ملک رہے یا نہ رہے نظام بگڑے یا سنورے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ان مہروں کی اصلاح فرمائے جو انگریز پنجی باز سے خود غرضی کے میدان میں بہت آگے چلے جا رہے ہیں۔

میرے شیخ حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء کی ہستی تھی کہ جو لیگ تھی کہ انہی کی دینی بصیرت اور قیادت نے ان کو دیوان بنایا۔ جمہور اہل سنت کا فیصلہ کو منظر میں لایا۔ مسلم لیگ کا ماتا جو ہندو کانگریس کی آندھیوں میں ہندو تنظیم کی پنجابی ٹولیوں میں گمراہ ہوچکے تھے، انکی حاملۂ شخصی سے راہ راست پر لایا گیا۔ جو شخص مرتد ہوچکے تھے انہیں اپنا بنایا۔ جو دشمن بن گئے تھے انہیں اپنا بنایا۔ آہ! آج وہ ہماری آنکھوں سے اوجھل ہیں، مگر انکے فیوض روحانی سے ہم آج بھی مایوس نہیں۔

مختصر یہ کہ حضرت صدر الافاضل کی سیاست دراصل عین دیانت دینی، دونوں [illegible] آپ نے ہر سیاسی مسئلہ کو کتاب و سنت کی روشنی میں جانچا اور پرکھا، دین سے خارج کسی نظریہ کو نہ اپنایا، اور اسی اصول پر تمام عمر قائم رہے۔ اہل سنت میں سے کوئی بھی انکے نظریہ کے خلاف نہ ہو سکا۔ عناد، حسد، خود غرضی، خود غرضی سے جو مخالف ہوئے تھے انہیں آخر حضرت کے نظریہ کی ہمنوائی کرنی پڑی۔ پھر وہ دن آیا کہ انہوں نے مخالف موافقت میں بدل لی، اور حضرت قدس سرہ کی تائید میں عمدہ [illegible] کسی تحریک کے ابتدائی خدوخال بظاہر خلاف نظر آتے تھے اور بعید معلوم ہوتے تھے کہ آپ نے ان پر جو نظریہ قائم کیا [illegible] وہ نہ صحیح ہو سکتا ہے، مگر زمانے نے دیکھ لیا کہ جو کہا اور جو بتایا وہی ہو کر رہا۔ ملک میں جو بھی [illegible] تحریکیں اٹھیں آپ ہر اس تحریک سے مجتنب رہے جس کا انجام بے دینی اور قوم کی تباہی تھا

آخر دنیا نے دیکھ لیا کہ اس رجلِ عظیم کے نظریات اٹل تھے، اور آج اُسکی مخالفت کرنے والے کفِ افسوس مل رہے ہیں۔ چنانچہ پہلی جنگِ عظیم کے دوران میں خلافت کمیٹی کا دور دورہ ہوا، بڑے بڑے افاضل اُس کی ظاہری صورت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے، لیکن آپ نے شروع سے یہ نتیجہ اخذ کیا تھا کہ یہ تحریک ایک صورت فریب اور دھوکہ سے زیادہ نہیں ہے، نتیجہ میں ہندو غالب آجائینگے اور یہ سب کچھ مسلمانوں کو دھوکہ دیا جارہا ہے۔ زمانہ نے دیکھ لیا کہ خلافت کمیٹی کا کام گاندھی پرستی، اور کانگریس نوازی سے آگے نہ بڑھ سکا۔ ملک وملت کا بیشمار سرمایہ یا تو لیڈروں کی شکم پُری کے کام آیا، یا وہ کانگریس کے استحکام میں صرف ہوا۔ اسکے بعد پھر کانگریس کا دور دورہ ہوا، ملک میں وہ عنصر جو ہمارا ملتِ فکر کا بانی مبانی تھا، جس نے گلے پھاڑ پھاڑ کر مسلمانوں کو شرک اور بدعتی کہا تھا، وہ ہی بالآخر مشرکوں کا بدلہ خوار ہوا۔ جُبّہ و دستار کو گاندھی و نہرو پر نچھاور کرنا فخر جانا۔ اور آج بھی اس جدید نظریہ کے مرکزی مقامات سے اکثر متعلقین انکی حمایت کو فخر سمجھ رہے ہیں۔

حضرت قدس سرہٗ نے اس نکتہ کو سمجھا اور غیر مبہم الفاظ میں کانگریس میں شرکت اور اسکی تائید کو خلافِ تعلیماتِ اسلام بتایا۔ مگر نجدی و دیوبندی کھل کر کانگریس کے حامی ہوگئے۔

ہندوؤں نے جب یہ دیکھا کہ انکی گود میں ایسے لوگ آگئے ہیں کہ ان کو حرص اور لالچ دیکر جو چاہے کرایا جاسکتا ہے۔ تو انہوں نے یہ چال چلی کہ اپنی مذہبی تبلیغ کو تیز کر کے مسلمانوں کو یا تو مرتد کیا جائے، یا ان کا قتلِ عام کیا جائے۔ چنانچہ شُدھی تحریک جو ۲۴-۲۵ء میں چلی، اُسکا پس منظر یہی امر تھا۔ آپ نے اس فتنہ ارتداد کا پامردی سے مقابلہ کیا۔ جماعت رضائے مصطفےٰ علیہ التحیۃ والتسلیم کی ٹیم

اور اسی جماعت کے ذریعہ آپ اور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خاں صاحب، مولانا سید غلام قطب الدین صاحب برہمچاری، حضرت امیر ملت قبلہ عالی محدث علیپوری، تاج العلماء حضرت مولانا مفتی محمد عمر صاحب نعیمی قدس سرہ حضرت مولانا ابوالحسنات صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا نثار احمد صاحب کانپوری، حضرت مولانا مشتاق احمد صاحب، حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی مبلغ اسلام رحمۃ اللہ علیہم اور دیگر اعاظم علماءِ اہلِ سنت کی معیت میں آگرہ، متھرا، بھرتپور، گوڑگانواں، گوبند گڑھ، حوالی اجمیر، جیپور اور کشن گڑھ وغیرہ تک مسلسل دورے کئے اور مبلغین بھیجے۔ چنانچہ موضع چھپرہ میں مولانا سید غلام قطب الدین صاحب برہمچاری، مولانا قاضی احسان الحق صاحب نعیمی اور حضرت علامہ مولانا ابوالحسنات صاحب قادری، شردھانند کے مقابلہ میں عین رمضان شریف کی تاریخوں میں روزہ کے ساتھ پہنچے، اور فتنہ ارتداد پر فتحیاب ہو کر وہاں ایک چھوٹا سا مدرسہ قائم کیا، جس میں ملکانہ ٹھاکروں کی تعلیم کا انتظام کیا گیا۔ حضرت امیر ملت محدث علیپوری رحمۃ اللہ علیہ اس تبلیغی جدوجہد کے سلسلہ میں آگرہ ایک مدت مدید تک جلوہ افروز رہے۔ اور حضرت صدر الافاضل قدس سرہ نے اپنا ہیڈ کوارٹر آگرہ کو بنایا، آخر کار الحق یعلو ولا یُعلیٰ کی جلوہ گری ہوئی، اور شردھانند کا شر مٹا اور ہزارہا مرتد داخل اسلام ہوئے اور لاکھوں مسلمانوں کو آریوں کے چنگل سے بچایا۔ حضرت صدر الافاضل قدس سرہ کا یہ کارنامہ تفصیل کا محتاج ہے یہاں صرف مختصراً ہی عرض کیا گیا ہے۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کی اول تاسیس

اسکے بعد ہندوؤں نے ایک اور منصوبہ بنایا، گورو گوکل کی تحریک چلائی، جس کا

Marfat.com

مقصد یہ تھا کہ ایسے گوشے کھولے، کالج، بھون، آشرم، قائم کئے جائیں جس میں نوعمروں کو داخل کر کے انکو باقاعدہ ٹریننگ دیکر ان میں مسلمانوں کے خلاف غیظ وغضب اور نفرت وحقارت کا جذبہ ابھارا جائے۔ اس پر آپ نے یہ نظریہ قائم کیا کہ گو بظاہر یہ تعلیم کا پرچار ہے، لیکن نتیجہ میں اب سے بیس پچیس سال بعد ایسے لوگ تیار ہوجائینگے جو خون کی ہولی کھیلیں گے، اور اسوقت اس فتنہ کا مقابلہ آسان نہ ہوگا۔ چنانچہ آپ نے ملک کے ہر ایک سنی عالم کو جھنجھوڑا، اور انکو ان خطرات سے آگاہ وباخبر کیا اور فرمایا، اگر تم اب بھی ہوش میں نہ آئے اور اپنی تنظیم نہ کی، اور سلک میں منسلک نہ ہوئے، تو پھر جو انجام ہوناہے اسکے لیے تیار ہوجاؤ۔

چنانچہ اس مقصد کے لیے آپ نے ملک کے تمام اعاظم واکابر اہل سنت علماء ومشائخ کو مراد آباد میں مدعو کیا، ملک کے کونے کونے سے کھنچکر سب جمع ہوئے، چار روز غور وفکر کیا گیا، بالآخر "آل انڈیا سنی کانفرنس" کی داغ بیل ڈالی گئی، جسکے ناظم اعلیٰ آپ، اور صدر امیر ملت قبلہ عالم پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علیپوری قدس سرہ باتفاق رائے منتخب ہوئے۔ آپ نے ملک کے گوشہ گوشہ میں سنی کانفرنسیں قائم کیں، اور سنی مسلمانوں کو متحد کرنے کی جدوجہد شروع کر دی۔

سنی کی تعریف حضرت قدس سرہ نے سنی کانفرنس میں سنی مسلمانوں کی شمولیت کے لیے سنی کی تعریف حسب ذیل الفاظ میں فرمائی جسکو قرطاس رکنیت کی ہدایات میں شامل کر کے چھاپا گیا۔

• سنی وہ ہے جو "ما انا علیہ واصحابی" کا مصداق ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ائمہ دین، خلفاء راشدین، مسلم مشائخ طریقت، اور متاخرین علماء دین سے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت ملک العلماء مولانا بحر العلوم فرنگی محلی، حضرت مولانا فضل حق خیرآبادی، حضرت مولانا شاہ فضل رسول بدایونی،

حضرت مولانا مفتی ارشاد حسین رامپوری ، اور حضرت مولانا مفتی شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمہم المولیٰ تعالیٰ کے مسلک پر ہو"

کانگریس کی عبوری حکومت

پھر جب سنہ ۱۹۳۷ء میں انگریزوں نے عبوری حکومت قائم کر کے عنانِ حکومت کانگریس کے سپرد کی، اُسوقت تک کانگریس اور مسلم لیگ متحد تھیں، لیکن بہت جلد ہی زمانہ نے دیکھ لیا کہ کانگریس کی حکومت ملتے ہی ملک کا امن وامان اُٹھ گیا، اور وہ حکومت سنبھالنے میں ناکام رہی، آخرکار انگریزوں نے کانگریس سے عنانِ حکومت واپس لے لی۔

مسٹر جناح کی کانگریس سے علیحدگی

سنہ ۱۹۲۰ء میں کانگریس کی ایک میٹنگ لکھنؤ میں ہوئی، جسمیں مسٹر محمد علی جناح بھی مسلم لیگ کی طرف سے شریک ہوئے۔ اُسوقت کسی بات پر نہرو نے کہا ہمیں مسلمانوں کی برابر کی ضرورت نہیں، انکو ہم اپنے ماتحت رکھینگے چونکہ نہرو کو بھروسہ تھا کہ انکے ساتھ ایسے لوگ ہیں، جنکو تھوڑا سا ٹکڑا ڈال کر سب کچھ کرایا جاسکتا ہے، اور انکے جُبہ ودستار کو خریدا جاسکتا ہے، وہ بھلا محمد علی جناح کی کیا پرواہ کرتے، مگر محمد علی جناح یہ کہہ کر اُٹھ کھڑے ہوئے کہ

"ہم باعزت مساویانہ شرکت کرسکتے ہیں
ذلیل وماتحت ہوکر نہیں رہ سکتے"

اس پر نہرو نے کامل بے اعتنائی کا مظاہرہ کیا، اور مسٹر محمد علی جناح کانگریس سے نکل کر مسلم لیگ کی علیحدہ تنظیم کرنے میں مصروف ہوگئے۔

جب یہ باتیں منظرِ عام پر آگئیں، اور ہندوؤں نے اپنا چھپایا ہوا کینہ کھول کر سامنے رکھدیا، تو اُسوقت حضرت قدس سرہ نے پھر فرمایا۔

"دیکھو میں نہ کہتا تھا کہ ہندوؤں پر بھروسہ کرنا کسی وقت میں بھی صحیح نہ تھا

Marfat.com

لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ

وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ ۚ فرمانِ حق [illegible] انکار [illegible] ہے

مسلمانوں کی فلاح و بہبود کی توقع رکھنا [illegible] اور [illegible] ناعاقبت اندیشی ہے

افسوس آپ نے خیال کیا کہ انگریز اب زیادہ عرصہ تک یہاں نہیں رہیگا اس [illegible]

ملک چھوڑتے وقت ملک کی باگ ڈور کس کے سپرد کرنا ہے [illegible] انگریز [illegible] کانگریس کو

ملک سپرد کیا گیا [illegible] مسلمانوں کا [illegible] حشر ہوگا جو

قرآن کریم کا فرمان ہے اور جس کی [illegible] ۱۹۴۷ء [illegible]

میں دیکھا جا چکا ہے۔ مسلمانوں کی فلاح اور ان کی مذہبی و ملی روایات کی بقاء

اسی میں ہے کہ [illegible] مسلمانوں

کی مرکزی حکومت قائم کی جائے [illegible] اسلام [illegible] ان کو

[illegible] قرآن [illegible]

[illegible]

تحریکِ پاکستان [illegible] ۱۹۴۳ء میں [illegible]

[illegible] قائد اعظم محمد علی جناح [illegible]

[illegible] مسلمانوں کی [illegible] حکومت [illegible]

[illegible] مسلمانوں [illegible]

[illegible]

تحریکِ پاکستان میں پوری حمایت اور [illegible] مسلمانوں [illegible]

[illegible]

پاکستان [illegible] ملک کا [illegible]

[illegible] اسلامی [illegible] بنانے [illegible] مسلمانوں [illegible]

Marfat.com

قیامِ پاکستان کے سلسلہ میں سُنّی کانفرنس کی مساعی

تحریکِ پاکستان کا آغاز ہوتے ہی حضرت صدر الافاضل قدس سرہٗ نے نظریۂ پاکستان سے روشناس کرانے کے لیے "آل انڈیا سُنّی کانفرنس" کے پلیٹ فارم سے غیر منقسم برِّ صغیر کے ہر شہر و قریہ میں علماءِ اہلِ سنت کی جماعت کے ساتھ دورے شروع کر دیے۔ صوبجات مدراس و گجرات، کاٹھیاواڑ، جوناگڑھ، دہلی، دہلی، یوپی، پنجاب، بہار، غیر منقسم بنگال میں کلکتہ، ہگلی، چوبیس پرگنہ اور ڈھاکہ، کومیلا، چاٹگام، سلہٹ، تپرہ وغیرہ میں غیر معمولی وقفے کے دورے شروع فرمائے۔

پھر ۱۳۶۴ھ میں سُنّی کانفرنس کی تنظیم کو تیز تر کر دیا، صوبائی، ضلعی اور قریہ جاتی مکمل تنظیم کرائی، اور جلد ہی ایک آل انڈیا اجلاس بلانے کا اعلان کر دیا۔ اسی دوران میں راقم الحروف غلام معین الدین نعیمی کو آل انڈیا سُنّی کانفرنس کے مرکزی دفتر کا "منصرم" مقرر فرمایا۔

ملک کے اکابر و اعاظم علماء و مشائخ کرام کو نظریۂ پاکستان کی تائید و حمایت اور سُنّی کانفرنس کی تنظیم و احیاء کے سلسلہ میں دن رات جھنجھوڑا جاتا رہا۔ اس سلسلہ میں راقم الحروف کو حضرت علامہ ابوالحسنات قدس سرہٗ سابق صدر "پنجاب سُنّی کانفرنس" کے نام حضرت قدس سرہٗ کے چار خطوط میسر آ گئے ہیں، جن میں تین خط تو حضرت کے اپنے دستِ اقدس سے تحریر ہیں، اور چوتھا خط منشی کے قلم سے ہے، اور آخر میں حضرت کے دستخط ثبت ہیں، ان خطوط کو ملاحظہ فرمایئے اور آپ کی سیاسی بصیرت اور اولوالعزمی کو دیکھیے۔ یہ خطوط راقم السطور کے پاس محفوظ ہیں، زیارت کی جا سکتی ہے۔ افسوس کہ مزید خطوط دستیاب نہ ہو سکے۔

Marfat.com

تحریکِ پاکستان اور تنظیم سُنّی کانفرنس کے سلسلہ میں حضرت کے چند خطوط

بنام حضرت مولانا ابو الحسنات قادری رحمہ صدر پنجاب سُنّی کانفرنس

مکتوب گرامی ۱

حضرت مولانا المحترم المکرم الاکرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ حج و زیارت کی نعمتیں مبارک۔ تشریف آوری کی اطلاع کا منتظر ہی رہا وقت پر خبر نہ ہو سکی۔ اب بھی دل آپ کے دیدار کا متقاضی ہے بہت ہی زیادہ ہے، تنفس کا مرض ہے، جس وقت بھی افاقہ ہوا اور موقع ملا آپ کے دید و برکات سے لطف اندوز ہونے کا قصد رکھتا ہوں۔ تمام صوبجات میں سُنّی کانفرنسیں قائم ہو گئیں اور ہو رہی ہیں۔ پنجاب سُنّی کانفرنس آپ کے دست و بازو ہو۔ اس کے لیے چشم براہ تھی دنیا میں تمام جماعتیں بیدار ہیں۔ کیا سنیوں ہی کی قسمت میں خوابِ غفلت ہے۔

امید یہ تھی کہ آپ حضرات کے اثر و اقتدار سے پنجاب کی سُنّی کانفرنس تمام صوبوں پر فائق ہو گی، مگر ابھی تک جمود ہی نظر آ رہا ہے۔

براہِ کرم چشم عنایت کو کام فرمایئے اور تھوڑا وقت اس دینی اہم خدمت کی نذر کیجئے۔

مولانا ابو البرکات مولوی سید احمد صاحب سے بعد سلام مسنون کے یہی مضمون عرض کر دیجئے۔ والسلام

سید محمد نعیم الدین عفی عنہ

مکتوب گرامی ۲

عزیز محترم سلمہٗ دعوات دارین و سلام مسنون کے بعد مکشوف ہو۔ آپ کا خط مسرت نمط ملا ماشاء اللہ آپ کا جذبہ معلوم ہو کر نہایت خوشی ہوئی۔ آپ نے جمہوریت پنجاب قائم فرمائی

Marfat.com

جزاکم المولیٰ تعالیٰ ۔ آپ نے جو خطبہ چھپایا ہے اسکی دوسو چار سو جسقدر کاپیاں آپ عنایت کر سکیں فوراً بھیجدیجئے ۔ دیوان صاحب (اجمیر شریف) کی تشریف آوری کا اندراج سہواً ہوگیا، اس کی اصلاح درکار ہے ۔ استفسارات کے جواب ذیل میں ملاحظہ کیجئے ۔

(۱) ۔ آل انڈیا سُنی کانفرنس کا نام "جمہوریتِ اسلامیہ مرکزیہ" ہے ۔ یہ دو ایوانوں پر مشتمل ہوگی ۔ ایک ایوانِ عام ۔ ایک ایوانِ علماء ۔ ایوانِ علماء کا نام "جمہوریتِ عالیہ" ہے ۔ آپ دستورِ اساسی طبع کرانے کے مجاز ہیں ۔ اگر چھپوائیں تو ۲ ہزار یہاں کے لیے بھی چھپوالیں، مصارف ادا کیے جائینگے ۔

(۲) ۔ دستور پر نظرِ ثانی کر کے بعد اصلاح ارسال کیا جاتا ہے ۔

(۳) ۔ روداد ابھی طبع نہیں ہوئی، مرتب کی جارہی ہے ۔

(۴) ۔ خطبۂ استقبالیہ طبع ہو رہا ہے ۔ صوبائی جمعیتیں اسکی جسقدر کاپیاں چاہیں گی بمناسب قیمت بر دی جائینگی ۔

(۵) ۔ "پاکستان" کی تجویز سے "جمہوریتِ اسلامیہ" کو کسی طرح دست بردار ہونا منظور نہیں، خود جناح اسکے حامی رہیں یا نہ رہیں ۔ وزارتی مشن کی تجویز سے ہمارا مدعا حاصل نہیں ہوتا ۔

(۶) ۔ روزانہ اخبار کی ضرورت ہے ۔ ابھی اسکے لیے کوئی باہمت تیار نہیں ہے۔

عزیزی مولانا مولوی سید احمد صاحب سلمہٗ سے سلام مسنون فرمادیں ۔ والسلام

سید محمد نعیم الدین عفی عنہ

مکتوب گرامی ۳

عزیز القدر سلمہٗ وعلیکم السلام ورحمۃ وبرکاتہ

آپ کا گرامی نامہ ملا پاکستان کو شرعی پابندیوں کے ساتھ وجود میں لانا کسی طرح قابلِ اعتراض نہیں ہوسکتا ۔

Marfat.com

صوبائی سُنّی کانفرنس جلد قائم ہونی چاہیئے۔ تاکہ اسکے ماتحت اضلاع کی اور انکے ماتحت مقصلات کی جمعیتیں قائم ہوسکیں، اور اس نظام کے بعد آل انڈیا سنی کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لیے مؤثر مساعی عمل لائی جاسکیں۔
الیکشن کے موقع پر کانگریس کے حق میں رائے دینے سے مسلمانوں کو روکنا بالکل بجا ہے۔ اور اس میں کچھ بھی تامل نہیں، مگر اس سے آگے قدم بڑھانے کی اجازت میں آپ کو نہیں دیتا، اور آگے بڑھنے میں ہمارے اپنے مفاد خلل پذیر ہوتے ہیں، جوش میں اپنے آپ کو قابو میں رکھنا مردانگی ہے۔
مولوی .... صاحب کے بچہ کو مولیٰ سبحنہٗ عز شفا فرمائے، میں اسکے لیے دعا کرتا ہوں۔ براہ کرم مجھے اسکی صحت سے مطلع فرمایئے۔ مولوی صاحب کا یہ فرمانا کہ لیگ کانگریس سے بدتر ہے۔ غلط بھی ہے اور بہت خطرناک بھی۔ اگر یہ کلمے کانگریسیوں کے کان میں پہنچ جائیں تو وہ مسلمانوں کو آزار پہنچانے میں ان سے مدد حاصل کرسکتے ہیں۔ دعا کرتا ہوں کہ حضرت کریم برحق، مولوی صاحب موصوف کی ذہنیت درست فرمادے۔ نہ وہ کسی کی سنتے ہیں، نہ کسی سے دریافت کرتے ہیں۔ اپنی رائے کو خدا جانے کیا سمجھتے ہیں۔ مولیٰ سبحنہٗ، حق کی ہدایت فرمائے ہمیں بھی اور انھیں بھی، اور اپنے سب مسلمان بندوں کو آمین والسلام۔

(دستخط) سید محمد نعیم الدین عفی عنہ

مکتوب گرامی بنام عزیزی سلمہٗ دعوات وافرہ وسلام مسنون فوری طور پر ایک اطلاع دیدی گئی تھی، جس میں تنہا دو باتیں مقصود تھا، اس کی مکمل تجویز طبع شدہ آپ کے پاس خطبہ صدارت کے ساتھ بھیج رہا ہوں آپ کے خیال میں جو راہ اختیار کی وہ اس ماحول پر نظر کرتے ہوئے کچھ بعید نہیں ہے جس میں ابتک آپ ہیں، اور رائے جیسی بھی ہو اسکا اظہار میرے نزدیک پسندیدہ ہے

سُنّی کانفرنس کے شرکاء کی تعداد کروڑ سے تو متجاوز ہو چکی ہے، تو کیا آپ کی رائے میں مسلمانوں کی اتنی بڑی تعداد میں کوئی بھی عقل و دماغ والا انسان نہیں ہے؟
اس میں علماء بھی ہیں، انگریزی داں بھی ہیں، وکلاء بھی ہیں، اگر سب نکمّے ناکارہ ہیں صرف چار ہی آدمی ایسے قابل ہیں جو سیاست کی گاڑی چلا سکیں تب تو مسلمانوں کو صبر کر کے بیٹھ جانا چاہیئے۔ میرے نزدیک تو اللہ کے فضل سے مسلمانوں میں بہت سمجھدار لوگ ہیں جو اس کام کو خوبی سے کر سکتے ہیں اور ان میں سے خود آپ بھی ہیں اسوقت جو کونسلیں حکمرانی کر رہی ہیں انکے ارکان پر نظر ڈالیئے، کیسے کیسے بے علم ہیں، اور آپ کے علماء میں بھی اللہ کے فضل سے ہر قابلیت کے لوگ موجود ہیں۔
یہاں تو مدعا ہی اور تھا۔ بہر حال آپ غور کر لیجیے، جو مضمون خط میں لکھا ہے اگر آپ کی رائے میں مناسب ہو تو تار کے ذریعہ سے بھیج دیجیئے۔ اور آپ کی ملاقات یقیناً فائدہ بخش اور ضروری ہے، اور اس کی بہتر تدبیر یہ ہے کہ ۲-۳-۴ شعبان کو جامعہ نعیمیہ کے سالانہ جلسے ہیں، اور اسکے ساتھ سُنّی کانفرنس کے اجلاس بھی ہیں، حضرت محدث صاحب بھی تشریف فرما ہوں گے، اور علماء بھی ہونگے، آپ دونوں بھائی بھی تشریف لائیں، تو بہت اچھا موقع گفتگو کا ملے گا۔ سفر خرچ تشریف آوری پر حاضر کیا جائے گا۔

آپکے استفسارات کے جوابات اور آپ کے جوانمردانہ عمل پر مسرت کا اظہار میں آپ کا پہلا خط پا کر لکھ چکا ہوں، تعجب ہے کہ آپ کو وصول نہیں ہوا۔
دستور اساسی چھاپنے کی قطعی اجازت ہے۔
خطبۂ صدارت آپ ملاحظہ فرمائیں، اس میں سے کچھ کم نہیں کیا گیا ہے والسلام

(دستخط)
سید محمد نعیم الدین عفی عنہ

Marfat.com

بنارس میں آل انڈیا سُنّی کانفرنس کا انعقاد

سنہ ۱۹۴۶ء میں ۲۷-۲۸-۲۹-۳۰ اپریل کو بنارس میں آل انڈیا سُنّی کانفرنس کے چار روزہ اجلاس منعقد ہوئے۔ جس میں غیر منقسم ملک کے تقریباً پانچ ہزار علماء و مشائخ نے شرکت فرمائی، اور عام اجلاس میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ حاضرین کا اجتماع ہوتا تھا۔ ملک کا کوئی گوشہ ایسا نہ تھا جہاں کے علماء مشائخ سمٹ کر وہاں نہ آگئے ہوں۔ ان اجلاس میں مسلمانوں کو **پاکستان** کے قیام کے مقصد و غایت سے رُوشناس کرایا گیا۔ بنارس کا خطبۂ استقبالیہ جو کہ حضرت محدثِ اعظم ہند کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عظیم شاہکار ہے جسے راقم الحروف نے ادارۂ نعیمیہ رضویہ لاہور کے زیرِ اہتمام دوبارہ یہاں شائع کرایا ہے پڑھا گیا۔ پانچ ہزار علماء و مشائخ مندوبین کے اجتماع میں منظور شدہ قراردادوں کو اجتماع عام میں سنایا جاتا رہا۔ تمام اہلِ بصیرت کا اس پر اتفاق ہے کہ علماء و مشائخ کا اتنا عظیم اجتماع، پاک و ہند میں کبھی چشمِ فلک نے نہ دیکھا تھا۔

حضرت قدس سرہٗ نے اس اجلاس میں شرکت کے لیے لندن سے آیا ہوا وزارتی مشن کرپس وغیرہ کو بھی مدعو کیا تھا لیکن عین آخر وقت میں ملک میں گوناگوں مصروفیت کے باعث عدم شرکت کی معذرت کا تار بھیج دیا۔

اس عظیم الشان فقید المثال اجلاس میں حسب ذیل قرارداد باتفاق منظور کی گئی

قرارداد برائے تحریکِ پاکستان

(۱) آل انڈیا سُنّی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبۂ پاکستان کی پُرزور حمایت کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ علماء و مشائخ اہلِ سنت اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو

کامیاب بنانے کے لیے ہر امکانی قربانی کے واسطے تیار ہیں، اور یہ اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایک ایسی حکومت قایم کریں، جو قرآنِ کریم اور حدیثِ نبویہ کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق ہو۔

(۲) :- یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ اسلامی حکومت کیلیے مکمل لائحہ عمل مرتب کرنے کے لیے حسبِ ذیل حضرات کی ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے :-

حضرت مولانا شاہ سید ابوالمحامد سید محمد صاحب محدث اعظم ہند کچھوچھوی۔ حضرت صدرالافاضل استاذ العلماء مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب۔ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مولوی شاہ مصطفٰے رضا خاں صاحب۔ حضرت صدرالشریعہ مولانا مولوی محمد امجد علی صاحب۔ حضرت مبلغِ اعظم مولانا مولوی عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی۔ حضرت مولانا مولوی عبدالحامد صاحب قادری بدایونی۔ حضرت مولانا مولوی سید شاہ دیوان آلِ رسول علی خاں صاحب سجادہ نشین اجمیر شریف۔ حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد صاحب لاہور۔ حضرت مولانا شاہ قمرالدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف۔ حضرت پیر سید شاہ عبدالرحمٰن صاحب بھرچونڈی شریف (سندھ)۔ حضرت مولانا شاہ سید زین الحسنات صاحب مانکی شریف۔ خان بہادر حاجی بخشی مصطفٰے علی صاحب (مدراس)۔ حضرت مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب لاہور۔

(۳) :- یہ اجلاس کمیٹی کو اختیار دیتا ہے کہ مزید نمائندوں کا حسبِ ضرورت و مصلحت اضافہ کر لے، یہ لازم ہوگا کہ اضافہ میں تمام صوبجات کے نمائندے لیے جائیں۔

نوٹ :- بنارس آل انڈیا سنّی کانفرنس کا خطبۂ استقبالیہ جو حضرت محدثِ اعظم کچھوچھوی صدر آل انڈیا سنّی کانفرنس نے پڑھا تھا ادارہ نعیمیہ رضویہ سوادِ اعظم لاہور سے چالیس پیسے کے ٹکٹ بھیجکر حاصل کر سکتے ہیں۔

Marfat.com

تعمیر پاکستان کے سلسلہ میں گاندھی کے پرستاروں کی رخنہ اندازی

تعمیر پاکستان کے دوران میں گاندھی کے اشاروں پر ان کے بڑے بڑے جبہ و دستار والے دیوبندی مکتب فکر کے علماء نے ایک انوکھا اور اچھوتا نعرہ بلند کیا کہ ہندو مسلم دو قومیں نہیں ہیں سب ایک بھارت کے پوت ہیں، ملت وطنیت سے بنتی ہے دونوں کا وطن بھارت ہے، لہٰذا مسلم ملت کے وجود کو علیحدہ ثابت کر کے ملک کی تقسیم کرانا صحیح نہیں ہے۔

ڈاکٹر اقبال نے بستر مرگ پر ایک قطعہ میں کیا خوب ان کی پالیسی کھولی ہے فرماتے ہیں۔

عجم ہنوز نداند رموز دیں ورنہ	ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی ست
سرود بر سر منبر کہ ملت از وطن ست	چہ بے خبر ز مقام محمد عربی ست
بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست	اگر باو نرسیدی تمام بولہبی ست

بالآخر سنی علماء کی مساعی و ہمدردی اور مسلم لیگ کے لیڈروں کی پامردی سے اسلام کے نام پر ملک تقسیم ہوا۔

حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ہم نے مسلم لیگ کو صرف نام پر مانا، علماء اہل سنت نے اس کو کبھی نہ سمجھا، لیکن علماء نے مسلم لیگ کے حریفوں کا سرگرمی کے ساتھ مقابلہ کیا، اور یہ مسلم لیگ پر کوئی احسان نہیں ہے بلکہ ہمارا اقتضا شروع سے ہی اسلامی تعلیمات کے ماتحت تھا۔ اس جماعت نے ہزاروں میں کبھی غیر مسلموں پر اعتماد و بھروسہ نہیں کیا، اب جو ایک قوم [illegible] نے قرآن و سنت اور ایک اسلامی احکام کی تنفیذ و ترویج کا نام اٹھایا، تو علماء نے اسلام کی سربلندی کے لیے مسلم لیگ کے حریفوں کا مقابلہ کیا، اور ان تمام

Marfat.com

ہذلہ خواروں کو جنھوں نے پہلے سلطنتِ مغلیہ کے دور میں انگریزوں کی ہمنوائی میں بڑی بڑی رشوتیں لیں، جسکے صلہ میں "شمس العلماء" "خان بہادر" وغیرہ خطاب پائے، جاگیریں لیں، اور وہی سب ہندوؤں کے ٹکڑوں پر بک کر مسلمانوں کی پشت پر چھرا مارنے کا کام سرانجام دے رہے ہیں، پردہ فاش کیا لیکن ان سب ہنگامۂ رست وخیز میں مسلم لیگ نے جہاں ملک کی تقسیم کا فرض بخوبی سرانجام دیا، وہاں چند فاش غلطیاں بھی کیں، جس کی بناء پر بقول مولانا حسرت موہانی مرحوم "لنگڑا پاکستان" بنا۔

(۱):۔ پہلی غلطی یہ کہ دو صوبوں کے بُعد المشرقین کے اتصال کے لیے بری (خشکی) راستہ اپنے نصب العین میں شامل نہیں کیا۔ جب حضرت قدس سرہ اور سُنی کانفرنس کی طرف سے شدت کے ساتھ مطالبہ ہوا، تو آخر وقت میں مسٹر جناح نے مطالبہ میں شامل کیا، مگر وہ بعد از وقت تھا۔

(۲):۔ دوسری غلطی یہ کہ مسلم اکثریت کے دو عظیم صوبوں کی اندرونی تقسیم گوارا کرلی، جس کی بناء پر ۱۹۴۷ء کے ہوشربا، قیامت خیز، خوں ریزی، عصمت دری اور بے پناہ تبادلہ آبادی کی نوبت آئی، جس سے پاکستان نہایت درجہ کمزور ہوگیا، اور اسی کی بدولت کشمیر کا مسئلہ پیش آیا۔

(۳):۔ تیسری سب سے بڑی اور اہم غلطی یہ کہ آنکھ بند کرکے ریڈ کلف پر اعتماد کیا، اور یہ نہ سوچا کہ تاریخ میں کبھی انگریز مسلمانوں کا بہی خواہ نہیں رہا تو اب کیسے رہیگا، وہ اصول و انصاف کو مدِ نظر رکھ کر خطِ تقسیم کیسے صحیح کھینچے گا؟ اور اس میں کوئی چور دروازہ نہیں چھوڑے گا، جس سے کبھی مسلمان چین سے نہ بیٹھ سکیں۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ گیورداسپور جیسی مسلم اکثریت کی ریاست ہی نہیں بلکہ مالیرکوٹلہ وغیرہ بھی انڈیا کو دیدیا۔ پھر لطف یہ کہ ہندو نوازی میں بعض تحصیلوں میں سے

ان دیہاتوں کو بھی جن میں غیر مسلم تھے کاٹ کر انڈیا سے ملا دیا ... [illegible]
مانا در وغیرہ کے ساتھ جو بے انصافی کی گئی ہے وہ ملک کے ... [illegible]
مخزون ہے۔ اسی فیصلے کے نتیجہ میں ... عقلی و نقلی دلائل ... [illegible]
میں منتشر ہو رہا ہے۔

(۴) ... [illegible]
جمہوریت بنایا۔ حالانکہ ... علمائے کرام ... [illegible]
انہیں صرف ملت کا معتمد ... [illegible]
اسی کا نتیجہ ہے کہ لیڈر شپ ... عوام ... [illegible]
عوام اور حکومت میں ... [illegible]
ایسی حکومت سے بیزار ہو گئے ... یہ وہ حقائق ہیں
جن سے تاریخ کبھی انکار نہیں کر سکتی۔

قیام پاکستان کے بعد

حضرت صدر الافاضل کا پاکستان میں ورود مسعود!

۱۹۴۷ء میں حضرت صدر الافاضل قدس سرہ معیت حضرت محدث اعظم
ابو المحامد سید محمد صاحب کچھوچھوی صدر آل انڈیا سنی کانفرنس و حضرت
مولانا مفتی محمد عمر صاحب نعیمی نائب ناظر اعلیٰ آل انڈیا سنی کانفرنس ... [illegible]
غلام معین الدین خادم آل انڈیا سنی کانفرنس قیام پاکستان ... [illegible]
کی قرارداد کے بموجب ... [illegible]
تشریف لائے، یہاں اسلامی دستور پاکستان کے سلسلہ میں ... [illegible]

Marfat.com

تبادلۂ خیالات کیا، اسکے بعد کراچی تشریف لے گئے، وہاں مقامی علماء و زعماء سے اسی سلسلہ میں گفتگوئیں فرمائیں، اور مرکزی وزراء سے مقامی علماء نے اسلامی دستور کے سلسلہ میں متعدد ملاقاتیں کیں۔ بالآخر یہ طے پایا کہ پاکستان کے لیے اسلامی دستور کا خاکہ اسلامی اصول و ضوابط کے تحت حضرت صدر الافاضل قدس سرہ مرتب فرمائیں۔ پھر اسکو پاکستان کی قومی اسمبلی سے منظور کرائیں گے

چنانچہ حضرت صدر الافاضل قدس سرہ نے اسکا وعدہ فرمایا کہ میں مراد آباد واپس جاکر پاکستان کے لیے اسلامی دستور مرتب کرکے بھیج دونگا، مگر مشیتِ ایزدی کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ حضرت صدر الافاضل قدس سرہ کراچی کے دورانِ قیام میں ہی سخت علیل ہوگئے تھے۔ اپنا قیام مختصر کرکے لاہور واپس تشریف لائے تقریباً ایک ہفتہ مدرسہ حزب الاحناف دہلی دروازہ میں صاحبِ فراش رہے۔ جب حالت زیادہ خراب ہوگئی، اور کوئی اصلاح کی صورت نظر نہ آئی، تو آپ نے مراد آباد واپسی کا ارادہ فرمایا۔ اتفاق سے ایک اسپیشل ہوائی جہاز دہلی جارہا تھا اُس میں نشستیں ریزرو کرالی گئیں۔ جب مراد آباد روانگی کا دن آیا، تو علماء و زعماء کا ایک جمِ غفیر والہانہ ہوائی اڈہ پر رخصت کرنے آیا۔ حضرت قدس سرہ کی حالت کو دیکھ کر تمام لوگ چشم پرنم، اور ہر ایک یہ خیال کرتا تھا کہ اب یہ نورانی صورت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہم سے رخصت ہو رہی ہے۔

غرضکہ حضرت صدر الافاضل قدس سرہ مراد آباد پہنچنے کے بعد علالت کے باوجود پاکستان کے علماء و زعماء سے کیے گئے "اسلامی دستور" کی تدوین و ترتیب کے وعدے کے ایفاء کا عزم صمیم فرمایا۔ مختلف ممالکِ اسلامیہ اور ترکی کی خلافتِ عثمانیہ کے دساتیر و قوانین کی کتابیں جمع فرمائیں، اور پاکستان کے لیے اسلامی دستور کے خاکہ کے لیے ذیل کے چند دفعات رقم فرمائے، جو کہ حضرت صدر الافاضل قدس سرہ کے

اپنے دستِ مبارک کے تحریر کردہ ہیں اور اصل تحریر میرے پاس محفوظ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ وعلیٰ آلہ وصحبہ ومن اتبعہ وبعد

پاکستان

تعریف:- آل انڈیا سنی کانفرنس کی تشریحات کے مطابق پاکستان سے وہ آزاد اسلامی حکومت مراد ہے جو ہندوستان کے اندر شریعت اسلامیہ کے مطابق فقہی اصول پر قائم کی جائے گی:-

(۱):- اس حکومت کا فرمانروا ایک شخص امیر ہوگا۔

(۲):- اس امیر کو مسلمانانِ اہلِ سنت کی اکثریت منتخب کرے گی۔

(۳):- وہ امیر دیندار اور مدبرین اسلام کی ایک جماعت کو شوریٰ کیلئے منتخب کریگا۔

(۴):- جماعتِ شوریٰ امیر کے ماتحت ہوگی۔

(۵):- جماعتِ شوریٰ کی تجاویز امیر کی منظوری کے بعد عمل میں لائی جائینگی۔

(۶):- امیر جماعتِ شوریٰ کے مشورہ سے ایک وزیر اعظم منتخب کریگا۔

(۷):- یہ وزیر جملہ امور داخلہ و خارجہ کے نظم و نسق کا ذمہ دار ہوگا۔

(۸):- وزیر اعظم محکمہ جات سلطنت کیلئے حسب ضرورت وزراء مقرر کرکے امیر سے منظوری حاصل کریگا۔

(۹):- امیر کی منظوری کے بعد یہ وزراء اپنے محکمہ کا تمام کام اپنے ہاتھ میں لینگے اور حسب ضرورت عہدہ دار اور محکمے مقرر کریں گے۔

(۱۰):- محصولات شرع کے مطابق علماء کی رہنمائی سے مقرر کئے جائیں گے۔

(۱۱):- غیر مسلم رعایا کو معاہد بنایا جائیگا اور ان کے معاہدہ کی پابندی کی جائیگی اور ان کی جان و مال کی حفاظت حکومت کے ذمہ ہوگی۔

Marfat.com

حضرت صدر الافاضل قدس سرہ پاکستان کے لیے "اسلامی دستور" کے سلسلے میں تفصیلی خاکہ کی چند دفعات ہی لکھنے پائے تھے کہ علالت نے غلبہ کیا، یہاں تک کہ ماہِ ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ میں اس جہانِ فانی سے عالمِ بقا کی جانب رحلت فرما ہو گئے، اور یہ دستور کا خاکہ مرتب نہ فرما سکے۔

کاش کہ حضرت قدس سرہ اپنی حیاتِ مبارکہ میں پاکستان کے لیے ایک اسلامی دستور کا مکمل خاکہ مرتب فرما کر عنایت کر سکتے، تو تاریخِ اسلام میں ایک عظیم دستاویز کا اضافہ ہوتا اور اسلام پسند حلقوں کے لیے ایک اہم اور بلاشک رہنما قانونِ اسلامی کا ضابطہ ہاتھ آ جاتا، لیکن مشیتِ ایزدی میں کس کو چارہ ہے۔

سنی کانفرنس سے جمعیۃ العلماء پاکستان

ملک کی تقسیم ہو جانے کے بعد دونوں ملکوں کی حکومتوں میں باہمی بے اعتمادی کا ہونا چونکہ فطری امر تھا، اگر سنی کانفرنس کی تنظیم کو دونوں ملکوں میں اپنے اپنے نام پر قائم رکھا جاتا، تو تنظیم کے لیے کئی خدشات تھے، اور حقیقتاً دونوں ملک اس تنظیم کو شک کی نظر سے دیکھتے۔ اس لیے پاکستان میں مارچ ۱۹۴۸ء کو مدرسہ انوار العلوم ملتان میں علماء و اہلِ سنت کا ایک اجتماع منعقد ہوا، اور اس کا نام بدل کر "جمعیۃ العلماء پاکستان" رکھ دیا گیا، اور حضرت علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد صاحب سابق صدر پنجاب سنی کانفرنس کو مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان کا صدر مرکزی منتخب کیا گیا۔ اور حضرت علامہ مولانا سید احمد سعید صاحب کاظمی کو ناظمِ اعلیٰ مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان نامزد کیا گیا۔

اس طرح پاکستان میں "سنی کانفرنس" کی تنظیم "جمعیۃ العلماء پاکستان" کے نام سے موسوم ہو گئی۔

Marfat.com

بھارت میں سنی کانفرنس کا خاتمہ

چونکہ سنی کانفرنس کی پوری تنظیم تحریک پاکستان کی نہ صرف حامی تھی بلکہ اس اعتبار سے تحریک قیام پاکستان کی اساس تھی۔ تقسیم ملک کے بعد اگر اس کا دفتر بھارت میں برقرار رکھا جاتا تو بھارت کی ہندو نگری میں اسلام دشمن حکومت کو یہ کہنے کا بہانہ مل جاتا کہ یہ تنظیم پاکستان کی ایجنٹ ہے اور اس کے ارکان کو خواہ مخواہ پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا۔ اس لیے حضرت قدس سرہ نے اس تنظیم کو منسوخ کر دیا اور پاکستان کے دورانِ قیام کراچی کے علمائے اہلسنت اور امراء کی مجلس طلب کر کے ادارہ تبلیغ قائم فرمایا جس میں حضرت مولانا عبدالحامد صاحب بدایونی، حضرت مولانا عبدالسلام صاحب باندوی، حضرت مفتی اعظم پاکستان مولانا ابوالبرکات صاحب رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم کو ذمہ دار قرار دے کر سنی کانفرنس کے سرمایہ میں سے ابتدائی امداد دو ہزار روپے نقد دیے تاکہ ابتدائی کام یہ حضرات سرانجام دے سکیں اور سنی کانفرنس کے مقاصد کو ادارہ تبلیغ کے عنوان سے بڑھا سکیں۔ حضرت قدس سرہ کی رحلت کے بعد اس ادارہ نے کتنا کام کیا؟ اس کو اس کے ذمہ دار حضرات ہی بتا سکتے ہیں۔

جب حضرت قدس سرہ کا ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ کو مرادآباد میں وصال ہو گیا تو حضرت ملک العلماء مولانا مفتی محمد ظفر الدین صاحب بہاری نے سنی کانفرنس کا بقیہ سرمایہ مبلغ گیارہ سو روپے حضرت مولانا شاہ ... کچھوچھوی ... حضرت قدس سرہ کی وصیت کے بموجب جامع ... کاغذات وغیرہ کے ہمراہ حوالے کر دیا۔ اس طرح بھارت میں سنی کانفرنس عملاً ختم ہو گئی۔

دینی و سیاسی اور تنظیمی کاوشوں پر ایک نظر

(از حضرت علامہ مولانا محمد عبد الحامد صاحب قادری بدایونی۔ کراچی)

روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ کسی ایک شخص میں تمام خصوصیات یکجا نہیں ہوتیں۔ اگر ایک شخص بہتر عالم ہے، تو عمدہ خطیب نہیں، اگر بولتا اچھا ہے، تو انشاء پرداز نہیں۔ پھر اسی طرح علماء میں بہت کم ایسے بزرگ ہیں جو تمام علوم و فنون میں یکساں مہارت رکھتے ہوں۔ اگر کوئی فقہ و حدیث اچھا پڑھاتا ہے، تو ادب و منطق میں رواں نہیں۔

حضرت استاذ العلماء صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ علماء میں ایک ایسے فردِ کامل تھے کہ تقریر و تحریر، درس و تدریس، صرف و نحو، تفسیر و حدیث، فقہ و کلام، فلسفہ و منطق، ریاضی و اقلیدس وغیرہ علوم و فنون میں اس درجہ مہارت رکھتے تھے کہ ہر فن کی اوسط و اعلیٰ کتابیں بیسیوں بار پڑھائیں۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ ہر فن کی کتاب کا پہلے نفسِ مضمون ادا فرماتے، پھر اسکی تشریحات کرتے، اپنی طرف سے اعتراض قائم کر کے جوابات دیتے، کوئی پہلو تشنہ نہ چھوڑتے، نہ کسی اعتراض کی کوئی بات باقی رہ جاتی۔ ذہین و فطین طلباء مطالعہ میں بہت سے اعتراضات و ابحاث لیکر جاتے، مگر حضرت اپنے علمی تبحر اور ذکاوت سے کسی اعتراض کا موقع ہی باقی نہ رہنے دیتے۔ طلباء پر انکی شفقتِ بزرگانہ اس درجہ تھی کہ ہر ایک طالب علم یہی سمجھتا تھا کہ مجھے زیادہ چاہتے ہیں۔ طلباء کی علمی، رہائشی اور دیگر ضروریات پر نظر رکھتے، طلباء کو محنت، و سادگی اور اخلاقِ نبوی کا خصوصی درس دیا جاتا۔

حضرت مولانا مرحوم حلقۂ درس کے علاوہ اپنے مکان میں جسقدر قیام فرماتے ملاقاتیوں سے ملتے ہر ایک ملاقات میں انکی زبان سے اصلاحِ عقائد، درستیِ اخلاق، محبتِ نبوی کا زیادہ سے زیادہ درس ملتا، اور اکابرِ علماء و اتقیاء، اولیاء اللہ کی مجلسوں کا رنگ نمایاں رہتا۔

بدایوں، بریلی، مرادآباد کے خانوادوں کا یہ طرہ رہا کہ انکے مدارس و خانقاہوں میں

طلباء اور حاضر باشوں کو متبع دین بنایا جاتا، عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم، محبتِ حضراتِ انبیاء کرام واہلبیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین، اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی پیروی رگ وپے میں بٹھائی جاتی۔

تنظیمی کوشش

حضرت استاذ العلماء مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی کی ایک ایسی شخصیت تھی جو ہندوستان کے طبقہ اہل سنت اور اس کے علماء ومشائخ کی تنظیم واتحاد کی علمبردار تھی، ان کو ہمیشہ سے خیال تھا کہ جس طرح ہو سکے حضرات علماء اہل سنت اپنے بکھرے ہوئے شیرازے کو مجتمع کریں۔ انکا ایک ترجمان پلیٹ فارم ہو جس پر تمام عناصر اہل سنت یکجا ہو کر کام کریں۔ تنظیم، یکجہتی، اتحاد و یگانگت سننے اور لکھنے پڑھنے کو بہت اچھے الفاظ و نام ہیں لیکن ان عناوین پر عمل کرانا شدید مشکل ہے خصوصاً ایسی فضا میں جبکہ بعض بعض مسائل میں باہم دگر اختلافات حد کو پہنچ گئے ہوں اور ایک دوسرے کے پاس بیٹھنا بھی ناگوار ہو چکا ہو۔ البتہ ان احوال میں حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ کا علماء ومشائخ اہل سنت کو یکجا اور متحد کرنا وقت کا نازک ترین مسئلہ تھا، یہ مسئلہ [illegible] آرائیوں اور تحریکات قومیہ نے نظریاتی اور اساسی حیثیت سے باہمی خلیج پیدا کر دی تھی، بہت سے علماء اہل سنت جو سیاست میں ایک بلند مقام حاصل کر چکے تھے اور علماء ربانی [illegible] سے انکے علائق ظاہری میں بُعد [illegible] پیدا ہو چکا تھا۔ تحریک مسلم لیگ [illegible]

سنی کانفرنس بنارس

اس نازک ترین فضا میں جبکہ [illegible] علماء کی [illegible] حضرت ابوالمحامد مولانا سید محمد اشرفی محدث کچھوچھوی مدظلہ العالی اور حضرت استاذ العلماء مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی نے اپنے اخلاص اور [illegible] مساوات کی خاطر علماء [illegible] دیرینہ اختلافات کے مٹانے اور ایک نقطہ نظر پر لانے کی [illegible] ہر دو بزرگوں کی مخلصانہ جد وجہد [illegible] کامیاب [illegible]

علماء بدایوں، جماعتی تنظیم اہل سنت کی ترقی و سربلندی کی تحریک کے مؤید ہو گئے اور شانہ بشانہ تنظیم اہل سنت کی تحریکات میں شریک ہو کر متحرک ہو گئے ۔

اجلاسِ بنارس

میں نے اپنی چالیس سالہ تحریکات کی زندگی میں بہت سے جلسے دیکھے، اور بیسیوں خود منعقد کئے، لیکن میں کہتا ہوں کہ بنارس کی سنی کانفرنس کی طرح کوئی جلسہ چالیس سالوں میں نہ ہوا، ایک یہ کانفرنس تھی جس میں ہندوستان کے ہر صوبہ کے علماء و مشائخ جس کثیر تعداد کے ساتھ بنارس میں جمع ہوئے، کسی اور مقام و شہر میں اس نوعیت کا کوئی اجلاس نہیں ہوا ۔

کانفرنس خطبات، مقالات، تجاویز اور قراردادوں کی افادیت کے لحاظ سے بھی مثالی کانفرنس تھی ۔ کاش کانفرنس کے اختتام کے بعد ہمارے علماء و مشائخ اپنے اپنے حلقوں میں کانفرنس کے لائحہ عمل کو بروئے کار لاتے، تو وہ چند اجلاس اہل سنت کی مذہبی، سیاسی و علمی زندگی کو استوار کر دیتے ۔

ادھر حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی مسلسل علالتِ طبع مانع رہی، مگر علالت کے باوجود زندگی کے آخری لمحات تک مولانا سرگرمِ عمل رہے، انکی زندگی، تالیفات و مضامین، بیانات و تصانیف آج بھی ہم سب کے لیے ایک بہترین نمونہ ہیں ۔

"سوادِ اعظم" لاہور، حضرت مولانا علیہ الرحمۃ کا نمبر بعنوان "حیاتِ صدر الافاضل" نکال رہا ہے، جس میں حضرت مولانا غلام معین الدین نعیمی مرادآبادی، مولانا مرحوم کی حیات کے مختلف عناوین پر سیر حاصل بحث فرمائیں گے ۔

قیامِ پاکستان کے بعد پاکستان کے اندر جو حالات ہو رہے ہیں ان کا تقاضا ہے کہ حضرت علیہ الرحمۃ کے پاک مشن کو زندہ کیا جائے، جماعتِ اہل سنت، مشائخ و علماء کرام کی تنظیمات کو از سر نو قائم کیا جائے، جائزہ لیا جائے کہ ہماری جماعت تعمیری لحاظ سے کن کن چیزوں کی محتاج ہے ۔

بہتر سے بہتر مدرس، واعظ، مفسر، محدث، فقیہ، قاری و امام کافی تعداد میں مہیا کیا

حیاتِ صدر الافاضل حصہ چہارم

ریاضِ نعیم

سیدی حضرت صدر الافاضل [illegible]
کی مانند بڑی دسترس اور مہارت [illegible]
داخل تھی، آپ کے والدِ ماجد حضرت مولانا [illegible]
اُستاذ الشعراء تھے۔ اسی طرح آپ کے اجداد کا [illegible]
نے اپنی حیاتِ طیبہ میں بے شمار نعتیں اور نظمیں فرمائی ہیں۔ [illegible]
جمع نہیں کی گئیں، بلکہ جیسے جو لکھتے گئے [illegible] افراد
سے اس معاملہ میں رابطہ بھی قائم کیا، مگر [illegible] کلام فراہم نہ ہو سکا۔ مندرجہ
ذیل کلام بھی وہ ہے جو میں نے اپنی حاضری کے دوران جمع کیا۔ [illegible] حضرت
نے وقتاً فوقتاً فرمایا۔ ان میں کچھ نظمیں ایسی تھیں جو [illegible] آخری
دنوں میں میں نے عرض کیا کہ انھیں مکمل فرما دیا جائے، تو حضرت نے کچھ دن پہلے
انھیں مکمل فرمایا۔ ان اشعار میں اپنے [illegible] رخصت ہونے کے بارے میں تلمیح
موجود ہے، مثلاً یہ شعر کہ ؎

چلدیئے باغ سے چمن پیرا ٭ [illegible]

بہرحال میں جس قدر کلام جمع کر سکا نذرِ قارئین کیا جاتا ہے۔ [illegible]
کتابی شکل میں حضرت قدس سرہٗ کے وصال [illegible]

غلام [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

[illegible] میرا مولیٰ میرا مولیٰ — رب ہے افضل سب سے اعلیٰ میرا مولیٰ میرا مولیٰ
بگڑے کام [illegible] — سچا مالک سچا آقا میرا مولیٰ میرا مولیٰ
[illegible] — رازق داتا پالنہارا میرا مولیٰ میرا مولیٰ
[illegible] — خوبی والا سب سے نیارا میرا مولیٰ میرا مولیٰ
اول آخر [illegible] ظاہر — عالم دانا واقفِ کل کا میرا مولیٰ میرا مولیٰ
[illegible] — میرا پیارا میرا آقا میرا مولیٰ میرا مولیٰ

طالب [illegible] اُسکا [illegible] ہے اُسکو [illegible]
[illegible] میرا مولیٰ

[illegible] مدینہ مرحبا — اے [illegible] باغِ طیبہ مرحبا
غنچۂ پژمردۂ دل کو شگفتہ کر دیا — مرحبا اے بادِ صحرائے مدینہ مرحبا
[illegible] میری آنکھ میں — مرحبا صد مرحبا اے خاکِ [illegible] مرحبا
[illegible] مدینہ کی [illegible] — مرحبا جود و نوالِ شاہِ طیبہ مرحبا
[illegible] شاہ [illegible] — جان قربان آستانِ عرش پایہ مرحبا
آستانِ [illegible] امیدوار [illegible] — رحمتِ عالم سے کہتے ہیں کریما مرحبا

[illegible] طیبہ [illegible]
مرحبا [illegible] شاہِ طیبہ مرحبا

منقبت اعلیٰ حضرت [illegible] سید شاہ علی حسین الاشرفی الجیلانی

[illegible]

[illegible] — [illegible] مطاف [illegible]

بارید دُر زنرگس و سیراب تر نمود
گل را و چاہ را و صراحیِ سلاف را

اے مہر جلوہ چو رخِ مہرِ ما بکن
ورنہ خجل نشیں کہ چہ حاجت گزاف را

افشاند گل زلعل و زاں گل بساعتے
بخشید نورِ آئینہ کوہِ قاف را

دل پارہ پارہ کرد خدنگِ نگاہِ یار
ہم تیرِ او بدوخت لبِ ہر شگاف را

آوردہ ایم کاسۂ سر را بخدمتش
زاں آرزو کہ بشکنداں مہ صحاف را

اے دستگیر دستِ نعیمِ حزیں بگیر
آنجا کہ حزن نیست مراہلِ عفاف را

ہے کون جو شائق ہو مری طرح ستم کا
مشتاق دل و جاں سے ہوں درد کا غم کا

یکتا ہوں وہ غمگیں کہ نہیں جز مرے گھر کے
ڈھونڈو تو پتہ تک نہ ملے رنج و الم کا

اب شوق یہ کہتا ہے وہاں پہلے ہی پہنچے
کاغذ سے کبھی آگے ہو قائم نقشِ رقم کا

اور رشک یہ کہتا ہے کوئی دیکھے نہ مضمون
کاغذ پہ نشاں بھی نہ رہے نقشِ رقم کا

وہ اپنا جفا کا شناسا میں ثانی نہیں رکھتے
معلوم نہیں کس سے لیا درس ستم کا

وعدے تو وہ کر لیتے ہیں ایفا نہیں کرتے
کچھ پاس نہ وعدے کا انھیں ہے نہ قسم کا

اے کاش کوئی اس بتِ طناز سے کہتا
ہے چاہنے والا ترا مہماں کوئی دم کا

نادیدہ نگاہوں سے مجھے آپ نے دیکھا
ممنون ہوں میں آپ کے اس لطف کرم کا

سنتے ہیں نعیم آتے ہیں وہ بہرِ عیادت
کیا آج ستارہ مری تقدیر کا چمکا

کس کے وعدہ پہ اعتبار رہا
مرتے مرتے بھی انتظار رہا

بزمِ اعدا میں رات جاگے ہیں
آنکھ میں شام تک خمار رہا

آنکھ وہ کیا جو اشکبار رہی
دل ہی کیا وہ جو بیقرار رہا

آنکھ وہ دیکھے جو شاد رہی
دل جو دلبر سے ہمکنار رہا

Marfat.com

آپ پہلو میں دشمنوں کے رہے | میری آنکھوں میں انتظار رہا
نہ وفا کی جناب نے مجھ سے | نہ مجھے دل پہ اختیار رہا
روتے روتے گزر گئیں راتیں | دلِ بے صبر بے قرار رہا
انتہا ہے سیاہ بختی کی | دل گرفتارِ زلفِ یار رہا

ہائے منعم کی بیکسی افسوس
نزع میں بھی وہ اشکبار رہا

خمسہ بر غزل حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ

اَحۡسَنَ اللّٰهُ اِلَیۡنَا حُسۡنًا | بَارَكَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیۡنَا
نَحۡنُ فِیۡ سِکَّةِ بَلَدِكَ طُفۡنَا | شرفِ کعبہ بود کوئے ترا

زَادَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی شَرَفَا

زانکہ بُد از مئے عشقش سرمست | دلق اندر بغل و کاسہ بدست
دلق انداختہ و کاسہ شکست | زائرِ کوئے تو از کعبہ گذشت

سرِ کوئے تو کجا کعبہ کجا

کردِ فرمانِ خداوندِ قدیر | خاکِ ما از مئے الفت تخمیر
عشقِ ابروئے تو اے مہرِ منیر | ساخت ہمچوں مہ تو ما شدہ پیر

میلِ ابروئے توام پُشت دوتا

عشق را طرفہ مگر بنیاد است | بر لبِ دوست از و فریاد است
کہ تنم ہمچو دلم برباد است | سرمن غرقہ بخوں افتاد است

تا فتاد ست ز تیغ تو جدا

مے بمیناست مگر ساقی نیست | رقیہ موجود مگر راقی نیست

Marfat.com

نہ تو از درد مرا داقی نیست | بے تو با جان دگرم باقی نیست

جان اگر رفت ترا بادِ بقا

رود نزدِ اطبا نزود | فکر دارد و مداوا نکند

منتِ نازِ طبیباں نکشد | ہر کجا دردِ دوا نیز بود

چو تو بے دردِ فتادی چہ دوا

لحق الضیرُ باصحابِ ولا | مَا بِہِ الحَظُّ لِاَهلِ الاَهوا

دل لغیم ست گرفتارِ بلا | داشت دربیتِ حزن جامی جا

جَاءَهُ مِنكَ بَشِیرٌ فَنَجَا

منقبت در شانِ شہزادۂ عالیجاہ حضرتِ امام علی اکبر رضی اللہ عنہ

رِ نگاہِ فاطمۂ آسماں جناب | صبرِ دلِ خدیجۂ پاک ارم قباب

منتِ دلِ امامِ حسین ابن بوتراب | شیرِ خدا کا شیر وہ شیروں میں انتخاب

ورت تھی انتخاب تو قامت تھا لاجواب | گیسو تھے مشک ناب تو چہرہ تھا آفتاب

ہرہ سے شاہزادہ کے اٹھا ہی تھا نقاب | مہر سپہر ہو گیا خجلت سے آب آب

اکل کی شام رخ کی سحر موسم شباب | سنبل نثارِ شام فدائے سحر گلاب

ہزادۂ جلیل علی اکبرِ جمیل | بستانِ حسن میں گلِ خوش منظرِ شباب

اٹھا اہلِ بیت نے آغوشِ ناز میں | شرمندہ اسکی نازکی سے شیشۂ حجاب

ہراکے کوفہ عالم انوار بن گیا | چمکا جو رن میں فاطمہ زہرہ کا ماہتاب

رشید جلوہ گر ہوا پشتِ سمند پر | یا ہاشمی جوان کے رخ سے اٹھا نقاب

دولت نے مرحبا کہا شوکت تھی رجز خواں | جرأت باگ تھامی شجاعت نے لی رکاب

ہر کو اسکے دیکھ کے آنکھیں جھپک گئیں | دل کانپ اٹھے ہو گیا اعدا کو اضطراب

سینوں میں آگ لگ گئی اعدائے دین کے | غیظ و غضب کے شعلوں سے دل ہو گئے کباب
نیزہ جگر شگاف تھا اُس گل کے ہاتھ میں | یا اژدھا تھا موت کا یا اُسوۃ العقاب
چمکا کے تیغ مردوں کو نامرد کر دیا | اُس سے نظر ملاتا یہ تھی کس کے دل میں تاب
کہتے تھے آج تک نہیں دیکھا کوئی جواں | ایسا شجاع ہوتا جو اس شیر کا جواب
مردانِ کار لرزہ براندام ہو گئے | شیر افگنوں کی حالتیں ہونے لگیں خراب
کوہ پیکروں کو تیغ سے دو پارہ کر دیا | کی ضرب خود پر تو اڑا ڈالا تا رکاب
تلوار تھی کہ صاعقۂ برق بار تھا | یا ازبرائے رجمِ شیاطین تھا شہاب
چہرہ میں آفتابِ نبوّت کا نور تھا | آنکھوں میں شانِ صولتِ حیدر ابوتراب
پیاسا رکھا جنھوں نے انھیں سیر کر دیا | اس جود پر ہے آج تری تیغ زہر آب

میداں میں اُسکے حُسن و ہنر دیکھکر نعیم
حیرت سے بدحواس تھے شیخ و شباب

ترکِ عصیاں کن امتنار چہ شود | توبہ کن توبہ انتظار چہ شود
ہوش کن ہوش فکرِ عقبیٰ کن | مستیِ بادۂ خمار چہ شود
راہ در دل بجوئی سوئے حبیب | سجدۂ خاکِ رہ گزار چہ شود
روحِ اعمالِ بندہ اخلاص است | زاہدا صومِ افتخار چہ شود
چوں نماند ست التفات بغیر | پس نظر سوئے گلعذار چہ شود
ترک کن این و آن و ما و من | قصد مقصد کن از غبار چہ شود

گوشہ گیر چوں نعیم الدین
صوفیا گردشِ دیار چہ شود

اے دل از انتظار چہ شود | در غمِ ہجر بے قرار چہ شود
گر نباشد مکانِ دوست بدل | نالہ و آہ و چشمِ زار چہ شود

Marfat.com

ور تو در دل بہار اداری | [illegible] شود
چون نباشد بہار در باطن | [illegible] شود
داغ عشق سینہ پارا شدہ دل | [illegible] شود
خانۂ دل ز غیر خالی کن | [illegible] شود
دل کہ اسرار گاہ دادار است | [illegible] شود
نگہ دنیا نفس است آتش ازان | [illegible] شود

[illegible]

خانۂ دل خراب و دوا رجہ شود

تکتے رہتے ہیں [illegible] | [illegible]
نہ کسی واسطے [illegible] | [illegible]
نہ نیازی [illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible]
ہم سے [illegible] | [illegible]
آپ اتنا تو [illegible] | [illegible]

آپ [illegible]

[illegible]

مخمس بر غزل حضرت مولانا [illegible]

یہ ہجراں [illegible] | [illegible]
ہمارے غموں کی [illegible] | [illegible]

[illegible]

Marfat.com

بے چینی میں کچھ کمی ہے نہ کاست
نہ دل را قرار ہے نہ غم را دواست
ہے کس طرح سے کوئی تدبیر راست
مرا طاقتِ دیدنِ او کجاست
کہ بے خود شود ہر کہ نامش برد

بہت فکر کی ہم نے شام و پگاہ
بہت رنج راتوں بہت کھینچی آہ
نظر آئی تب یہ صبح گاہ
بود سرمۂ دیدہ آں خاکِ راہ
کہ مردم بصد اہتمامش برد

بہت غم میں تھا دلِ چارہ جو
یہ کرتا تھا خود آپ سے گفتگو
میں دیکھوں انہیں اور وہ ہوں روبرو
چہ شکوست بودن گرفتارِ او
خوشا دل کہ را ہے بدامش برد

وہ سیمائے انور وہ نورِ اتم
وہ رخ کی تجلی وہ حسنِ تمام
خجل مہر ہو اس سے روشن ہو شام
چو آں میکند جلوہ از طرفِ بام
فلک رشک از طرفِ بامش برد

مجھے دیکھ کر ایسا وحشت زدہ
نسیمِ سحر کو بھی رحم آگیا
برو عنایت بشانِ سخا
مرا تشنگے سروِ سہی چوں صبا
ہوائے قدِ خوش خرامش برد

نعیمؔ سیہ کار بے حد ہے بد
کہ لطف کی آن کے گر ہو مدد
تو حاصل ہو سب رشکِ نعیمِ ابد
بمیخانہ جامی بخود چوں رود
مگر ہمتِ شیخ جامش برد

کبھی تو آ مرے دل میں قرارِ دل ہو کر
کبھی ہو آتشِ غم سرد مشتعل ہو کر
پھر ایسا جلوہ دکھا حسنِ بے مثالی کا
ہرے ہوں زخمِ دلِ زار مندمل ہو کر
مٹا دے مجھ کو کہ جلوہ نما ہو ہستیِ حق
مرے وجود کا پندار مضمحل ہو کر

Marfat.com

عروجِ عالمِ روحانیت کہاں وہ کہاں | جو پھنس گیا ہو عناصر میں پابگل ہو کر
یہ عشقِ مادّیت راہزن ہے مہلک ہے | پہنچنے دیگا نہ منزل پہ جانگسل ہو کر
عجب مقام ہے تدبیرہائے عالم سے | خلل فراغ میں آئے نہ مشتغل ہو کر

نعیم مست خدا جانے کہہ گیا کیا کیا
خرد سے دور حماقت میں مشتمل ہو کر

گفت دانا و عارفِ اسرار | لیس فی الدار غیرہٗ دیّار
سرِ منصور بر سرِ دار ہے | ق | سرمازِ بر پائے توسنِ یار
ایں قدر فرق لازمی آمد | درمیانِ اراذل و سردار
بہرِ ماجرعہ بود کافی | بہرِ او اند کے عیون و بحار
ماندار یم ظرف یک قطرہ | او نیارد محیط را بشمار

دل ما تنگ و تیرہ ہست نعیم
دلِ او ہست مشرقِ انوار

خمسہ

چھپ کے پردہ میں آنکھ کے وہ حسیں | دل کے پردہ میں ہو گیا ہے مکیں
لاکھ پردہ ہے اور پردہ نہیں | جلوہ گر گشت یار پردہ نشیں

غمزہ زن گشت حسن در بازار

منعمِ خستہ و جگر افگار | از پئے زخمہائے قلب نگار
مرہمے می بجست از بازار | لیکن صدا آمد از در و دیوار

لیس فی الدار غیرہٗ دیّار

دلِ افگار کا خدا حافظ | تنِ بیمار کا خدا حافظ
گریۂ غم رفیق ہر دم ہے | چشمِ خونبار کا خدا حافظ

Marfat.com

بے زری بیکسی ہیں ہمدم حرم | ایسے ناچار کا خدا حافظ
دشمنوں کے بُرے ارادے ہیں | خستۂ زار کا خدا حافظ
آندھیاں چل رہی ہیں آفت کی | گلِ بے خار کا خدا حافظ
آہ کرتی ہے آہ گلشن کو بلبل | دل کے اسرار کا خدا حافظ
چل دیئے باغ سے چمن پیرا | گل و گلزار کا خدا حافظ
کیا ظالم نے آشیاں ویراں | بلبلِ زار کا خدا حافظ
جسکو لینا ہے عشق کا سودا | اُس خریدار کا خدا حافظ

بندہ تنہا مصیبتیں بے حد
نعیمِ زار کا خدا حافظ

ہم اٹھا بیٹھے ہیں اُس شوخ کے دیدار پہ حلف | جان دینے کیلئے ابروئے خمدار پہ حلف
وعدۂ وصل کیا اور قسم بھی کھائی | پھر جو کچھ سمجھے تو انکار اور انکار پہ حلف
رات بوسے تو نہ دیتے تھے مگر دیتے تھے | بوسہ لو یہ ہے قسم گریۂ خونبار پہ حلف
آپ کی آنکھوں نے بیمار بنایا ہمکو | ہو اگر شکوہ تو رکھو نرگسِ بیمار پہ حلف
اس میں کیا بس ہے سر اسکیلئے دیتے ہو مجھے | گرم نالہ پہ قسم آہِ شرربار پہ حلف
وعدہ کیا شے ہے وہ خوبی سے اُڑا دیتے ہیں | ایک ہی جنبشِ ابروئے ستمگار پہ حلف

اے نعیم آج جو مشہور وفا دشمن ہیں
رکھتے ہیں عہدِ وفا کا وہ وفادار پہ حلف

خمسہ بر غزل حضرت مولانا جامی رحمتہ اللہ علیہ

مَرِیضُ الحُبِّ یا مولای یہواک | ولا یشفیہ شیءٌ غیرُ لُقیاک
کرم کن بر غریباں طالبِ مشتاک | زہجراں بر لب آمد جانِ غمناک
اَلَا یا لَیتَ شِعرِی اَینَ اَلقاک

Marfat.com

ز ہے غیر از رہِ عشقت نہ پویم ‏ حدیثے جز ثنائے تو نہ گویم
ز لوحِ قلب نقشِ غیر شویم ‏ بہر جمعیتے وصلِ تو جویم

لَعَلَّ اللّٰہَ یَجْمَعُنِیْ وَاِیَّاکَ

بدیدارِ تو باشد کے برابر ‏ نظر کردن بخلدِ پاک منظر
نہ بردارم ز خاکِ پائے تو سر ‏ نعیمِ خلد اگر گردد میسر

لَعَمْرِیْ لَا یَطِیْبُ الْعَیْشُ لَوْلَاکَ

ز خود رفتم کہ یابم از تو ہستی ‏ چو سایہ ہمرہت باشم دوامی
مرا حاشا ز حضورِ خویش یابی ‏ عنانِ عزم ہر سوئے کہ تابی

سِوَی الْقَلْبِ الْمُتَیَّمِ لَیْسَ مَاوَاکَ

ز فغان و آہ شیون ہا شنیدی ‏ بچشمِ لطف سوئے من ندیدی
چرا اے جانِ من از من رمیدی ‏ شدم خاکِ رہ دامن کشیدی

و من چوں شاخِ گل خاشاک خاشاک

اگر بر گردنِ عاشق نہی تیغ ‏ فدائے تیغ گردم ار کشیدی تیغ
برائے جانِ منعم می بری تیغ ‏ بقصدِ قتلِ جامی می بری تیغ

کرم ہائے کنی اللّٰہُ اَبْقَاکَ

کیجیے کس سے بیانِ دردِ دل ‏ کس سے کہیے داستانِ دردِ دل
غیر کی منت اٹھانا کیا ضرور ‏ حال کہہ دے گی زبانِ دردِ دل
سوزشِ غم کا بیاں ہے آہِ گرم ‏ چشمِ تر ہے قصہ خوانِ دردِ دل
عاشقِ شوریدہ سے کیا پوچھنا ‏ زرد رخ ہے ترجمانِ دردِ دل
دیکھ کر ان کو شگفتہ ہو گیا ‏ کیا دکھاتا میں نشانِ دردِ دل
تابشِ رخ سے سحر کر دیجیے ‏ ہے شبِ تیرہ جہانِ دردِ دل

Marfat.com

زخمہائے دل کے غنچے کھل گئے | رنگ پر ہے بوستانِ دردِ دل
درد سچا ہے تو ہوگی چشمِ لطف | ہے یہی بس امتحانِ دردِ دل
اے صبا جا کر مدینہ میں سنا | حالِ زارِ نعیم جانِ دردِ دل

لطف ہو منعم سے فرمائیں حضور
ہے مزے کی داستانِ دردِ دل

جہاں زیرِ نگینِ شاہِ عالم | درخشاں مہر دینِ شاہِ عالم
فزوں در مرتبہ از عرشِ اعلیٰ | زہے قدرِ زمینِ شاہِ عالم
امامِ قدسیانِ سدرہ منزل | یکے از خادمینِ شاہِ عالم
جمیلِ آسمانی خانہ زادے | ز انوارِ جبینِ شاہِ عالم

نعیم الدین عاصی ہیچ کارہ
غلامِ کمترینِ شاہِ عالم

تضمین بر غزل بیدم

ربِ احمد کی قسم احمدِ ذیشاں کی قسم | اپنے آقا کی قسم شاہِ رسولاں کی قسم
دردِ دل کی قسم اپنے دلِ بریاں کی قسم | مٹ گئے عشق میں چاکِ درِ جاناں کی قسم

پھر بھی بےچین ہے دل جنبشِ داماں کی قسم

ملتی ہے تیری غلامی سے نجاتِ ابدی | تجھ میں گم ہونے کو کہتے ہیں ثباتِ ابدی
تجھ پہ مٹ جاؤں تو حاصل ہو صفاتِ ابدی | تجھ پہ مرنے کو سمجھتا ہوں حیاتِ ابدی

آرزوؤں کی قسم حسرت و ارماں کی قسم

دیکھنے والوں کے پھر ہوش اڑا دے جلوہ | آج ہر ذرہ کو خورشید بنا دے جلوہ
حسرتیں اس دلِ شیدا کی مٹا دے جلوہ | حشر ہے آج تو بے پردہ دکھا دے جلوہ

تجھ کو محبوب مرے چاکِ گریباں کی قسم

دل وحشی ہے ترے ہجر میں ہر دم مغموم
آگے تقدیر میں کیا ہے یہ نہیں کچھ معلوم
درِ اقدس پہ پہنچتا یہ کہاں تھے مقسوم
تیرہ بختی نے رکھا وصل سے ابتک محروم
شبِ ہجراں کی قسم شامِ غریباں کی قسم

خسروِ حُسن ترے حُسن کی یکتا ہے بہار
یہ تو ممکن نہ کسی طرح کہے گا زنہار
دل تو کیا چیز تری زلف پہ کونین نثار
دل اُلجھتا ہے خدا کیلیے زلفوں کو سنوار
اپنے بیدم کے تجھے حالِ پریشاں کی قسم

خمسہ بر غزل حضرتِ مولانا جامی رحمتہ اللہ علیہ

نہ روزے کہ مغموم و محزوں نہ گریم
نہ وقتے کہ از سیل افزوں نہ گریم
نہ شامے کہ من ہمچوں مجنوں نہ گریم
دمے نگذرد کز غمت خوں نہ گریم
ز وصلت جُدا ماندہ ام چوں نہ گریم

بسلطانِ خوباں مرا ہست رازے
باہلِ جہاں کے کند قلب سازے
بدرگاہِ سرکار دارم نیازے
نہ بینم بطرفِ چمن سروِ نازے
کہ از شوق آں قدِ موزوں نہ گریم

لکارم کجا آید ایں تاک زادہ
مرا ساقیم ذوق پاکیزہ دادہ
خمارم زعشق ست ہر دم زیادہ
نیارم گہے سوئے لب جامِ بادہ
کہ بر یادِ آں لعلِ میگوں نہ گریم

مرا یادِ محبوب ہر لحظہ باید
دلم جانبِ مہوشاں کے گراید
گہے التفاتِ سوئے کس نشاید
ز لیلیٰ مرا ہیچ گہہ یاد ناید
کہ بر محنت و دردِ مجنوں نہ گریم

حقیقت شناسے کہ وصفت شنیدہ
تعلق زخوبانِ عالم بریدہ

ہر آں را کہ ذوقِ غمِ اُو چشیدہ | نہ خونِ جگر ماند و نے آب دیدہ
نہ از بے غمی داں کہ اکنوں نہ گریم

نعیما بسے مست ہشیار جامی | کہ دارد بنیاز بسر کار جامی
زعشقِ نبی گنج اسرار جامی | نہ بینم کسے گریہ بازار جامی
کہ از دیدہ و دل برد خوں نہ گریم

منقبت بجناب امامِ عالیمقام حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عابدِ کبریا امام حسین | زاہدِ بے ریا امام حسین
گلِ گلزارِ سیّدِ عالم | مہ جبیں خوش لقا امام حسین
حضرتِ فاطمہ کے نورِ نظر | دینِ حق کی ضیا امام حسین
قرۃ العین حضرتِ حیدر | سیّدِ اولیا امام حسین
سبطِ اکبر کے راحتِ دل و جاں | قوتِ مجتبیٰ امام حسین
دین کے پیشوا امام حسین | رہنما مقتدا امام حسین
جملہ اصحاب کے قرارِ دل | وارثِ انبیا امام حسین
جاں نثارانِ دین کے سرخیل | ہادی و پیشوا امام حسین
وہ شہادت کو ناز ہو جن پر | اہلِ صبر و رضا امام حسین
صاحب عدل و داد و حلم و کرم | تاجِ اہلِ سخا امام حسین
حامیِ دین ناصرِ ملت | دینِ حق پر فدا امام حسین
کربلا کی زمیں پہ خوں سے لکھا | تم نے نامِ وفا امام حسین
تم نے دکھلا دیا زمانے کو | نقشِ صدق و صفا امام حسین
دھوم عالم میں ہے شجاعت کی | کام ایسا کیا امام حسین

Marfat.com

کیسے کیسے ستم ہوئے تم پر — عاشقِ کبریا امامِ حسین
راہِ حق میں کٹایا سب کنبہ — مرحبا مرحبا امامِ حسین
تین دن تک پیاس میں تڑپا — تیرا سب قافلہ امامِ حسین
نونہال اپنے تم نے نذر کیے — فخرِ صبر و رضا امامِ حسین
فوجِ ظالم کی روسیاہ ہو لی — کر کے ظلم و جفا امامِ حسین
تیری صولت سے تیرے اعدا میں — تہلکہ پڑ گیا امامِ حسین
تیری تلوار کا جہاں میں ہے — آج تک غلغلہ امامِ حسین
کاٹے ہر وار میں پرے کے پرے — رو دیئے اشقیا امامِ حسین
جلوہ افروز کربلا میں ہوئے — سیدِ انبیاء امامِ حسین
آپ کو دائمی حیات ملی — اے امامِ ہدیٰ امامِ حسین
سب جہاں میں تمہارا قبضہ ہوا — فاتحِ کربلا امامِ حسین
ساری خلقت میں ہو گئے رسوا — تیرے اعداء شہا امامِ حسین
سارے عالم کے مومنوں کیلیے — رب سے کیجئے دعا امامِ حسین
آپ سے رکھتے ہیں امیدِ کرم — رنج کے مبتلا امامِ حسین

اس اغیم کا نا ہے تمہاری اطاعت
اے شہِ اصفیاء امامِ حسین

قتیلِ خنجرِ بیداد دل میں — فدائے ناوکِ صیاد ہوں میں
مجھی سے ہے جہاں میں نامِ الفت — حدیثِ عشق کی اسناد ہوں میں
مصائب کے پہاڑوں کا نہیں خوف — کہ اپنے وقت کا فرہاد ہوں میں
نکالے چشمے اس نے بت کو توڑا کر — ترا اس کو تجھے استاد ہوں میں
تمنا یہ ہوں کہ تم ہو جاؤ آباد — یہ چاہا ہے تم مرا دل برباد ہوں میں

Marfat.com

یہ پایا آپ کی الفت کا ثمرہ
لگایا جب سے دل ناشاد ہوں میں

چمن میں کس طرح میرا گزر ہو
اسیرِ پنجۂ صیاد ہوں میں

کیا ایسا غموں نے مجھکو رنجور
کہ محوِ نالہ و فریاد ہوں میں

اسیرِ عشق ہوں آزاد ہوں میں
غموں میں مبتلا ہوں شاد ہوں میں

یہ فیاضی کرم کر کر کے ہر بار
مجھی کو بھولتے ہیں یاد ہوں میں

مٹا دی اُس نے میری سرگرانی
رہینِ منتِ جلاد ہوں میں

گل و نسریں پہ دل مائل نہیں ہے
فدائے قامتِ شمشاد ہوں میں

نعیمِ بے خطا پر یہ جفائیں
غنیمت ہے کہ اُنکو یاد ہوں میں

نالہ کرتے ہیں آہ کرتے ہیں
یہ بھی کوئی گناہ کرتے ہیں

پاؤں زخمی ہوئے تو ہونے دو
سر کو ہم وقفِ راہ کرتے ہیں

آپ کے ہجر میں اسیرِ الم
گریہ اے بادشاہ کرتے ہیں

دُور دُوری کا دُور ہو جائے
یہ دعا صبح گاہ کرتے ہیں

دل لگانا کسی سے لاحاصل
وہ کسی سے نباہ کرتے ہیں

گرچہ عاصی ہیں، تیری رحمت کی
ہم اُمید اے اللہ کرتے ہیں

نا امیدی ہے کام کافر کا
یاس وہ روسیاہ کرتے ہیں

آپ کے غم میں جان دی ہم نے
آپ کو ہم گواہ کرتے ہیں

اُن کے حسنِ جمیل کی توصیف
انجم و مہر و ماہ کرتے ہیں

حالِ اُن سے کیا کہے کوئی
سُن کے وہ واہ واہ کرتے ہیں

حُسنِ ناپائیدار پر یہ غرور
بُت ستم بے پناہ کرتے ہیں

عشق کرتے ہیں جو بری رُو سے
نامہ اپنا سیاہ کرتے ہیں

Marfat.com

حُسنِ فانی بھی حُسن ہے کوئی | عُمر کو کیوں تباہ کرتے ہیں
حُسنِ باطل پہ ناز اور غمزہ | کیوں یہ نامہ سیاہ کرتے ہیں

آنکھ رکھتے ہیں جو نعیم الدیں
دل سے عشقِ الٰہ کرتے ہیں

قصہ اُن کے ستم کا کہتے ہیں | اشکِ خُوں آنکھ سے جو بہتے ہیں
ہم ہی ہیں وہ جو آپ کے طعنے | سنتے رہتے ہیں اور سہتے ہیں
آپ کا حُسن بے زوال نہیں | مہر و مہ بھی کبھی تو گہتے ہیں
پردہ در پردہ پردہ در پردہ | آپ آنکھوں میں میری رہتے ہیں

اس کا انکار تو غلط ہو گا
دلِ منعم میں آپ رہتے ہیں

تختۂ مشقِ جفائے کج ادا میں ہی تو ہوں
گردِ رہوارِ عتاب دلربا میں ہی تو ہوں

خاک ہو کر میں نے اُن کا رُتبہ بالا کر دیا
مس کو جو کر دے طِلا وہ کیمیا میں ہی تو ہوں

بانیِ ظلم و ستم، جور و جفا تم ہی تو ہو
ناز بردارِ ستم عینِ وفا میں ہی تو ہوں

سختیوں کے واسطے پیدا ہوا میں ہی تو ہوں
قیس اور فرہاد سب کا پیشوا میں ہی تو ہوں

کشتۂ تیغِ ستم، رنجورِ نازِ فتنہ زا
منعمِ افگارِ مشکورِ جفا میں ہی تو ہوں

قطعہ

شکستہ حال و شکستہ دل و شکستہ امید
زبانِ شکستہ ہوں باتیں شکستہ کہتا ہوں
شکستہ خط میں شکستہ قلم سے حالِ شکست
شکستہ دل کا شکستہ ورق پہ لکھتا ہوں

اے زائرِ کوئے نبی اتنا تو کر اے مہرباں
اہلِ مدینہ کو سُنا حالِ نعیمِ خستہ جاں
مایوسیوں کی کثرتیں ناکامیوں پر حسرتیں
تنہائیوں کی وحشتیں اندوہ غم کی داستاں
بیتابیوں کا سلسلہ بےچینیوں کا مشغلہ
ناصبریوں کا غلغلہ اور شدّتِ دردِ نہاں
سر میں ہے سودائے جنوں وحشت سے حالت ہے زبوں
دل سے ہوا رخصت سکوں آنکھوں سے اشکِ خوں رواں
شدّت پہ ہے دورانِ سر زوروں پہ ہے دردِ جگر
خوں رو رہی ہے چشمِ تر چھلنی ہوا ہے دل کتاں
جلتے رہے تاب و تواں اعضا میں قوت ہے کہاں
غم نے کیا ہے نیم جاں دردِ جدائی الاماں
یہ شورشِ طوفانِ غم یہ سوزشِ رنج و الم!
ہجراں کے یہ جور و ستم اور یہ ضعیف و ناتواں
دل حسرتوں میں کاٹنا راتوں کو رونا جاگنا

ہر وقت غم کا سامنا ہر لحظہ آنکھیں خونفشاں
اعدا کے نرغے ہیں خدا اپنے ہوئے ہیں بے وفا
ہر سمت سے آئی بلا آفت کا ٹوٹا آسماں
جور و ستم کی بارشیں اور دشمنوں کی سازشیں
بیکار ہیں سب نالشیں مسلم کا خوں ہے رائیگاں
ہم کیا کہیں حال تباہ ہم سے ہوئے بے حد گناہ
بیشک ہیں ہم نامہ سیاہ نادم ہیں اب ہم بیگماں
رَبِّیْ ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا تُبْنَا اِلَیْکَ رَبَّنَا
فَاغْفِرْ لَنَا مَا قَدْ مَضٰی بخش اے رحیم بیکساں
یَا اَھْلِ طَیْبَۃَ اُنْظُرُوْا اَحْوَالَنَا ثُمَّ اذْھَبُوْا
عِنْدَ الشَّفِیْعِ وَاشْفَعُوْا فِیْ حَضْرَتِہٖ بِالْجِنَانِ
قُوْلُوْا لَہٗ خَیْرُ الْوَرٰی اِرْحَمْ عَلٰی مَنْ قَدْ عَصٰی
جَاءَ اِلَیْکَ تَائِبًا کن در گزر از جرم آں
اے خاتمِ پیغمبراں اے سرورِ ہر دو جہاں!
اے مالکِ کون و مکاں رحمے بحالِ عاصیاں
اے رحمتِ عالم مدد اے سیدِ اکرم مدد
اے دافعِ ہر غم مدد امداد اے شاہِ جہاں
فریاد اے سلطانِ دین اے رحمۃ للعالمین
تم ہو شفیع المذنبین اس در سے ہم جائیں کہاں
فریاد اے محبوبِ رب فریاد اے شاہِ عرب
ہم تم سے کرتے ہیں طلب دل کی مرادیں بیگماں

Marfat.com

دل کی مرادیں دیجیے، مسرور ہمکو کیجیے
اب تو خبر لے لیجیے، غم ہو چکے ہیں بیکراں

ہمکو ملا صی ہو عطا، ہو دُور سب رنج و بلا
آفت کی گھٹ جائے گھٹا، چمکیں نہ غم کی بجلیاں

اب کیجیے ایسا کرم، ہو دین کا اُونچا عَلَم
کفار کی گردن ہو خم، ان کا مٹے نام و نشاں

اسلام کی لیجے خبر، اور کفر کو پہنچے ضرر
کفار ہوں زیر و زبر سب بھول جائیں مستیاں

مُسلم کو پھر شوکت ملے، اِسلام کو قوت ملے
بدخواہ کو ذلت ملے اے دینِ حق کے پاسباں

ذوقِ عبادت ہمکو دو، شوقِ ریاضت ہمکو دو
سُنّت کی رغبت ہمکو دو، ہم سے ادا ہوں نیکیاں

مُسلم ہوں باہم متحد، بھائی کا بھائی ہو ممد
مِٹ جائے سب آپس کی ضد، رشک و حسد سے ہو اماں

طیبہ میں اپنے لطف سے اذنِ اقامت دیجیے
فرقت سے دل بیتاب ہے کبتک رہوں ہندوستاں

راہِ مدینہ دُور ہے، بندہ بہت رنجور ہے
اور حاضری منظور ہے، امداد سلطانِ جہاں

یَا رَبَّنَا صَلِّ عَلٰی مَحْبُوْبِكَ مَحْبُوْبِنَا
اَزْکٰی صَلٰوۃٍ دَائِمًا اَنْمٰی صَلٰوۃٍ کُلَّ آں

یَا رَبَّنَا سَلِّمْ عَلٰی رُوْحِ النَّبِیِّ الْمُصْطَفٰی
وَالْاٰلِ وَالصَّحْبِ اِلٰی مَادَارَ دَوْرَانُ الزَّمَاں

Marfat.com

اُجڑے ہوئے دیار کو عرشِ بریں بنائیں تو
اُن پہ فدا ہے دل مرا ناز سے دل میں آئیں تو
چہرۂ پاک سے نقاب آپ ذرا اُٹھائیں تو
حُسنِ خدا نما کی شان، شانِ خدا دکھائیں تو
کشتۂ عشق سیّد آپ کے نام پر مرے
جلوہ اُنھیں دکھائیے آپ اگر جِلائیں تو
دردو الم کے مبتلا جن کی کہیں نہ ہو دوا
دیکھیں وہ شانِ کبریا آپ کے در پہ آئیں تو
کرتے ہیں کس پہ کچھ ستم، کیوں ہو کسی کو رنج و غم
مولدِ مصطفٰے کی ہم عید اگر منائیں تو
بد ہیں اگرچہ ہم حضور آپ کے ہیں مگر ضرور
کس کو سنائیں حالِ دل تم کو نہیں سنائیں تو
آپ کے در پہ گر نہ آئیں کون سا در ہے جس پہ جائیں
سامنے کس کے سر جھکائیں آپ ہمیں بتائیں تو
حال مرا تباہ ہے نامہ مرا سیاہ ہے
ہیچ مرا گناہ ہے آپ اگر بچائیں تو
دل کی مراد اُن کی دید دید سے آنکھ دل کی عید
عید نہیں ہے کچھ بعید لطف سے گر بلائیں تو
صدمے فراق و ہجر کے کس سے یہ غمزدہ کہے
تم ہی اگر کرم کرو دردِ نہاں سنائیں تو
دفع ہیں فتح کے اثر بیٹھے ہیں کہہ کے ضرر

Marfat.com

زیر کو کیجئے زبر نصب عدو اٹھائیں تو
کرنے کو جان و دل فدا روضۂ پاک پر شہا
پہنچے نعیمِ بے نوا آپ اگر بلائیں تو

ترجیع بند

کھول دو سینہ مرا فاتحِ ابواب آکر | کعبۂ دل سے صنم کھینچ کے کر دو باہر
پردۂ غفلت کے نگاہوں سے ہٹادو یکسر | مجھ سیہ کار پہ فرمادو عنایت کی نظر

نورِ ایماں سے مرا سینہ منور کردو
دل میں عشقِ رخِ پُر نور کا جذبہ بھردو

دلِ تاریک کرم ہو تو مجلّا ہو جائے | تیرہ آئینہ توجہ سے مصفا ہو جائے
سینہ انوار گہِ جلوۂ مولیٰ ہو جائے | دل میں تم آؤ تو دل عرشِ معلّیٰ ہو جائے

نورِ ایماں سے مرا سینہ منور کردو
دل میں عشقِ رخِ پُر نور کا جذبہ بھردو

دل میں حرص و ہوس و خواہشِ دنیا نہ رہے | آپ کا عشق رہے غیر کا خطرہ نہ رہے
آپ کی یاد ہو سر میں کوئی سودا نہ رہے | دل مدینہ رہے اور دیر و کلیسا نہ رہے

نورِ ایماں سے مرا سینہ منور کردو
دل میں عشقِ رخِ پُر نور کا جذبہ بھردو

جلوہ فرمائیے قالب میں مری جاں ہو کر | سلطنت کیجئے اس جسم میں سلطاں ہو کر
آپ میں ہو گئے فنا آپ پہ قرباں ہو کر | قدسیوں کو بھی تو دکھلادو ہیں حیراں ہو کر

نورِ ایماں سے مرا سینہ منور کردو
دل میں عشقِ رخِ پُر نور کا جذبہ بھردو

بندۂ درگہِ عالی ہے نعیمِ بیکس | شامتِ نفس سے ہے آہ گرفتارِ ہوس

کیجئے اسکو رہا توڑ کے سب بند قفس	وردِ لب تا دمِ آخر رہے نامِ اقدس

نورِ ایماں سے مرا سینہ منور کر دو

دل میں عشقِ رُخِ پُر نور کا جذبہ بھر دو

تمنّائی مطلع

سبزہ ہو فصلِ گل ہو لبِ جوئے یار ہو	وہ مہر مہر سے شب مہ ہمکنار ہو
میں ہوں وہ گل ہو غیر کا نام و نشاں نہ ہو	پھر دیکھئے بہار کی کیسی بہار ہو

تعلّیاں

داغِ جگر کا حال اگر آشکار ہو	مہرِ منیر مہ کی طرح داغدار ہو
ہوگی کبھی حسینوں میں لیلیٰ بھی کوئی چیز	گر آج ہو کنیزوں میں تیری شمار ہو
غیروں پہ لطف کرتے ہو ایسا بھی کوئی ہے	دل جسکا میری طرح سے داغدار ہو

حیرت

وعدہ یہ بھی نہ جسکے ذرا اعتبار ہو	حیرت یہ ہے کہ اُسکا ہمیں اعتبار ہو
بے مہریوں کی بار کا ہم کیا گلہ کریں	دل ہی پہ اپنے جب نہ ہمیں اختیار ہو

مجاز سے انحراف

اے آنکھ اپنے حال پہ اب اشکبار ہو	اے سر خدا کی راہ میں اب تو نثار ہو
اے دل نکل تو سینہ سے یا جرس کو نکال	بن عرشِ حق کہ جلوۂ حق آشکار ہو
اے نفس تابکے تری سرتابیوں کا ندر	بندہ بن اب خدا کا اطاعت شعار ہو

ایماں پہ خاتمہ ہو تو نعم ملے رہو

حامی رضائے حضرت پروردگار ہو

تڑپنے سے دل کو نہ فرصت کبھی ہو	نہ جاں کو کبھی رنج سے خلصی ہو
غم و درد ہو رنج ہو بے کلی ہو	مرا حال ابتر ہو افسردگی ہو

Marfat.com

مسیحا مرے درد کے چارہ گر ہو | معالج فلاطون و بقراط اگر ہو
ترقی مرے درد کو دم بدم ہو | سرِ مو بھی تکلیف کوئی نہ کم ہو
نیا ورد ہو دل میں تازہ الم ہو | لبوں پر ہو فریاد اور چشم نم ہو

مگر بے قراری فزوں ہوتی جائے
مری آنکھ بھی اشکِ خوں روتی جائے

شفیع روزِ محشر اے شہنشاہِ زماں تم ہو
مقیمِ عرشِ اعلیٰ ہو مکینِ لامکاں تم ہو

ترے رتبہ سے بالا مرتبہ کس کا ہے دنیا میں
رفیقِ بیکساں تم ہو، انیسِ بیکساں تم ہو

کلیجہ کیوں نہ ٹھنڈا ہو تمہارا نام لینے سے
محمد مصطفےٰ تم ہو، حبیبِ دو جہاں تم ہو

یہاں پر میں تڑپتا ہوں تمہارے دردِ فرقت میں
مجھے قسمت پہ اُن کی رشک ہے مولیٰ جہاں تم ہو

جو تم سے پھر گیا مولے ٹھکانا ہے کہاں اُس کا
خدا بھی مہرباں اُس پر کہ جس پر مہرباں تم ہو

چلے گا قافلہ اُمت کا جب میدانِ محشر کو
نہیں خطرہ ہمیں جبکہ امیرِ کارواں تم ہو

حسابِ زندگی درپیش ہوگا جب قیامت میں
مجھے دامن میں ڈھک لینا پناہِ بیکساں تم ہو

تمہارے نام کا سکہ ہے جاری ساری دنیا میں
سلیماں کس طرح کہدوں کہ شاہِ دوجہاں تم ہو

ترے در سے کہاں جائے نعیمِ زار اے مولیٰ
طبیبِ دردِ دل تم ہو علاجِ دردِ جاں تم ہو

شبِ غم بھی آخر بسر ہو گئی — تڑپتے تڑپتے سحر ہو گئی
مرے دردِ دل کی خبر ہو گئی — جو چشمِ کرامت اِدھر ہو گئی
مدینہ کا دیدار مشکل نہیں — نگاہِ عنایت اگر ہو گئی
دیارِ نبی میں گزر ہو گئی — یہ تقدیر کس اوج پر ہو گئی
لیے قلبِ مضطر مدینہ میں پہنچا — تسلّی زمیں چوم کر ہو گئی
نگاہیں فدا روضۂ پاک پر — جبینِ عاشق سنگِ در ہو گئی
مواجہ میں عرضِ صلوٰۃ و سلام — مری آبرو اس قدر ہو گئی
میسّر ہوا بوسۂ سنگِ در — یہ عزت تری نامہ بر ہو گئی
غموں میں مرے اک اضافہ ہوا — دوا درد کی دردِ سر ہو گئی
غمِ عشق تھا دل کے اندر نہاں — مری پردہ در چشمِ تر ہو گئی

نعیمِ خطا کار پر تا کرم
شفاعت نبی کی سپر ہو گئی

وہ کہنے لگے شب بسر ہو گئی — اٹھو بھی کہ اب تو سحر ہو گئی
وہ آنکھوں میں آئے وہ دل میں بسے — رقیبوں کو کیسے خبر ہو گئی
اشارے سے مؤثر ہوئے غیر کے — مری آہ بھی بے اثر ہو گئی
فصاحت سے کہتے ہیں مؤذن سفید — کہ ہشیار رہو اب سحر ہو گئی
خودی سے گزر چل خدا کی طرف — کہ عمرِ گرامی بسر ہو گئی
محبت کو ان کی مروت کو ان کی — خدا جانے کس کی نظر ہو گئی
رہا صبحدم تک ترا انتظار — تری شکل تیری کمر ہو گئی

بسا ہے وہ مجھ میں اب ڈھونڈوں کہاں | تلاش اُسکی دشوار تر ہو گئی
غم و خونِ دل کھاتے پیتے رہے | غریبوں کی اچھی گزر ہو گئی

نعیمِ سیہ کار مغفور ہو گا
جو شاہِ جہاں کی نظر ہو گئی

اندر دلم ہوائے تو یا سید الوریٰ | کونین اندر برائے تو یا سید الوریٰ
ایمان و دل ولائے تو یا سید الوریٰ | قربِ اتم لقائے تو یا سید الوریٰ
اندر دلم ہوائے تو یا سید الوریٰ | عرشِ دلم سرائے تو یا سید الوریٰ
کافی ست بہرِ چارہ پریشان جاں بلب | یک حرف از دعائے تو یا سید الوریٰ
سلطانِ جہان شراکِ نعالِ پاک | محبوبیت روائے تو یا سید الوریٰ
روحی فداک انت یسمع مولاک فی صلوات | مطلوبِ حق رضائے تو یا سید الوریٰ

یا رب نعیمِ خلد نعیمِ سیاہ کار
میرد چو مبتلائے تو یا سید الوریٰ

گل از نزاکتِ لبہائے دلربا حاکی | قمر ز طلعتِ رخسارِ پُر ضیا حاکی
نجوم واصفِ لمعانِ نورِ دندانت | خور از جبینِ پر انوارِ مصطفیٰ حاکی
سپہرِ رفعتِ قدر ترا ثنا گوئے | صنوبر از قدِ دلجوئے خوش ادا حاکی
ز پردہ داریِ زلفِ تو شبِ شبینہ خواں | سحر ز تابشِ رخسارِ با صفا حاکی
ز حسن حلقۂ زلفت وظیفہ خواں سنبل | بذکرِ چشمِ تو نرگس بصد حیا حاکی
بمدحِ جودِ تو ابرِ محیط رطب اللساں | ز فیضِ عامِ تو در بحر و بر صبا حاکی

نعیم تفتہ جگر خستہ دل اسیرِ فراق
ز درد ہجرِ تو شام و سحر شہا حاکی

Marfat.com

تضمین بر غزل خود

زبان لال ہے نطق خجستہ انشا کی | عجب ہے عاجزی افکارِ عرش پیما کی
ہو مدح کس طرح اس لعل عالم آرا کی | نگار ناز نزاکت لبہائے دلربا کی
قمر ز طلعتِ رخسارِ پرضیا حاکی

حواس و عقل و خرد فہم و دانش و فطنت | جلالِ حسن سے سب کو ہے عالمِ حیرت
زمین والے کریں کیا کمال کی مدحت | نجوم واصف لمعانِ نورِ دندانت
خور از جبین پُر انوارِ مصطفےٰ حاکی

تمہاری مدح کی خاطر چمن میں غنچوں نے | ہزار نازش و انداز سے دہن کھولے
ترانہ سنجی بہت کی زبانِ سوسن نے | سپہرِ رفعتِ قدرِ ترا ثنا گوئے
صنوبر از قدِ دلجوئے خوش ادا حاکی

تمہارے حسن کے مداح ہیں زمین و زماں | تمہاری خوبی کا چرچا نہیں یہاں میں کہاں
جمال مہر ہے وصافِ عارضِ رخشاں | ز پردہ داری زلفِ تو شب شبینہ خواں
سحر ز تابشِ رخسارِ باصفا حاکی

ترانہ سنج تھی گلشن میں آج یوں بلبل | تمہارا چہرۂ انور کہاں کہاں یہ گل
تمہارے قدموں پہ قربان بوستاں بالکل | ز حسنِ حلقۂ زلفت وظیفہ خواں سنبل
بکرِ چشمِ تو نرگس بعہد حیا حاکی

کریم خلق ہو واصف ہے آپ کا رحماں | کریم خلق ہو مدح ہے آپ کا قرآں
کرم تمہاری کریمی کا بندۂ احساں | بمدحِ جود تو ابرِ محیط رطب لساں
ز فیضِ عام تو در بحر و بر صبا حاکی

تڑپ رہا ہے عجب طرح سے دلِ مشتاق | غمِ نہاں ہے قلبِ حزیں پہ بید شاق
امیدوارِ نگاہِ عنایت و اشفاق | نعیمِ تفتہ جگر خستہ دل اسیرِ فراق
ز دردِ ہجرِ تو شام و سحر لشہا حاکی

مناجات

رہیگی ناخنِ فرقت کی کبتک سینہ افگاری
کریگی یاس تا کے زخم پر دل کے نمک باری
بہینگے دل کے ٹکڑے بنکے آنسو آنکھ سے کبتک
رہینگے چشمِ پُر ارماں سے کبتک اشکِ غم جاری
یہ بے سامانیاں یہ ضعف اور یہ دوریِ منزل
دلِ بے صبر کی کبتک رہیگی ایسی ناچاری
شکستہ سی امیدیں زندگی کی کچھ معاون ہیں
کمر ہمت کی توڑے ڈالتی ہے اپنی ناداری
نہ کچھ حسنِ عمل ہی ہے نہ کوئی مادّی ساماں
جو کچھ ساماں ہے تو چھوٹی سی تھوڑی گریہ زاری
میں کس مونھ سے کہوں مجھکو بلا لیجئے مدینہ میں
میں خود نادم ہوں آقا دیکھ کر اپنی سیہ کاری
کہاں مجھ سا کمینہ اور کہاں وہ بقعۂ طاہر
کہ جس میں جلوہ فرما ہیں حبیبِ حضرتِ باری
ولیکن کیا تعجب ہے اگر اپنی کریمی سے
کرے وہ رحمتِ عالم خطاکاروں کی ستاری
ذرا بھی چشمِ رحمت ہو تو مٹجائیں گنہ میرے
مرادیں سب بر آئیں نکلیں دل کی حسرتیں ساری
مدینہ ہو یہ آنکھیں ہوں وہ سنگِ در یہ پیشانی
وہ آقا ہوں یہ بندہ ہو یہ دامن وہ گہر باری

Marfat.com

یہ شیدا ہو وہ روضہ ہو یہ آنکھیں ہوں وہ جلوے ہوں
یہ طالب ہو وہ مطلب ہو یہ دل ہو اور وہ دلداری

زباں پر ہوں دُرودیں سر جھکا ہو ہاتھ پھیلے ہوں
مزہ ہو بر سرِ جود و کرم ہو لطفِ سرکاری

زہے قسمت گدا ہوں میں اسی سرکارِ عالی کا
عطا فرمائی جس کو حق نے سرداروں کی سرداری

ملے وہ انبساط و فرحِ روحانی و ایمانی
دلِ غم دیدہ اپنا بھول جائے گریہ و زاری

تمنائیں مچلتی ہوں عطائیں لطف کرتی ہوں
دعاؤں کی اجابت کر رہی ہو ناز برداری

وہ الطافِ کریمانہ ہوں وہ انعامِ شاہانہ
نعیم الدین کو دیکھیں دیدۂ حسرت سے درباری

اے ابنِ سعد رے کی حکومت تو کیا ملی — ظلم و جفا کی جلد ہی تجھکو سزا ملی
اے شمرِ نابکار شہیدوں کے خون کی — کیسی سزا تجھے ابھی اے ناسزا ملی
اے تشنگانِ خونِ جوانانِ اہلِ بیت — دیکھا کہ تمکو ظلم کی کیسی سزا ملی
کتوں کی طرح لاشے تمہارے تڑا کیے — گھنوے یہ گور کو بھی تمہاری نہ جا ملی
رسوائے خلق ہو گئے برباد ہو گئے — مردود ہو تمکو ذلت ہر دو سرا ملی
تم نے اجاڑا حضرتِ زہرا کا بوستاں — تم خود اجڑ گئے تمہیں یہ بد دعا ملی
دنیا پرستو دین سے منہ موڑ کر تمہیں — دنیا ملی نہ عیش و طرب کی ہوا ملی
آخر دکھایا رنگ شہیدوں کے خون نے — [illegible] گئے اماں تمہیں اک ذرا ملی
پائی ہے کیا نعیم انھوں نے ابھی سزا — دیکھینگے وہ جحیم میں جسدم سزا ملی

Marfat.com

خمسہ

نہ مرا دردِ ستمگاری و وعدہ شکنی | نہ مرا خوفِ جفاجوئی و عشاق کشی
کے بچسپد بدلم زخرفِ دنیائے دنی | لی حبیبٌ عربیٌ مدنیٌ قرشیٌ
کہ بود درد و غمش مایۂ شادی و خوشی

گو بظاہر نہ میسر شدہ دیدارِ نبی | بود دل جلوہ گہ حسنِ ملیح نبوی
از سرِ صدق ہمی گفت اویس قرنی | لی حبیبٌ عربیٌ مدنیٌ قرشیٌ
کہ بود درد و غمش مایۂ شادی و خوشی

میں گنہگار خطاکار سیہ کار سہی | کونسی ایسی بدی ہے کہ جو مجھ سے نہ ہوئی
باوجود اسکے شفاعت کی ہے اُمید قوی | لی حبیبٌ عربیٌ مدنیٌ قرشیٌ
کہ بود درد و غمش مایۂ شادی و خوشی

کمالِ حسن پروردۂ نازِ لاابالی ہے | سنبھل کر اے دلِ مضطر ترا اللہ والی ہے
ارسطو کیا کہ نبضِ عاشقاں پر ہاتھ رکھنے سے | فلاطوں خود گرفتارِ بلائے خستہ حالی ہے
نہیں کچھ سینہ کاوی چل دیا شاید کہیں دلبر | کہ دل پہلو سے غائب ہے ہمارا سینہ خالی ہے
یہ کس نے روند ڈالا لاشۂ بیکس کو قدموں سے | کہ آنکھیں کھل گئیں جاں آگئی کیا پائمالی ہے
پھلیں نخل و شجر گلزار پھولیں چشمے ہوں جاری | برس اے چشمِ خوں افشاں جہاں میں قحط سالی ہے
فنا ہو جائیں جسکو ہو نہیں سکتی فنا ہرگز | یہ ہستی جس پہ تو مفتوں ہے تصویرِ خیالی ہے

ہنر ہی سے جہاں میں آدمی کی قدر ہوتی ہے
نعیم بے ہنر مشہور تیری بے کمالی ہے

سیرِ دل کی جسے میسر ہے | عیشِ دنیا اُسے مکدر ہے
اُسکے نزدیک زینتِ عالم | خس و خاشاک سے بھی کمتر ہے
اصل نعمت بقا ہے لیکن وہ | کونسی چیز کو میسر ہے

کون سی چیز کو زوال نہیں | نیستی سب کی یاں مقدر ہے
ہے تغیر میں روز ماہِ منیر | اسی چکر میں مہر خاور ہے
نقش بر آب کی طرح ہیں وجود | بے ثباتی ہر اک کی اظہر ہے
سب حقیقت میں نقشِ باطل ہیں | جام ہے یا حکومت و زر ہے
دل کی دنیا عجیب دنیا ہے | رازِ ہستی کا اس میں مضمر ہے
دل کو خالی کرو کدورت سے | جلوہ گاہِ جنابِ داور ہے
سارے عالم میں جو سما نہ سکے | جلوہ فرما وہ دل کے اندر ہے
تم اسے ڈھونڈنے چلے ہو کہاں | دلِ بے غل ہی یار کا گھر ہے
پرتوِ حسنِ لم یزل پہ مٹو | جس سے مومن کا دل منور ہے
ظل کو لیکن نہ اصل کو چھوڑو | سایہ بے اصل نامصوّر ہے
ظل کو ظل جان کر کرو توقیر | کیونکہ یہ بھی اسی کا مظہر ہے

رازِ وحدت کھلے نعیم الدین
اشرفی کا یہ فیض مجھ پر ہے

پھر جنوں کہتا ہے خود کو پا بجولاں دیکھئے
چلئے اٹھئے اب کے پھر وحشت میں زنداں دیکھئے

اپنے ہی سینہ میں کیجئے اپنے دلبر کی تلاش
مصر میں کیا جایئے کیا چاہِ کنعاں دیکھئے

از رہِ بندہ نوازی چشمِ پُر انوار سے
دیکھئے میری طرف ختمِ رسولاں دیکھئے

دیکھئے سیمائے انور دیکھئے رخ کی بہار
مہرِ تاباں دیکھئے، ماہِ درخشاں دیکھئے

دیکھئے وہ عارض اور وہ زلفِ مشکیں دیکھئے
صبح روشن دیکھئے شامِ غریباں دیکھئے
جلوہ فرماں ہیں جبینِ پاک میں آیاتِ حق
مصحفِ رخ دیکھئے تفسیرِ قرآں دیکھئے
یہ نعیم زار کیسا ہجر میں بیتاب ہے
دیکھئے اس کی طرف، اے شاہِ شاہاں دیکھئے

عطائیں پوچھئے سرکار کی محتاج سائل سے
اٹھائے ہوں جنہوں نے فیض آنکے بحرِ ساحل سے
مذاقِ دل ہے شیریں کام ان شیریں خصائل سے
مشامِ جاں ہوا ہے مست اس گل کے شمائل سے
امامِ اعظم و محبوبِ سبحانی، شہِ سمناں
پہنچتے ہیں نبی تک ہم انہی اعلیٰ وسائل سے
وہ روئے حق نما مظہر ہے حُسنِ بے مثالی کا
جمال اُن کا منزّہ ہے مقابل سے مماثل سے
سراپا نور ہیں وہ نورِ حق نورٌ علیٰ نور
کہ مشکوٰۃ ہے شان اُنکی انھیں کیا واسطہ ظل سے
بفضلِ اللہ نابینا نہیں ہوں کیسے دوں نسبت
کفِ پائے حبیبِ حق کو روئے ماہِ کامل سے
دلیلِ قدرتِ حق ہے مرا ہونا نہ ہونا
شہادت اپنی دلوا لیتے ہیں وہ حق و باطل سے

Marfat.com

جناب شیخ آئیں بخدمتِ پیر طریقت میں
یہ عقدے حل نہیں ہو سکتے منطق کے مسائل سے

نگاہِ لطف للہ اے قرارِ خاطرِ مضطر
کہ اب تو آ گیا ہوں تنگ میں بیتابیٔ دل سے

غرض کیا ہم کو بلبل سے اور اُسکے گرم نالوں سے
نہیں گر درد دل میں، فائدہ ذکرِ عنادل سے

ہر اک شاہ و گدا کو جنکے در سے ملتا ہے صدقہ
نعیم الدین بھی سائل ہے اسی دربارِ با دل سے

غریبوں کی حاجت روا کرنے والے ｜ فقیروں کو دولت عطا کرنے والے
عفو کرنے والے خطا کرنے والے ｜ کرم چاہتے ہیں خطا کرنے والے
اشاروں سے مُردے جِلا دینے والے ｜ تبسم سے دل کی دوا کرنے والے
سناتے ہیں آیاتِ تنزیلِ محکم ｜ جنابِ نبی کی ثنا کرنے والے
نہیں جانتے رنج و غم چیز کیا ہے ｜ تری یاد صبح و مسا کرنے والے
ہدایت سے انکی ہوئے داد گستر ｜ ستم کرنیوالے جفا کرنے والے
اسیرانِ عصیاں کی شان کرم ہے ｜ شفاعات روزِ جزا کرنے والے
وہ صدیقِ اکبر وفا کرنے والے ｜ نبی پر دل و جاں فدا کرنے والے

نعیم [illegible] کا [illegible] بھی کرم ہے
دو عالم کو دولت عطا کرنے والے

نہ کر فکر اے دل وہ کیسے ملیں گے ｜ عنایت کریں گے [illegible] ملیں گے
مدینے کے عاشق ہدایت [illegible] ｜ مدینے کے رستے میں کعبے ملیں گے
نگر نہ پوچھو مرے دل کو دیکھو ｜ فضاؤں میں دل کی مدینے ملیں گے

Marfat.com

تخمیس بر غزل حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ

اَلذَّاتُ عَنِ الْعُیُوْبِ خَالِی	وَالْوَصْفُ مِنَ الْبَیَانِ عَالِی
فَرْدٌ صَمَدٌ عَنِ الْمِثَالِی	اے مظہرِ حسنِ لایزالی

مرآتِ جمالِ ذوالجلالی

ذاتِ تو زعیب و نقص خالی	وصفِ تو ز اوجِ وصف عالی
در ذات و صفات و بیمثالی	اے مظہرِ حسنِ لایزالی

مرآتِ جمالِ ذوالجلالی

ہر عیب سے ذاتِ پاک خالی	توصیف و ثنا ست وصف عالی
ثابت ہوئی تری بے مثالی	اے مظہرِ حسنِ لایزالی

مرآتِ جمالِ ذوالجلالی

مخمور ز بادۂ تمنا	مجبور ز قلب ناشکیبا
می جست بکوہِ طور موسیٰ	انوارِ تجلّیِ قدم را

رخسارِ تو احسن المجالی

دیدن نتوان جمالِ حق را	بے پردہ دریں سرائے دنیا
بر طور کہ می بجست موسیٰ	انوارِ تجلّیِ قدم را

رخسارِ تو احسن المجالی

اے قدوۂ رہبرانِ کامل	اے ہادیِ سالکانِ منزل
حلّالِ صعابہائے مشکل	در شانِ کمالِ تست نازل

آیاتِ مکارم و معالی

بر حسنِ رخت فدا بہار است	قربانِ دو چشم لالہ زار است
صبح ست کہ تابشِ عذار است	رو میت طرفاً من النہار است

زلفت زلفاً من اللیالی

شیدائے جمالِ بے مثالش — مستِ ... حسنِ بے زوالش
جوید پئے بادۂ حلالش — میخانہ کرم ... سفالش
بادا زغبارِ غم رہا او

آں کج کلہاں کہ ارجمندند — واں ناموراں کہ ... بلندند
ویں مدعیاں کہ خود پسندند — احرامِ حریمِ آں ... مستمندند
جز دُرد کشانِ لا اُبالی

ملا بشاغلِ تورّع — صوفی بہ تخضّع و تخشّع
منعم بہ نمائش و تصنّع — جامی بہ تلطّف و تضرّع
مشغول بود علی التوالی

بیت در صنعتِ مقلوبِ مستوی

بشانِ اعلیٰحضرت امامِ اہلِ سنّت مجددِ دین و ملت سراپا برکت مولانا مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہٗ

اَصَادَ مَعَ اَحْمَدَ مَا نَنَا اَنَا دَامَ اَصَرَا
فَکَمَا لَعَا اَصَادَ مَعَ اَحْمَدَ مَا دَنَا

حصہ چہارم تمام ہوا

آخری لمحاتِ حیات

آئندہ صفحات میں راقم الحروف ان آخری لمحات کے چند واقعات وحالات کا تذکرہ کرتا ہے جبکہ قدرت حق کی یہ عظیم نعمت ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو گئی ہے۔ راقم الحروف نے حضرت اقدس قدس سرہ کی آغوشِ رحمت وشفقت میں پرورش پائی ہے۔ راقم کے والد ماجد صوفی صابر اللہ شاہ صاحب مدظلہ حضرت اقدس سے بے پناہ عقیدت ومحبت رکھتے تھے، اور کوئی بھی خانگی امر حضرت سے مخفی نہ تھا کوئی بھی اہم بات ہو یا کوئی مسئلہ دریافت کرنا ہو، سب میں صرف حضرت ہی کی طرف رجوع ہوتا تھا کہ اولاد کے احوال ماحول سے تابع ہوتے ہیں، قارئین خود اندازہ فرمائیں کہ ایسی صورت میں کہ والد جس ہستی پر اسقدر اعتماد وعقیدت رکھتے ہوں اُن کی اولاد پر ان کی شفقت اس بات کی متقاضی ہوتی ہے کہ اُس کی اولاد بھی اُن پر جان نثار کرے جس پر یہ قربان ہیں۔ چنانچہ میری خوردسالی ہی سے برابر میرے والد ماجد مجھے اپنے ہمراہ حضرت کی خدمت میں لے جاتے تھے حتیٰ کہ جب ۱۹۳۳ء میں جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں اُردو فارسی کی میری تعلیم شروع ہوئی تو روزانہ بعد نماز عصر دربارِ اقدس کی حاضری معمول ہو گئی۔ پھر جب ۱۹۳۷ء سے اسباق عربی کے شروع ہوئے، تو اور زیادہ حاضری ہونے لگی لہٰذا جب حضرت قدس سرہٗ نے اپنی تفسیر قرآنِ کریم کی دوبارہ طباعت شروع فرمائی تو اس کے ہمراہ تصحیح اصلاح سودہ ترجمہ وتفسیر کے لیے منظرِ کرم اس فقیر پر فرمائی۔ ۱۹۴۸ء سے مستقل مجھے اپنے دربار میں باریاب ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ روز بروز حضرت کی نظرِ کرم زیادہ ہوتی رہی، حتیٰ کہ تفسیر کی طباعت کے دوران میں ۱۹۵۵ء میں جبکہ حبسِ بول کا عارضہ

شدید صورت اختیار کر چکا تھا، اور [illegible] کے ساتھ ہوا۔ تین روز مسلسل غشی طاری رہی۔ ڈاکٹر آتے تھے [illegible] کی کوشش کرتے تھے، مگر کامیاب نہ ہوتے تھے [illegible] مایوس ہو چکے تھے۔ اس شدّتِ مرض میں آپ [illegible] حضرت مولانا حکیم سید ظفر الدین احمد صاحب [illegible] صاحبزادگان اور مخصوص نیاز مندان بھی حاضر تھے [illegible] ملک العلماء مولانا مفتی محمد عمر صاحب نعیمی [illegible] قدس سرہ تو برابر حاضر رہتے ہی تھے اور [illegible] کر رکھا تھا، اِن تمام حضرات کی موجودگی میں فرمایا۔

"مولانا میاں [illegible]
طباعت مکمل نہیں ہوئی ہے۔ تصحیح کا کام [illegible]
(یعنی راقم الحروف) آپ ہمیشہ [illegible]
سے ہی مکمل کرانا، چونکہ یہ میری طرزِ تحریر اور رسمِ خط
سے خوب واقف ہو گئے ہیں [illegible] تھا
یہ اپنی سعادت [illegible]
ہر حال میں راضی رکھتے [illegible]
کے ساتھ گجرات سے حضرت مولانا مفتی [illegible]
(صاحب نعیمی مدظلہ) کو بلا لینا، یہ دونوں [illegible]
کی تصحیح کر لیں گے۔"

لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپ کو [illegible] نے اس خادم کے ساتھ خود ہی اس تفسیر کی [illegible]

Marfat.com

میں بیمار ہوگیا، اور میری بیماری نے اتنی شدت و طوالت اختیار کی کہ دو سال بستر پر پڑا رہا، سات مرتبہ موتی جھرہ نکلی، اسکے بعد فالج گرا، مرض نے شدت اختیار کی حضرت کے کرم کا یہ حال تھا کہ پڑھاتے ہیں طلبا سامنے ہیں آپ نے فرمایا، چلو شاہ جی کو دیکھ آئیں، اسطرح جبتک میں بیمار رہا ہفتہ میں کئی کئی بار، بسا اوقات روزانہ غریب خانہ پر تشریف لاتے، اور مجھے تسلی و تشفی دیتے، اس سلسلہ تشریف آوری میں کبھی ایسا نہ ہوا کہ دس پانچ روپے میرے تکیہ کے نیچے نہ رکھ دیئے ہوں۔ جب شہر کے بڑے بڑے اطبا، و حکما، مجھے جواب دے چکے، تو حضرت نے فرمایا، اب ایک نسخہ ہے، جو شروع کراتا ہوں، اللہ تعالیٰ کو زندگی منظور ہوگی تو آرام آجائیگا، لیکن وہ نسخہ بیحد قیمتی ہے فی خوراک اس کی قیمت تین روپے ہوتی ہے، اور دن میں ایسی تین خوراکیں دینی ہونگی، لیکن یہ حضرت قدس سرہٗ واقف تھے کہ والد صاحب کا سلسلۂ روزگار میری علالت کی وجہ سے ختم ہو چکا تھا، اب گھر اور بیماری کا خرچ صرف حضرت قدس سرہٗ کے کرم خسروانہ پر تھا، خود ہی فرمایا، یہ دوا دیتے رہو، کوئی فکر نہ کرو۔ چنانچہ حضرت نے اسکو شروع فرما دیا، ساڑھے تین مہینے تک مسلسل نو روپے روزکی دوا دیجاتی رہی، اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا، حضرت کی دعا و شفقت نے درجۂ قبولیت پایا۔ دوا کے استعمال سے دن دونی رات چوگنی صحت عود کرتی رہی، یہانتک کہ میں اس قابل ہو گیا کہ سواری میں بیٹھکر آستانہ قدسی کی حاضری دے سکتا۔ اس ضعف و ناتوانی کے دور میں جب بھی میں بارگاہ میں حاضر ہوا، حضرت اپنا وہ گاؤ تکیہ جو حضرت کیلیے خاص تھا، نکال کر میری کمر کے پیچھے لگا دیا جاتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ میری زندگی تو اسی وقت ختم ہوگئی تھی، اب باقی جتنی بھی میری حیات ہے وہ حضرت قدس سرہٗ کی دعاؤں کے نتیجہ میں ہے، اسلیے آپ کی حیاتِ طیبہ میں بالعدیں

جسقدر بھی تحدیثِ نعمت کیلئے کم اور بہت کم اور میری وسعت اختیار سے بالا ہے۔
غرضکہ بیماری کے بعد ۱۹۴۵ء میں (ہیرو) دستار بندی حضرت نے فرمائی اور میری حاضری پھر بدستور سابق شبانہ روز آستانہ قدس پر شروع ہو گئی۔
۱۹۴۵ء میں چونکہ اماں جی مرحومہ (یعنی والدہ شہزادگان) کا انتقال ہو چکا تھا۔ آپ اپنے دونوں بڑے صاحبزادوں اور انکے گھر بار کے اخراجات کے خود متکفل تھے بعد تمام نفوس کا خرچ خود ہی برداشت فرماتے تھے، اسلیے گھر کے خورونوش کا انتظام اس خادم کے سپرد تھا۔
آستانہ سے ہر ایک چیز دونوں وقت دونوں صاحبزادوں کے گھر جاتی تھی مہمانوں وغیرہ کا کھانا ایک وقت بڑے صاحبزادے کے یہاں اور ایک وقت منجھلے صاحبزادہ حضرت مولانا محمد اختصاص الدین احمد صاحب نعیمی کے یہاں پکتا تھا۔ اسی دوران میں تحریک قیام پاکستان شروع ہو گئی۔ آپ نے سنی کانفرنس کی تنظیم تیز فرمائی اور ملک میں دورے شروع کر دیے لہٰذا اس خادم کو مرکزی دفتر آل انڈیا سنی کانفرنس کا منتظم مقرر کیا۔ تمام مراسلات و معاملات، تحصیل و ترسیل زر سب اس خادم کے سپرد ہوئی اور جب ملک میں حضرت کے دورے قیام پاکستان کے سلسلہ میں شروع ہوئے تو اس خادم کو اپنی خدمت میں ساتھ رکھا حتیٰ کہ ۱۹۴۶ء میں بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس ہوئی، اور اگست ۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان ہوا۔ قیام پاکستان کے بعد آپ نے اپنے ایک ہم جماعت مولانا سید محمد مہدی علی صاحب مرحوم کی صاحبزادی کے لیے میرا خطبہ دیا۔ بھلا جہاں حضرت خود پیام بھیجیں کسی کو کیا انکار ہو سکتا تھا، چنانچہ ۲۱۔ اگست ۱۹۴۷ء مطابق ۴ شوال ۱۳۶۶ھ کو میری شادی ہوئی اور حضرت مع اپنے ان تمام حاضرینِ محفل اور میرے مخدوم

Marfat.com

اساتذہ کرام بھی بخوشی ہمراہ شریک براتی ہوئے تھے، بہ تعمیلِ حکم حضرت تاج العلماء سیدی
واستاذی حضرت مولانا مفتی محمد عمر صاحب نعیمی قدس سرہٗ نے عقد کیا اور
خطبۂ نکاح پڑھا۔ لیکن اسکے کچھ عرصہ بعد حضرت قدس سرہٗ کے مرض ذیابطیس
نے ترقی کی اور جسم روز بروز گھلتا رہا، صحت جواب دیتی رہی۔ آپ نے خیال
فرمایا کہ میرا آفتابِ عمر سر بہ کوہ ہے۔ اور یہ شمعِ علم و عرفان گل ہونے والی ہے
تو وہ روپیہ جو سُنی کانفرنس کا ہے، اسکو کسی ایسی جگہ خرچ کرانا چاہیئے جو
سُنی کانفرنس کا مقصدِ اصلی ہے۔ چنانچہ مارچ ۱۹۴۸ء میں آپ نے
آل پاکستان کا طوفانی دورہ فرمایا، حتّٰی کہ لاہور اسی غرض سے رونق افروز
ہوئے۔ حضرت ابوالحسنات صاحب قادری خطیب مسجد وزیر خاں، لاہور پاکستان
سے جو اسوقت پنجاب سُنی کانفرنس کے صدر اعلیٰ تھے، تبادلۂ خیالات کیا۔
ملکی حالات استفسار فرمائے۔ پھر لاہور سے کراچی کا عزم کیا۔ اسٹیشن پر
مبلغِ اسلام حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صاحب میرٹھی مرحوم، مولانا عبدالحامد
صاحب بدایونی، اور دیگر احباب و نیاز مندان برائے استقبال حاضر آئے،
مولانا عبدالحامد صاحب اپنی کار کے ذریعہ اسٹیشن کراچی شہر سے حضرت علامہ
مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی کے دولت کدہ پر لے گئے۔ شام کو ایک کاٹھیاواڑی
سیٹھ (جنکو مدنی کہتے ہیں ان کا نام اسوقت یاد نہیں) کے یہاں ایک منزل مکان
خالی کرا کے قیام کرایا۔ آپ نے وہاں شہر کے علماء و عمائدین اہلِ سنت کو بلایا
اس سفر میں حضرت محدثِ اعظم مولانا الشاہ ابوالمحامد سید محمد صاحب محدث کچھوچھوی
حضرت سیدی مولانا مفتی صاحبداد خاں صاحب حضرت مولانا عبدالسلام صاحب باندوی
اور دیگر احباب اہلِ سنت کے مشورے سے طے پایا کہ ایک ادارہ تبلیغ قائم کیا جائے
جسکے تحت سندھ کے علاقہ میں دورہ کر کے سندھی مسلمانوں میں تبلیغ مذہب ہو

Marfat.com

جب مبادیات طے ہو گئے، تو آپ نے حاجی محمد ابراہیم صاحب، [illegible]
کو دو ہزار روپیہ سنی کانفرنس کو دیا اور فرمایا یہ رقم کام شروع کرنے کے لیے ہے، اگر
یہ رقم کم ہو تو اسکو پورا کرنا تمہارا کام ہے۔ اس تبلیغی ادارے کے مہتمم
مولانا عبد الحامد صاحب بدایونی مقرر کیے گئے، اور انہی [illegible]
موقوف رکھی گئی۔ جب یہ تمام کام ختم فرما چکے، تو حضرت نے ارادہ فرمایا کہ
بغداد شریف، نجف اشرف، کربلائے معلیٰ، بیت المقدس اور دیگر مقامات
مقدسہ کی زیارت فرمائیں، کراچی تو آ ہی گئے ہیں۔ چنانچہ پاسپورٹ اور [illegible]
سب مکمل ہو چکے تھے، لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا کہ مرض نے انتہائی
شدت اختیار کر لی، اور اب تپ و لرزہ بھی شروع ہو گیا، بالآخر زیارتوں کا
سفر ترک فرمایا، اور لاہور واپس تشریف لے آئے۔ لاہور آ کر [illegible]
مرض نے خطرناک صورت اختیار کرنی شروع کر دی، مسلسل غذا نہ پہنچنے
سے ضعف و نقاہت کا استیلاء ہونا لازمی تھا۔ چونکہ آپ کا قیام ہمیشہ حضرت علامہ
مولانا ابو البرکات سید احمد صاحب قادری ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف
لاہور کے یہاں ہوتا تھا، اس سفر میں بھی آپ نے یہاں ہی قیام فرمایا۔
سید صاحب قبلہ نے بہت تگ و دو کر کے اسپیشل طیارے [illegible]
دہلی کے لیے سیٹ ریزرو کرائی، اور آپ مراد آباد واپس تشریف لے آئے۔
مراد آباد پہنچنے کے بعد تو حالات دن بدن مایوس کن ہوتے چلے گئے، شہر کے
بڑے بڑے حکیم و ڈاکٹر آتے رہے، اپنے فن کے کمال دکھاتے رہے، مگر جو
اللہ تعالیٰ کو منظور تھا وہ ہوا۔ حتیٰ کہ جب آپ کی نشست و برخاست بند
ہو گئی، تو آپ نے چارپائی جنوباً شمالاً کرا دی، تاکہ رو بقبلہ ہو کر نماز [illegible]
اس دوران میں [illegible] ہدایتوں کو [illegible] تھا، اور کسی کو [illegible]

باچارپائی نہ تھی۔ میرا ہمیشہ کا معمول رہا ہے کہ کبھی حضرت کے سامنے نہیں لیٹا، اور نہ کبھی چار زانو بیٹھا۔ ہمیشہ میں آستانہ پر کسی دیوار یا ستون کی اوٹ میں رات کو لیٹتا تھا، تاکہ مجھے حضرت لیٹے ہوئے نہ دیکھیں۔ چنانچہ اس بیماری کے زمانہ میں کبھی اگر غنودگی نے بہت مجبور کیا، تو چارپائی کے پیچھے سرہانے گاؤ تکیہ پر سر رکھا کچھ نیند لے لی۔ حضرت اگر کروٹ بھی لیتے تھے تو میں بیدار ہو جاتا تھا۔ اسی دوران میں ایک شب حضرت کے سرہانے تکیہ پہ سر رکھے ہوئے لیٹا تھا، کچھ غنودگی سی طاری ہو گئی، کیا دیکھتا ہوں کہ

ایک نہایت عالیشان بقعۂ نور کمرہ ہے چاروں طرف قالین بچھے گاؤ تکیے لگے ہوئے ہیں، ایک طرف حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونق افروز ہیں۔ ایک طرف حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین، ایک طرف حضرت سیدنا مولےٰ علی رضی اللہ عنہ کا کاشانہ، ایک طرف حضرت ابوہریرہ اور دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تکیہ لگائے رونق افروز ہیں۔ آخر میں ایک کونہ پر ایک نشست خالی ہے، کمرہ کے دروازہ پہ حضرت سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کے انتظار میں کھڑے ہیں کہ ایک طرف سے سفید عمامہ باندھے سفید ململ کی قمیص پہنے حضرت قدس سرہ آ رہے ہیں۔ حضرت فاروق اعظم نے فرمایا تمہاری نشست اندر خالی ہے۔ آپ نے عرض کیا کہ میرے لیے یہی بڑی سعادت ہے کہ جوتیوں میں ہی جگہ مل جائے مگر حضرت فاروق اعظم ہاتھ پکڑ کر اندر لے گئے، حضرت نے عرض کیا بالا فوق بلا ادب۔ اس خالی نشست میں آپ کو لیجا کر

بٹھایا گیا، آپ ابھی پورے بیٹھے بھی نہیں تھے کہ میری آنکھ کسی وجہ سے کھل گئی۔ صبح کو سب سے پہلے استاذی تاج العلماء حضرت مولانا مفتی محمد عمر صاحب نعیمی قدس سرہٗ کی موجودگی میں اپنا خواب بیان کیا، سنکر حضرت کے خوشی میں آنسو نکل آئے، فرمایا، میرا انتظار ہے، اب نہیں بچا، ہم لوگ یہی ہمیں بھی تعبیر ہے۔ حضرت تاج العلماء نے عرض بھی کیا کہ یہ خواب حضور کی صحت کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ مگر آپ نے پھر یہی فرمایا، نہیں میرا انتظار ہے۔

چنانچہ آپ نے اپنی غیر منقولہ جائداد کو اپنے ذکور و اناث [illegible] گھر پر کمیشن بلا کر منتقل فرمایا، منقولہ جائداد کو تقسیم کیا، [illegible] اپنے تجہیز و تکفین اور مراسم فاتحہ و چالیسویں اور مزار کے لیے باقی [illegible] قرآن کریم کا ترجمہ و تفسیر، جو کہ آپ کے بڑے صاحبزادے کے نام [illegible] سب کی موجودگی میں ان سے وصیت فرمائی کہ یہ رجسٹریشن چاروں [illegible] کے نام منتقل کردو، بحمدہ سادی چاروں اسکی آمدنی میں [illegible] بڑے صاحبزادے نے سر اطاعت جھکا دیا، اور حضرت قدس سرہٗ [illegible]

اسکے بعد مریدین کا ایک تانتا بندھنا شروع ہو گیا، ایک جماعت [illegible] داخلِ سلسلہ ہو کر جاتی تھی کہ دوسری جماعت آجاتی۔ [illegible] لوگ آتے تھے۔ آخر ایام میں چونکہ ضعف و نقاہت سے آواز [illegible] ہو گئی تھی، جماعت کو باواز تلقین نہیں کیجا سکتی تھی، تو یہ خادم [illegible] لبہائے مبارک کے پاس اپنے کان لیجاتا، آپ ارشاد فرماتے [illegible] اعادہ کرتا، اور مرید اسکو کہتے جاتے تھے، حتی کہ رحلت سے ایک [illegible]

یہی سلسلہ رہا۔ جب کبھی میں نہ ہوتا، تو حضرت تاج العلماء مدظلہ یہ خدمات انجام دیتے علالت کے زمانہ میں حضرت مجھے بعد مغرب گھر جانے کی اجازت مرحمت فرما دیتے تھے، اور میں ایک گھنٹہ یا کچھ کم و بیش میں واپس آجاتا تھا۔ اگر میرے گھر جانے تک کچھ غذا استعمال نہیں فرمائی ہے، تو جب تک میں واپس نہیں آتا تھا میرا انتظار فرماتے رہتے۔ غذا کے لیے جو کچھ عرض کرتا، فرماتے شاہ جی کو آنے دو

وصالِ مبارک سے ایک ماہ قبل میں نے عرض کیا کہ حضور نے مجھ سے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ میں جب تجھ سے بہت خوش ہونگا تو تجھکو ایسی چیز دونگا جو تجھے ہمیشہ کے لیے کافی ہوگی، حضور مجھ سے جو غلطیاں ہوئی ہوں انکو معاف فرماتے ہوئے اب اگر کرم فرمادیں تو زہے نصیب۔ آپ نے فرمایا مجھے اپنا وعدہ یاد ہے، لیکن میں دیکھتا تھا کہ تجھ میں اسکی طلب ہے یا نہیں۔ اب میں تجھکو وہ چیز دیتا ہوں، جو تجھے عمر بھر کے لیے کافی ہے۔ چنانچہ کرم فرمایا اور عطا فرمائی۔ یہ وہ چیز ہے جسکو آپ نے چند ہی افراد کو مرحمت فرمایا ہے۔ آپ فرماتے تھے، ایک تو تیرے والد کو دیا ہے، اور سید کو (یعنی مولانا ابو البرکات صاحب مدظلہ کو)۔ مولوی احمد یار خاں صاحب، اور چند مخصوص لوگوں کو اور یہ میں اسی وقت دیتا ہوں جب میں اس سے بہت خوش ہوتا ہوں۔

۸۔ ذیقعدہ ۱۳۶۷ھ کو میں نے عرض کیا کہ حضور اگر مجھے سلسلہ کے فیوض سے بہرہ ور فرمادیں تو نجات کی ضمانت ہو جائے۔ آپ نے اشارہ فرمایا، میں چارپائی پر داہنی جانب دوزانو بیٹھا، آپ نے میرا ہاتھ پکڑا، اور داخلِ سلسلہ فرماکر اپنے تمام اوراد و اشغال اور سلاسل کا ماذون و مجاز فرمایا، اور صبح کو ایک مثال (سندِ اجازت) اور چند مخصوص اشغال مرحمت فرمائے۔

وصال سے دو ہفتے قبل آپ نے مجھ سے فرمایا، شاہ جی تم نے میری بیماری میں خاص

Marfat.com

کی نقل کر لی ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں، فرمایا نقل کر لو، پھر تم کو دیکھنی بھی نصیب نہ ہوگی (چنانچہ یہی ہوا کہ اس کا دیکھنا بھی میسر نہیں) میں نے جلد از جلد اسکو نقل کر کے ایک ہفتہ قبل پیشِ خدمت کرتے ہوئے عرض کیا کہ حضور اس پر دستخط فرمادیں، چونکہ زمانہ نے دیکھا ہے کہ میں خدمتِ اقدس میں ہر وقت باریاب رہتا ہوں کہیں کوئی یہ بدگمانی نہ کرے کہ میں نے خود خفیہ نقل کی ہے۔ اس بات پر آپ مسکرائے اور دستخط فرمادیئے۔ یہ وہ آخری دستخط ہیں کہ اسکے بعد آپ نے دستخط ہی نہیں کیے، اور اس خادم کے پاس موجود ہیں۔

اسی طرح وصال سے تین روز قبل کا واقعہ ہے کہ میرے کان میں شدید درد تھا، اور بیساختہ سوتے جاگتے کان پر ہاتھ جاتا تھا، صبح کو مجھ سے اشارہ فرمایا کچھ سمجھ میں نہ آیا، کمرے کے باہر حضرت سیدی تاج العلماء قدس سرہ تشریف فرما تھے، اُن سے عرض کیا، آپ نے اشارہ سمجھا کہ قلم دوات طلب فرمارہے ہیں قلمدوات اور کاغذ پیش کیا گیا، آپ نے لکھا۔

"میں رات کو دیکھتا ہوں کہ بے اختیار بار بار
تیرا ہاتھ کان پر جاتا ہے، جاؤ ڈاکٹر مشتاق ہی کو دکھاؤ۔"

یہ تحریر اتنی شکستہ اور غیر مانوس تھی کہ تحریر دیکھ کر تاج العلماء کے بے ساختہ آنسو نکل آئے، اور فرمایا اللہ اکبر! یہ اس ہستی اقدس کی تحریر ہے جسکے بیشمار شاگرد ہر طرز تحریر میں کاتب و خوشنویس ہیں۔ آج ضعف نے یہ حال کر دیا کہ تحریر پڑھی بھی نہیں جاتی۔ یہ تحریر بھی آخری تحریر ہے جو ہوش میں لکھی گئی۔ اسکے بعد آپ نے کوئی حرف نہیں لکھا۔ یہ تحریر بھی آپ کے نواسہ [illegible] کے پاس محفوظ ہے۔

اسی دوران نظامت کا [illegible]

دھکہ جامعہ نعیمیہ مراد آباد کے مہتمم [illegible] اور شیخ الحدیث [illegible] جامعہ [illegible] کتاب

پیش کیا، حضرت نے اسوقت آپ کو ایک سندِ اعتماد و خوشنودی کا رواطمینانِ حساب و کتاب تحریر فرمادی۔ چنانچہ اس دوران میں حضرت کے بڑے صاحبزادے نے جو مدرسہ کے متولی تھے، حضرت سے عرض کیا کہ حضور مجھے بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ مدرسہ کا کیا حساب و کتاب، اور کتنی رقم ہے؟ حضرت نے فرمایا، مولانا محمد عمر کی امانت و دیانت، محبت میری جانچی ہوئی ہے، تمہاری سب کی سعادت اسی میں ہے کہ انکے قدم دھوکر پیو، انکے کاموں میں دخیل نہ ہو۔ یہ میرے معتمد اور مخلص ہیں

آپ کا ہمیشہ سے معمول تھا کہ اٹھتے بیٹھتے حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ پڑھتے تھے، مگر اب کے علالت کے زمانہ میں ہر وقت یہی آپ کا ورد تھا، کچھ ایام قبل آپ کلمۂ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پڑھتے رہتے تھے۔ ایک روز مجھ سے فرمایا کہ تم بھی گواہ رہنا، جب مجھے افاقہ ہوتا ہے تو میں کلمۂ شہادت پڑھتا ہوں" غالباً یہ اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِی الْاَرْضِ ارشادِ نبوی کے ماتحت عمل فرمایا گیا، ورنہ کہاں میں اور کہاں اُس لقمۂ تر کے لیے شہادت۔

الغرض وہ دن آیا کہ جس دن وصالِ حق سے سرفراز ہونا، اور ہمیں دنیا میں تڑپتے ہوئے چھوڑ جانا تھا۔ جمعہ کا دن تھا، ۱۸ ماہِ ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ مطابق ۲۳ اکتوبر ۱۹۴۸ء تاریخ تھی۔ صبح ہی سے آثار اس نسیم کے پائے جانے لگے کہ یہ اہلِ سنت کا تاجدار، علم و فضل کا گوہرِ آبدار، شفقت و مروت کا شہسوار آج ہی کے دن کا مہمان ہے۔ حسبِ معمول مجھے حکم دیا گیا کہ جاؤ جمعہ کی نماز پڑھاؤ۔ چونکہ جب سے حضرت کو مرضِ ذیابیطس نے بامشقت حرکت کرنے سے مجبور کیا تھا، اسوقت سے مسجد میں نمازِ باجماعت کے لیے مجھے ہی امام بناتے تھے۔ اگرچہ میری قرأتِ قرآن کی تصحیح میرے والد صاحب نے

Marfat.com

شروع ہی میں کرادی تھی پھر قواعدِ تجوید بھی سیکھے تھے لیکن حضرت نے باوجود
اسکے راتوں کو میری قرأت کی تصحیح کرائی۔ جب آپ کی نظر میں میری قرأت [illegible]
ما یجوز بہ الصلوٰۃ ہوئی تو مجھے آگے بڑھایا۔

غرضکہ میں جب نمازِ جمعہ آپ کی مسجد میں پڑھ کر واپس آیا تو [illegible]
کے ایک عقیدت کیش چودھری اختر حسین صاحب قدمبوسی کیلیے آئے ہوئے تھے
اور آپ کے چھوٹے داماد حکیم سید حامد علی صاحب بھی موجود تھے [illegible]
کے لیے عرض کیا، فرمایا نہیں! چودھری صاحب کے لیے چائے بناؤ۔ چائے بنائی
گئی، اور حضرت سے چائے کے لیے عرض کیا، آپ نے فرمایا لاؤ۔ میں نے اور حکیم صاحب
نے سہارا دے کر کلی کرائی اور چائے پلانی شروع کی کہ یکایک حضرت کا ایسا استفراغ ہوا
کہ لٹانا پڑا، اور سب کلمہ شریف پڑھنے لگے، کچھ وقفہ کے بعد جب [illegible]
آپ نے فرمایا، تم سب کلمہ پڑھ رہے تھے رُک کیوں گئے۔ مجھے بڑا استفادہ [illegible]
ہو رہا تھا۔ اسکے بعد پھر مرید ہونے والوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ حضرت ملک العلماء
(قدس سرہ) قلعہ کی جامع مسجد سے نمازِ جمعہ پڑھ کر جب آئے تو میں نے [illegible]
سارا ماجرا عرض کیا۔ جامعہ نعیمیہ سے حضرت استاذی مولانا محمد یونس [illegible]
قاضی احسان الحق صاحب نعیمی، اور چند طلباء بھی آ گئے۔ حضرت نے فرمایا [illegible]
جنازہ کی نمائش نہ کرنا۔ اگر لوگ زیادہ اصرار کریں تو [illegible]
تحصیلی اسکول، نئی سڑک اور کاٹھ دروازے سے ہوتے ہوئے [illegible]
نمازِ جنازہ ادا کرنا، وہاں سے سیدھے میری آخری آرامگاہ [illegible]
تاج العلماء (قدس سرہ) نے عرض کی کہ حضور مجھے اجازت [illegible]
رات یہیں حاضر رہوں؟ فرمایا نہیں شادی کی [illegible]
کے ساتھ کوئی دوسرا ہونا ضروری ہے، ہاں مجھے اجازت دیں [illegible]

کیا حکم ہے، مولانا محمد یونس صاحب کی خواہش ہے کہ انکو اجازت دیدی جائے؟ فرمایا ہاں، وہ اگر رہنا چاہیں تو باہر برآمدہ میں رہ سکتے ہیں۔ چنانچہ مولانا محمد یونس صاحب کو مدرسہ سے بلوا لیا گیا، اور سب کو رخصت کردیا گیا، گیارہ بجے کا وقت تھا، حضرت نے اپنی سہ دری کے تینوں دروازے بند کرادیئے۔ حضرت مولانا محمد یونس صاحب اور منجھلے صاحبزادہ مولانا محمد احتشام الدین صاحب سہ دری کے باہر تخت پر بیٹھے رہے۔ کمرہ میں میرے اور حضرت کے سوا کوئی نہ تھا، تھوڑی دیر مجھ سے گفتگو فرمائی، اسکے بعد حضرت خاموش ہوگئے، تقریباً ساڑھے گیارہ بجے حضرت نے فرمایا پنکھا کھول دو، میں نے کھول دیا، پھر فرمایا کم کردو، میں نے اسکی رفتار ۲ پر کردی، پھر فرمایا اور کم کردو، میں نے ۱ پر رفتار کردی۔ کچھ وقفہ کے بعد فرمایا اور کم کردو، اب میں نے پنکھے کا رُخ دیوار کی طرف کردیا، تاکہ واسطہ سے ہوا پہنچے کچھ وقفہ کے بعد فرمایا، بند کردو۔ اسکے بعد مجھ سے کہا، میرا بازو دبائیے۔ چنانچہ میں چارپائی کی داہنی جانب بیٹھکر بازو، اور کمر دبانے لگا، دیکھا کہ کچھ زبان سے فرما رہے ہیں، اور چہرۂ اقدس پر بعید پسینہ ہے۔ میں نے اُسے رومال سے جو ٹِلے کیا تھا آپ کے سینہ پر رکھا تھا، چہرہ سے پسینہ خشک کیا۔ آپ نے نظر مبارک اُٹھا کر میری طرف ملاحظہ فرمایا، پھر آواز سے کلمہ پڑھنا شروع کیا، لیکن بدم بدم آواز پست سے پست تر ہوتی چلی گئی، حتیٰ کہ ٹھیک بارہ بجکر ۲۵ منٹ پر مجھے کچھ پھیپھڑوں کی حرکت بند ہوتی معلوم ہوئی، خود رو بقبلہ ہوکر ہاتھ پر سیدھے کر لیے تھے، کلمہ شریف پڑھتے ہوئے، جان پاک جان آفریں کے سپرد ہوئی۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

آہ! وہ مقدس شخصی آج ہم سے جدا ہوئی جسکا ثانی اب ہماری نظروں میں نہیں۔ اسکے بعد میں نے مولانا محمد یونس صاحب کو بلایا، اور اُن سے عرض کیا

Marfat.com

آئیے! اب ہمارے لیے سوائے عمر بھر رونے کے کچھ نہیں ہے۔ یہ اطلاع دی گئی
حضرت تاج العلماء کو والد صاحب کے ذریعہ خبر دی گئی اور اسی وقت شہر میں ایک
کہرام مچ گیا، جوق در جوق لوگ آنے لگے، جو آمادہ با دیدۂ تر قرآن خوانی میں مشغول
ہو جاتا۔ اسی وقت ملک کے گوشہ گوشہ میں تار دیئے بھیجے گئے۔ آپ کے انتقال کا
صدمہ اہلِ سنت کو جو ہونا تھا وہ تو ہونا ہی تھا، اغیار کو بھی ایسا صدمہ تھا کہ وہ
اپنی مجلسوں میں روتے تھے، اور کہتے تھے کہ زندگی میں ہمارا اور اُن کا گو کہ بہت
اختلاف تھا، لیکن یہ حقیقت تھی کہ علم و فضل میں یکتا و بے نظیر، بے مثل تھے
چنانچہ سنی مدارس کے علاوہ مدرسہ شاہی مسجد، مدرسہ امدادیہ، ڈسٹرکٹ میونسپل کمیٹی
کے اسکول و مدارس نے بھی اس روز تعطیل کی۔

حضرت استاذی تاج العلماء (قدس سرہٗ) حضرت مولانا محمد یونس صاحبزادہ اور
صاحبزادہ حضرت مولانا حکیم مظفر الدین (محمد صاحب) مولانا اختصاص الدین احمد صاحب
اور اس خادم نے حضرت کو غسل دیا، جامہ ہائے عروسی (کفن) پہنایا گیا۔ بعد زیارت خانہ
آخری زیارت کرائی گئی۔ باہر دروازہ پر ایک جم غفیر آخری دیدار اور جنازہ کا منتظر تھا
غرضیکہ ہجوم و ازدحام اور مجمعِ کثیر کی وجہ سے ممکن نہ تھا کہ سب جنازہ کی مسہری کو
کندھا دیکر سُنتِ نبوی سے استفادہ کرسکیں۔ اسلیے لانبے لانبے بانس مسہری
کے دونوں گوشوں میں باندھے گئے، اور وصیت کے مطابق قریب راستوں سے
جنازہ گزارا گیا۔ جسطرف سے جنازہ گزرتا تھا ہر گھر سے نالہ و بکا، اور چیخ و پکار کی
آوازیں آتی تھیں، اور صحیح معنی میں اُس وقت تمام شہر اپنے آپ کو یتیم سمجھ رہا تھا
صوفیائے کرام مشائخ عظام کی جماعت جنازہ کے آگے آگے اللہم قدم ذکر کرتے ہوئے
مشغول تھی، حتی کہ جنازہ جامعہ نعیمیہ پہنچا۔ وہاں صحن جامعہ میں جنازہ رکھا گیا
حضرت تاج العلماء قدس سرہٗ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد

Marfat.com

آخری دیدار کے لیے لوگ بے چین ہو رہے تھے۔ صحنِ جامعہ میں جب ہجوم کی وجہ سے دیدار ممکن نہ ہو سکا، تو مسہری کو دار الحدیث میں لاکر رکھا گیا۔ یہ وہ دار الحدیث ہے جس میں حضرت قدس سرہٗ درس حدیث دیا کرتے تھے، اور اعلان کیا گیا کہ زائرین ادب کے ساتھ فرداً فرداً ایک دروازہ سے آئیں اور دوسرے دروازہ سے نکلتے جائیں۔

اس کے بعد جامعہ نعیمیہ کی مسجد کے بائیں گوشہ میں آپ کی آرام گاہ مقرر ہوئی، اور آپ کو سپرد خاک کرتے ہوئے زبانِ حال سے عرض کر دیا ؎

اے خاکِ تیرہ عزتِ مہماں نگاہ دار
ایں نورِ قلبِ ماست کہ در پردہ گرفتہ

اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں، آپ کو، اور تمام اہلِ سنّت کو اس عیبتِ علم اور خزانۂ عرفاں کے فیوضاتِ روحانی اور برکاتِ ایمانی سے متمتع فرمائے آمین یارب العٰلمین بحرمۃ النبی الامین علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم۔ آمین

جامعہ نعیمیہ مرادآباد کا مختصر تذکرہ

حضرت صدر الافاضل قدس سرہٗ نے ۱۳۲۸ھ میں ارادہ فرمایا کہ ایک ایسا مدرسہ قایم کرنا چاہیئے جس میں معقول و منقول کی معیاری تعلیم دی جاسکے۔ چنانچہ آپ نے سب سے پہلے ایک انجمن بنائی، جسکے ناظم و مہتمم آپ مقرر ہوئے، اور حکیم حافظ نواب حامی الدین احمد مرادآبادی مرحوم کو صدر بنایا۔ اور اس انجمن کے تحت ایک مدرسہ قایم کیا جس کو اسوقت "مدرسۂ انجمن اہلِ سُنّت وجماعت" کا نام دیا گیا۔ جب نواب حامی الدین احمد

Marfat.com

مرحوم اور انکے رفقائے کار کا انتقال ہو گیا، تو انجمن خود بخود ختم ہو گئی۔ اس کے بعد مدرسہ حضرت کے نام نامی کے ساتھ منسوب کیا جانے لگا۔ چنانچہ اس کا نام "مدرسہ نعیمیہ" مشہور ہوا۔ پھر جب اسکے فارغ التحصیل طلباء و علماء نے ملک کے اطراف واکناف میں پھیل کر اپنے اپنے مقام میں مدرسے قائم کیے اور ان کا الحاق مرادآباد کے "مدرسۂ نعیمیہ" کے مرکزی مدرسہ سے ہوا، اور ملک کے دیگر مدارسِ اہلِ سنت میں سے بھی بیشتر مدرسے اسی مرکزی مدرسہ سے ملحق و منسلک ہو گئے ہیں اور بجا طور پر اب اس مدرسہ کی حیثیت رائج الوقت زبان میں "یونیورسٹی" اور قدیم زبان میں "جامعہ" کی ہو گئی۔ تو ۱۳۵۲ھ میں اس مدرسہ کا نام "جامعہ نعیمیہ" رکھا گیا، اور بحمدہ تعالیٰ آج تک اسی نام سے قائم و مشہور ہے، حق تبارک وتعالیٰ ہمیشہ اسکو قائم و دائم رکھے، اور دین و مذہب کی خدمت میں ہمیشہ اسے سب میں آگے رکھے۔ آمین

مغربی پاکستان میں چند تلامذہ کے اسمائے گرامی

اس گلشنِ علم کے خوشہ چینوں میں سے مغربی پاکستان کے چند مندرجہ ذیل علمائے اعلام کے اسمائے گرامی پیش کیے جاتے ہیں، جو کہ اسوقت راقم الحروف کے ذہن میں موجود ہیں، ورنہ مغربی پاکستان، مشرقی پاکستان، ہندوستان اور بیرون برصغیر کے تمام مستفیدانِ علم و صحبت ہزارہا کی تعداد میں ہیں۔ چونکہ میرے پاس کوئی ایسی باقاعدہ فہرست نہیں ہے جس سے صحیح صحیح اعداد و شمار کو پیش کیا جا سکے۔ ایسے تمام علمائے اعلام کی فہرست جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں ہو گی اسلیے صرف مغربی پاکستان کے چند علمائے اعلام کے اسمائے گرامی پیش کرنے پر اکتفا کرتا ہوں:۔

Marfat.com

- حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ صدر مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان، مدفون لاہور
- حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحب قادری مدظلہٗ ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف پاکستان، لاہور
- تاج العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عمر صاحب نعیمی محدث رحمۃ اللہ علیہ سابق مہتمم جامعہ نعیمیہ مرادآباد، و بانی مدرسہ "بحر العلوم مخزنِ عربیہ کراچی" مدفون کراچی۔
- شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی بدایونی مدظلہٗ۔ وارد حال گجرات
- حضرت علامہ صاحبزادہ سید محمد کرم شاہ صاحب نعیمی بھیروی، بی اے، و فاضل جامعہ ازہر و مصنف تفسیر ضیاء القرآن
- حضرت مولانا مولوی محمد نذر احمد صاحب نعیمی سلانوالی
- حضرت مولانا غلام فخر الدین صاحب نعیمی گانگوی شیخ الحدیث مدرسہ شمس العلوم، میانوالی
- حضرت مولانا مفتی محمد امین الدین صاحب مینائی نعیمی بدایونی رحمۃ اللہ مدفون منڈی کاموںکی۔
- حضرت مولانا حکیم محمد مختار صاحب نعیمی گجرات
- حضرت مولانا احمد سعید صاحب نعیمی شادیانہ میانوالی
- حضرت مولانا محمد صالح صاحب بھٹو نعیمی، مدرس مدرسہ مخزن العلوم آگانی لاڑکانہ
- حضرت مولانا خدا بخش صاحب نعیمی، فاضل پور، ضلع ڈیرہ غازیخان۔

- حضرت مولانا غلام محی الدین صاحب نعیمی مرادآبادی۔ حال وارد کراچی
- حضرت مولانا سید محمد افضل شاہ صاحب نعیمی۔ حیدرآباد پاکستان
- حضرت مولانا محمد اشفاق صاحب نعیمی۔ حیدرآباد
- فقیہِ اعظم حضرت مولانا مفتی محمد نور اللہ صاحب نعیمی، بانی مدرسہ فریدیہ حنفیہ بصیر پور ضلع ساہیوال۔
- حضرت مولانا مفتی محمد حسین صاحب نعیمی سنبھلی بانی جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور
- حضرت مولانا محمد اطہر صاحب نعیمی، ابن حضرت تاج العلماء قدس سرہ مہتمم مدرسہ بحر العلوم مخزنِ عربیہ، رابسن روڈ۔ کراچی
- حضرت مولانا سید محمد مکی شاہ صاحب نعیمی خطیب جامع مسجد اچھرہ لاہور
- یہ راقم الحروف۔ غلام معین الدین نعیمی غفرلہ

مرکزی دار العلوم جامعہ نعیمیہ مرادآباد کی موجودہ کیفیت

حضرت قدس سرہ نے اپنی علالت کے زمانے میں ارادہ فرمایا تھا کہ جامعہ نعیمیہ مرادآباد کے نظم و نسق کے لیے شہر کے مخلصین اہلِ سنت کی ایک کمیٹی بنا کر جامعہ کا انتظام انھیں مفوض کر دیا جائے۔ لیکن اسکے لیے اتنا موقع نہ مل سکا۔ مدت مال کچھ عرصہ تک سیدی حضرت تاج العلماء مفتی محمد عمر صاحب نعیمی مہتمم جامعہ نعیمیہ۔ مدرسہ کا انتظام باحسن و خوبی انجام دیتے رہے۔ جب حضرت تاج العلماء قدس سرہ نے ۱۹۵۰ء میں پاکستان کا عزم فرمایا۔ موجود نہ جامعہ کی آپ کے پاس تھی، اور جو جامعہ کا حساب و کتاب تھا وہ تمام متولیِ جامعہ نعیمیہ حضرت صاحبزادہ مولانا حکیم سید محمد ظفر الدین احمد صاحب

کے حوالہ کرکے رسید حاصل کرلی، اور جامعہ کا نظم حضرت مولانا محمد یونس صاحب نعیمی کے سپرد کردیا، اور خود پاکستان تشریف لے آئے، اور کراچی آکر مدرسہ بحر العلوم مخزنِ عربیہ، قائم فرماکر درس و تبلیغ کا سلسلہ شروع فرمادیا، اور ۱۷۔ مارچ ۱۹۶۶ء تک سینکڑوں علماء کو اس مدرسہ سے فارغ التحصیل کرکے اس جہانِ ناپائیدار سے رحلت فرمائی، اور کراچی میں مدفون ہوئے۔

غرضیکہ حضرت تاج العلماء قدس سرہ کے پاکستان تشریف لے آنے کے بعد حالات نے کچھ ایسا نظارہ پیش کیا کہ مجبوراً مخلصین اہلِ سنت بیتاب ہوگئے، اور باہمی مشورے سے متولی جامعہ حضرت مولانا حکیم محمد ظفر الدین احمد صاحب مدظلہٗ کی مرضی کے مطابق ایک کمیٹی مرتب کردی، اس کمیٹی کے ہاتھ میں جامعہ کا سارا اثاثہ اور نظم و نسق سپرد کردیا۔ بعونہٖ تعالیٰ اس کمیٹی کی انتھک کوشش اور مخلصانہ جذبہ وایثار سے آج جامعہ اپنی شان و شوکت میں اپنی نظیر آپ ہے۔ اس وقت کمیٹی کی طرف سے جامعہ کا نظم و اہتمام حضرت استاذی مولانا محمد یونس صاحب نعیمی سنبھلی دامت برکاتہم کے سپرد ہے۔ تمام مخلصین اہلِ سنت وجماعت و وابستگانِ سلسلۂ نعیمیت، کمیٹی کے اس خلوص وایثار پر مبارکباد پیش کرتے ہیں، اور دست بدعا ہیں کہ مولیٰ تعالیٰ جامعہ کی شان و آن ہمیشہ قائم رکھے۔ آمین

یکے از خادمانِ آستانۂ نعیمیہ

غلام معین الدین نعیمی غفرلہٗ

Marfat.com

از مدیرِ مسئول

قطعاتِ تاریخِ وصال

زو بنا رفت سوئے باغِ جنت — ادیب و عالم علم محمد
بگو مخدوم سالِ ارتحالش — نعیم الدین نعیم فضل باحمد
۱ ۳ ۶ ۷

دیگر

کردہ سفر بعجلت صدر الافاضل آقا — پیدا شود تعلیش شوقِ جمالِ مولا
تاریخ ایں نوشتہ مخدوم بندۂ او — ذی الحجہ نوزدہ شب یکشنبہ سالِ مرحبا
۱۹
۱ ۳ ۶ ۷

قطعۂ تاریخ عیسوی

عزمِ جنت کرد چوں فخرِ زماں — ذاتِ او در انجمن جہاں با پاس دید
زانکہ ذاتِ عالمِ دینِ متین — رحمتِ حق بر جہاں باشد پدید
لیک گفتہ حور و غلماں مرحبا — درمیانِ اہلِ جنت ذاتِ عید
تیرہ و تاریک شد دنیائے دوں — ذاتِ او مصباح از ربِّ مجید
سالِ رحلت گفت مخدومِ حزیں — بست و سہ شب دور اکتوبر رسید
۲۳
۱ ۹ ۴ ۸

قطعۂ تاریخ در صنعتِ مہملہ غیر منقوطہ

مکرم سرور و سردار رہ رو — مکارم اسعد اطہر ار رہ رو
دلِ مخدوم گو سالِ وصالِ او — سطاعِ مہد اسرار رہ رو
۱ ۳ ۶ ۷

قطعۂ تاریخ در صنعتِ معجمہ منقوطہ

حضرت صدر الافاضل سیدِ نغز نبیل
والی و سالارِ ملت ناصحِ قولِ جمیل

سالِ رحلت صنعتِ منقوط گو مخدوم ایں
رفت او در باغِ جنت سروِ دیدِ الجلیل

۱۹۴۸

منقبت مع تاریخ

نعیم الدین شد مخدوم الاماثل
جلیل بالمرتبت راس الافاضل

فقیہ و عالم و مفتی و عارف
ندارد مجلس مثلش شمائل

ادیب و خوش بیاں واعظ معزز
ندیدم در جہاں ہرگز مماثل

بماند یادگارش بے نظیرے
یکے تفسیر و ہم اکثر رسائل

مفسر ہم محدث ہم مناظر
بسے در ذاتِ او بودے خصائل

تعالی اللہ کہ از لبہائے لعلیں
کند حل او بسے مشکل مسائل

برائے ظاہر و باطن مریضے
شفا دارد بفضلِ حق انامل

منور شد بفیضش قلبِ تیرہ
مزین شد ہدایت او محافل

نبی و مرتضیٰ و غوثِ اعظم
بقربِ حق چنیں دارد وسائل

اگر مخدوم خواہی سالِ رحلت
بگو مشکل کشا صدر الافاضل

۱۹۴۸

منقبت!

منیبِ حضرت خیر الوریٰ صدر الافاضل ہیں
ہمارے رہنما و پیشوا صدر الافاضل ہیں

شریعت میں طریقت میں حقیقت میں ہدایت میں
امامِ اصفیاء و اتقیا صدر الافاضل ہیں

سفینہ اہلِ سنت کا نہ ہو محفوظ کیوں بادِ مخالف سے
کہ اس کے پاسبان و ناخدا صدر الافاضل ہیں
مٹائی کفر کی ظلمت، منور کر دیا دل کو!
نرالی شان کے یہ رہنما صدر الافاضل ہیں
فقاہت میں مقامِ اعلیٰ، سیاست میں درخشندہ
تکلم میں امام و پیشوا صدر الافاضل ہیں
خمیدہ سر مشائخ اور افاضل ہو گئے در پہ
سبھی کے مقتدا اور رہنما صدر الافاضل ہیں
معین الدین نعیمی تجھ کو مشکل کوئی کیوں گھیرے
ترے جب حامی و مشکل کشا صدر الافاضل ہیں

قطعاتِ تاریخِ وصال

از رشحاتِ قلم حضرت مولانا سید صابر اللہ شاہ صاحب
اشرفی نعیمی

کنند گریہ نہ چوں ہر کس بانسد ز فرقتِ او — کہ در قلبِ جہاں دارد بسے عظمت نعیم الدین
مقام و سالِ رحلت گر کسے پرسد ز تو صابر — بگو۔ حاصل شدہ آرام در جنت نعیم الدین
۱۳۶۷

دیگر

من شنیدم بسے ز اہلِ دل — ہست بیشک ولی نعیم الدین
گفت سالِ وصالِ او صابر — رفت پیشِ علی نعیم الدین
۱۳۶۷

Marfat.com

تاریخ در صنعت صوری و معنوی مع تعمیہ خارجہ

دردِ فراق سے ہے صبر و قرار مشکل — مخفی ہوا ہے جب سے حسن و جمالِ منعم
آنکھوں سے رات دن ہیں کرتا ہوں اشکباری — بیتاب کر رہا ہے ہر دم خیالِ منعم
صابر تو صبر کر اب ارشاد پر نظر رکھ — انکے فیوض جاری ہونگے ذوالِ منعم
کر اشک کا قلم سر صوری و معنوی لکھ — سن تیرہ سو ہے ستر ستہ سال وصالِ منعم

۱ ۹ ۴ ۹ ـ ۱ ـ ۱ ۹ ۴ ۸

تاریخ در صنعت منقوط

آں امام اہلِ سنت رفت در قربِ الٰہ — سینہ ہائے اہل عالم از فراقش گشتہ شق
صنعتِ منقوط صابر سالِ وصلش ایں بگو — زینت فردوس شد شاہ نعیم الدین حق

۱ ۳ ۵ ۶ ۷

تاریخ در صنعتِ غیر منقوط

در ثنائے وصفِ حسنش ہر زباں گویدہمیں — نور نور و نور نور و نور نور و نو ر نور
مصرعِ تاریخ صابر غیر منقوط است ایں — عالم علم الٰہ مہر کرم مہ ہے عدد

۱ ۳ ۵ ۶ ۷

ولہٗ

حضرتِ صدر الافاضل بود عارف بیمثال — می سزد بر ذاتِ او ہر منصب و جاہِ سلوک
مصرعِ سالِ وصالش صابرِ محزوں بگو — منبع اسرار بر حق سالکِ راہِ سلوک

۱ ۳ ۵ ۶ ۷

تصانیف

از حضرت صدر الافاضل مرادآبادی قدس سرہٗ

- تفسیر خزائن العرفان مجلد ۳۰-۰۰
- اطیب البیان ۴-۰۰
- الکلمۃ العلیاء ۲-۰۰
- سیرت صحابہ (وسیلۂ جمیلہ) ۱-۵۰
- سوانح کربلا اردو ۱-۵۰
- کشف الحجاب عن مسائل ایصال ثواب ۲۵-۰
- ۔۔ ۔۔ ۔۔ (ترجمہ سندھی) ۲۵-۰
- التحقیقات لدفع التلبیسات ۲۵-۰
- اسواط العذاب ۳۱-۰
- کتاب العقائد اردو ۳۵-۰
- ۔۔ ۔۔ (ترجمہ سندھی) ۵۰-
- گلبنِ غریب نواز ۱۲-۰
- زاد الحرمین (مسائل حج و زیارت) ۲۵-۰
- آداب الاخیار ۵۰-۰
- سوانح کربلا (ترجمہ گجراتی) ۱-۵۰

تراجم

از مؤلف حیاتِ صدر الافاضل

- نعیم العطاء ترجمہ کتاب الشفاء ۸-۰۰
- ما ثبت من السنۃ عربی مع ترجمہ ۵-۰۰
- نعیم البیان فی تفسیر القرآن پارہ اول ۴-۰۰
- ترجمہ کشف المحجوب ۸-۰۰
- نعیم البیان ترجمہ تکمیل الایمان ۱-۵۰
- فتوح الغیب ترجمہ فتوح الغیب ۲-۵۰
- مسالک الحنفاء لابوی المصطفیٰ ۱-۵۰
- مناقب امام اعظم (سیوطی) ۵۰-۰
- بشری الکئیب بلقاء الحبیب ۶۲-۰
- الصواعق الالٰہیۃ فی الرد علی الوہابیہ ۱-۰۰
- بیان المیلاد لابن جوزی ۰-۰
- الدرر المنتثرۃ فی الاحادیث المشتہرہ ۱-۰۰
- مناظم الفتوت ترجمہ مدارج النبوۃ [illegible]
- اصل السماع ۵۰-۰
- حیاتِ صدر الافاضل ۳-۰۰

حضرت صدر الافاضل قدس سرہٗ کا صحافتی یادگار پندرہ روزہ

سالانہ چندہ چھ روپے — **سوادِ اعظم لاہور** — ششماہی تین روپے

پتہ

نعیمی دواخانہ - لال کھوہ - موچی گیٹ، لاہور

Marfat.com

از فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی محمد اعجاز الرضوی القادری

رضویوں کا وکیل؟

تاجدارِ اہلسنت استاذ العلماء سلطان العلوم حضرت صدر الافاضل قدس سرہٗ

سرگزشتِ عہدِ گل را از نظیری بشنوید
عندلیبِ آشفتہ ترمی گوید ایں افسانہ را

آج مجھے میرے رفیق و مخدوم علامہ غلام معین الدین صاحب نعیمی نے مجبور کیا کہ میں بھی حیاتِ صدر الافاضل قدس سرہٗ العزیز پر کچھ لکھوں، اسلیے المامور مجبور کچھ نہ کچھ حاضر کرنے کے لیے بیٹھ گیا ہوں۔ دماغ غیر حاضر، قوی پریشان، آلام و افکار بر سرِ پیکار، اور مخدوم کا تقاضا بار بار، ایسی وجوہ تھیں کہ کچھ نہ لکھ سکتا تھا نہ سوچ سکتا تھا، تاہم اس مقصدِ لطیف کے لیے عندلیب کا یہ شعر عنوانِ کلام بنایا، اور مقصود صرف یہ ہے کہ حضرتِ صدر الافاضل قدس سرہٗ کی یہ خصوصیت کہ امامِ اہلِ سنّت، مجددِ اعظم، اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کی بارگاہِ ذیجاہ سے "وکالتِ مطلقہ" جس جس موقع پر حضرت تاجدارِ اہلِ سنّت کو ملتی رہی، اُس سے یہ اندازہ لگانا بڑا صحیح اور درست ہوگا کہ حضرتِ صدر الافاضل کا کیا مقام ہے۔

فرقِ باطلہ، اور معاندین سے گفتگو و مناظرات میں سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے بارہا حضرت صدر الافاضل کو اپنا وکیلِ خاص بنایا، چنانچہ اسی خصوصیت کی بنا پر سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے "ذکرِ احباب" میں ارشاد فرمایا ؎

میرے نعیم الدین کو نعمت
اس سے بلائیں سماتے یہ ہیں
(الاستمداد)

Marfat.com

سیدنا اعلیٰحضرت مجددِ اعظم رضی اللہ عنہ نے جس پیارے انداز میں حضرت تاجدارِ اہلِ سنت قدس سرہٗ کا ذکر کیا، وہ انکے درمیان یگانگت و یک جہتی، اور کامل اعتماد پر دال و شاہدِ عادل ہے۔

علماءِ فرنگی محل سے جب مصالحت کا سوال پیش ہوا، تو یہی تاجدارِ اہلِ سنت کی ذاتِ گرامی تھی، جس نے ایسے نازک معاملہ کو نہایت خوش اسلوبی سے طے کرلیا اور ۱۳۳۹ھ "خدام الحرمین" کے تاریخی اجتماع میں حضرت برہان العلم والدین مولانا عبدالباری صاحب اور حضرت حجۃ الاسلام شیخ الانام مولنا الحاج الشاہ محمد حامد رضا خاں صاحب قدس سرہما العزیز الکریم المنان میں صلح و صفائی حضرت صدرالافاضل رحمۃ اللہ علیہ ہی کی کوشش سے ہوئی۔

حقیقت یہ ہے کہ سیدنا اعلیٰحضرت مجددِ اعظم رضی اللہ عنہ کے کارہائے تجدید کی ترویج و اشاعت جس قدر حضرت سلطان العلماء قدس سرہٗ نے فرمائی وہ اہلِ سنت سوادِ اعظم پر مخفی نہیں۔ بلاشبہ مسلکِ سیدنا امام اہلِ سنت مجددِ دین و ملت کی ترویج و اشاعت میں جو حصہ حضرتِ صدرالافاضل رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہے، وہ آپ کی تالیفات و تصنیفات سے ظاہر ہے۔ ہمیں وثوق و معتمد علیہ روایت پہنچی ہے کہ بارہا حضرت صدرالافاضل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

"ہمیں مجددِ اعظم سیدنا اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کے آستانۂ قدسیہ سے حقیقت میں ایمان و کلمہ ملا، سیدنا اعلیٰحضرت کا ملکِ ملتِ سوادِ اعظم پر احسانِ عظیم ہے کہ آپ نے ہمیں ایمان و کلمہ سے روشناس فرمایا۔"

یہ نہایت درجہ آبدیدہ ہو کر ارشاد فرماتے۔

تحقیقات سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ پر سیدنا صدرالافاضل رضی اللہ عنہ کو اسقدر اعتماد و وثوق تھا کہ ارشاد فرماتے ہیں۔

Marfat.com

"ایک بار سیدنا مجددِ اعظم اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "فقہ مجھے علامہ ابنِ عابدین سے حاصل ہوئی" تو ہم نے اسے تواضع پر محمول کیا اسلیے کہ ہماری نگاہ میں سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی تحقیقاتِ عالیہ علامہ شامی کی تحقیقات سے عالی و بلند تر ہیں"

حضرت سلطان العلوم قدس سرہٗ سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے اُن ممتاز خلفاء میں ہیں جنھیں سیدنا امام اہلِ سنت قدس سرہٗ کے مزاجِ عالی میں بڑا دخل تھا، اور سیدنا مجددِ اعظم رضی اللہ عنہ انکے مشوروں کو قبول بھی فرماتے، اور اظہارِ مسرت و شادمانی فرماتے۔ "الطاری الداری" کی تصنیف پر مسودہ حضرت صدر الافاضل قدس سرہٗ کو دکھایا گیا، اور حضرت نے اُس میں سے کثیر مضمون کے بارے میں درخواست کی کہ یہ نکال دیا جائے۔ سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے بلا تامل اُسے کاٹ دیا، اور حضرت صدر الافاضل قدس سرہٗ سے یہ بھی نہ فرمایا کہ کیوں یہ ترمیم پیش کی۔

غرض یہ کہ بجا طور پر اگر حضرت سلطان العلوم قدس سرہٗ کو "رضویوں کا وکیل" کہا جائے، تو کوئی مضائقہ و حرج نہیں، بلکہ درحقیقت سیدنا امام اہلِ سنت قدس سرہٗ کی کرم نوازیاں اسقدر حضرت سلطان العلوم پر تھیں کہ حضرت فرماتے ہیں کہ میرا بستر بریلی شریف کے لیے کبھی کھلا ہی نہیں۔ پورے زمانۂ حیات سیدنا مجددِ اعظم قدس سرہٗ میں ہر دوشنبہ و ہر پنجشنبہ کو بریلی آنا اور زیارتِ امام اہلِ سنت سے مستفیض ہوکر مرادآباد واپسی، حضرت صدر الافاضل رضی اللہ عنہ کے خصوصی مشاغل میں تھا۔

سیدنا مجددِ اعظم رضی اللہ عنہ سے محبت و عقیدت کا یہ عالم تھا کہ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی اجازت کے بغیر کوئی سفر نہ فرمایا۔ شاہزادگانِ سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ سے والہانہ الفت و تعلق تھا جس میں بیشتر حصہ حضرت مفتیِ اعظم ہند مدظلہ الاقدس کا ہے۔ حضرت

Marfat.com

مفتی اعظم ہند مدظلہٗ سے دوستانہ تعلقات و مراسم درجۂ کمال تک تھے۔ اسی لیے سیدنا امامِ اہلِ سنت قدس سرہٗ کے وصال شریف کے بعد جب بھی بریلی تشریف لائے حضرت مفتی اعظم ہند مدظلہٗ کے مہمان ہوئے۔

حضرت قدس سرہٗ ایک واقعہ اپنے ابتدائی زمانہ کا بیان فرماتے ہیں کہ ایک بار میں اور حضرت مفتیِ اعظم ہند مدظلہٗ آستانۂ معلیٰ پر حاضر تھے، سیدنا امامِ اہلِ سنت بالاخانہ پر تشریف رکھتے تھے، اور ہم دونوں "سلطان الاذکار" کے بارے میں نیچے برآمدہ میں باتیں کر رہے تھے کہ سیدنا امامِ اہلِ سنت بالاخانہ سے نیچے تشریف لائے اور ارشاد فرمایا "جاؤ اوپر بستر پر آرام کرو" ہم نے حکم کی تعمیل کی۔ اللہ گواہ ہے کہ جیسے ہی میں سیدنا امامِ اہلِ سنت قدس سرہٗ کے بستر شریف پر لیٹا قلب (سلطان الاذکار کے لیے) ذاکر ہو گیا۔

اس واقعہ پر ارشاد فرمایا، سبحٰن اللہ! اعلیٰحضرت کا کیا مقام تھا، بستر پر لیٹنے میں یہ اثر تھا، ایسا اثر ہم نے کہیں نہ دیکھا۔

سیدنا صدر الافاضل قدس سرہٗ کی شخصیت دنیائے اہلِ سنت کے لیے "سنگِ میل" کا درجہ رکھتی ہے۔

فقیر قادری محمد اعجاز الرضوی بریلوی

Marfat.com

عرضِ مؤلف غفرلہٗ

یہ فقیر نعیمی عرصہ ہائے دراز سے ارادہ کر رہا تھا کہ سیدی و مولائی، مرشدی و استاذی حضرت صدر الافاضل قدس سرہٗ کی مبارک زندگی کے کچھ گوشے قلمبند کر کے پیش کرے، مگر اتنی عظیم شخصیت جسکے کارہائے دینی و سیاسی ناقابلِ احاطہ ہوں، جرأت نہ ہوتی تھی۔ اپنی کم علمی، نوعمری میں قلتِ حاضری، اور ہیچمدانی، باعثِ تاخیر ہوتی رہی، بالآخر حسبۃً الی اللہ و توکلاً علی اللہ لرزتے کانپتے قلم اٹھایا جتنی میری بساط اور صلاحیت تھی اسکو پیش کر دیا۔

اس سلسلہ میں میں نے بارہا حضرت علامہ مولانا سید ابو البرکات صاحب نعیمی ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور سے عرض کیا کہ آپ نے حضرت کی ملازمتِ خدمت و تحصیل علوم و مناظرہ کے دوران جو استفادہ کیا ہے، اور حضرت قدس سرہٗ کے مناظروں کی کیفیات جو بچشم خود دیکھی ہیں انکو قلمبند فرمادیں۔ اسی طرح حضرت مولانا مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی بدایونی گجراتی سے بارہا التجائیں کیں، گجرات بھی گیا، خطوط بھی بھیجے۔ غرضکہ اسی طرح میں نے ہر قابلِ ذکر افاضل و تلامذہ کی خدمت میں معروضات پیش کیں، درخواستیں ارسال کیں، حالات مانگے، جنھوں نے قبول کیا انکے مضامین شامل ہیں، باقی کا انتظار ہے۔

اب اگر اس عظیم و مقتدر، صاحب مراتبِ جلیلہ کی شخصیت کے حالات کے بیان کرنے میں میری ہیچمدانی، اور علم کی بے بضاعتی نظر آئے، اور ناحقہٗ اظہارِ حقائق میں کوتاہی ملاحظہ فرمائیں تو عنداللہ معاف فرمائیں، اور درگزر سے کام لیں، چونکہ من آنم کہ من دانم

اسکے بعد ارادہ ہے کہ حضرت قدس سرہٗ کے غیر منضبط مضامین و مقالہ جات اور فتاوے کو فراہم و مجتمع کر کے شائع کردوں، اور جو علمی جواہر پارے، حضرت کی مطبوعہ کتابوں کے ماسوی ہیں، اکھٹا کر کے کتابی شکل میں شائع کروں۔ دعا کیجئے کہ حق تعالیٰ اسکی توفیق دے یہ کام بھی بڑی جانفشانی اور جستجو و تلاش کا ہے۔ بیدہٖ تعالیٰ عمدۃ التوفیق و علیہ التکلان

غلام معین الدین نعیمی غفرلہٗ

[سابق منصرم آل انڈیا سُنّی کانفرنس و سابق نائب ناظم اعلیٰ
مرکزی جمعیۃ العلماءِ پاکستان، و مدیر سوادِ اعظم لاہور]

Marfat.com

بمنہ تعالیٰ و کرمہ

حقائق افروز باطل سوز خزینۂ ہدایت گنجینۂ معرفت

خطبۂ صدارت

جمہوریت اسلامیہ

حضرت حامی سنت ناصر شریعت [illegible]

مولانا الحاج السید الشاہ سید محمد محدث اشرفی جیلانی [illegible]

صدر جماعت [illegible]

آل انڈیا سنی کانفرنس

کے [illegible] اجلاس [illegible]

مطابق ۲۷ تا ۳۰ اپریل [illegible]

تمام حاضرین کے عظیم الشان [illegible]

جھوم جھوم گیا تحسین و مرحبا [illegible]

بار بار اعادہ و تکرار کی استدعا [illegible]

باہتمام [illegible]

[illegible] شائع کیا

قیمت [illegible]

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الٰہ العالمین رَبِّ الْعٰلَمِیْن اَلرَّحْمٰنِ علی عبادہ اَلرَّحِیْمِ کافۃ الموحدین خالق السمٰوٰت والارضین مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ اللّٰھم نحن نؤمن بک وَاِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ طریق اہل السنۃ والجماعۃ والحق والیقین صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ من الیہود والمشرکین وَلَا الضَّآلِّیْنَ من النصاریٰ وسائر الضلال والمبتدعین اٰمین اٰمین یا غیاث المستغیثین ویا اکرم الاکرمین والصلوٰۃ والسلام الاتمان الاکملان علی من ارسل الی کافۃ الخلق بشیراً ونذیراً وداعیاً الی اللّٰہ باذنہ وسراجاً منیراً اتانا بالشرع المبین والقرآن الحکیم المتین جالی الدجیٰ والہدیٰ ناظم الغیوب داوی الافئدۃ والقلوب تنویراً الا انہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وصحبہ وسلم حبل اللّٰہ وعروتہ الوثقیٰ ونعمتہ الکبریٰ جعلہ اللّٰہ تعالیٰ للخلائق اجمعین ظہیراً من اعتصم بہ فقد نجیٰ ومن خالفہ فقد غویٰ ولن یجد احداً ولیاً ولا نصیراً وعلیٰ اٰلہ واصحابہ واتباعہ واولیاء ملتہ وعلماء امتہ وشہداء محبتہ صلاۃً وسلاماً ابداً یا دھراً کثیراً کثیراً ؛ **اما بعد**

مشائخِ کرام، علماءِ اعلام، اعیانِ اسلام و برادرانِ اہلِ سنت و جماعت! میں آپ کا ایک لمحہ بھی اس دُور دراز کار بحث میں ضائع نہ کروں گا کہ مجلسِ استقبالیہ کی صدارت کی خدمت کے لیے میرا انتخاب قابلِ شکوہ ہے، یا لائقِ شکریہ ہے، اسکو اراکینِ مجلس ہی جانیں۔ میں تو آج اپنی قسمت پر نازاں ہوں کہ مقدس اجتماع میرے لیے بالکل ایسا ہے کہ ایک بیمار کو بے شمار معالجین مل گئے ہیں۔ ایک فریادی کو ہزاروں اصحاب عدل و داد میسر آ گئے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ ۲۰-۲۱-۲۲-۲۳ شعبان ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۶-۱۷-۱۸-۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء کی تاریخیں تھیں مرادآباد میں جامعہ نعیمیہ کا

عظیم الشان میدان تھا، اور ملک و ملّت کے حقیقی رہنماؤں کا جمگھٹا تھا، اور بحیثیت صدر مجلس استقبالیہ حضرتِ بابرکت شیخ الانام حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب قبلہ قدس سرہٗ کا تاریخی خطبہ استقبالیہ پڑھا جا رہا تھا جسکا لفظ لفظ آج بھی وہی معنویت اور نورِ ہدایت رکھتا ہے جو اُس وقت اسمیں تھا اور جسکی کھلی کھلی پیشینگوئیوں کو ہماری بدقسمت آنکھوں نے دیکھا اور عالمِ ربانی و عارفِ باللہ کے نورِ فراست کو آخر دنیا کو مان لینا پڑا، جسکو یاد کر کے ہمارے دل کی گہرائیوں سے بیساختہ آہ نکلتی ہے کہ کاش ہم ویسا ہی (اعلحضرت) کو نظر انداز نہ کرتے، اور کاش دشمنانِ نظامِ اسلام کو ہم اُسی دن پہچان گئے ہوتے، تو آج ہم کتنے بلند مقام پر ہوتے، ان درندگانِ زمانہ نے اسلام کی بھولی بھالی بھیڑوں کو جو شکار کر لیا ہے ہم اس عظیم مصیبت سے محفوظ رہتے۔ (آئیے ہم اور آپ سورۂ فاتحہ و اخلاص کا تحفہ روحِ حضرتِ حجۃ الاسلام کو ہدیہ کریں، اور اُن تمام اعیانِ اسلام کو ہدیہ کریں جن کو ہم اس عرصہ میں گم کر چکے ہیں۔)

حضرات! زمانہ اب اس منزل سے دُور نکل چکا ہے کہ اظہارِ مدعا سے پہلے کوئی تمہید عرض کیجائے، اور منتشر تصورات کو ایک نقطہ پر جمع کرنے کیلئے بلاغت کے جوہر دکھائے جائیں۔ اب تو یہی لیل و نہار کی گردش، اور یہی رات دن کا چکر، اور روزانہ نئے مظالم اور فتنوں پر نکلنے والا آفتاب، اور نئی نئی تاریکیوں اور ظلمتوں کا گواہ ماہتاب، مسلمانوں کی بے نظمی، اور سُنّیوں کی بے کسی، اور اعداء کی تیاریاں دشمنوں کی چالاکیاں، تعدادی غرور والوں کی نبرد آزمائیاں، سرمایہ داروں کی ستم آرائیاں، اور سب سے بڑھکر ضمیر فروشوں کی غداریاں، اور ظلم نماؤں کی اسلام دشمنیاں جنکو ہم آج ہر ہر منٹ دیکھ رہے ہیں۔ یہی ہمارے اظہارِ مدعا کی تمہید ہیں۔ اور اب اسلامی فریضہ اجازت نہیں دیتا کہ ایک منٹ کی تاخیر اسلئے گوارا کیجائے کہ الفاظ کی

Marfat.com

الجھنوں اور عبارت آرائی کے گورکھ دھندے میں پھنسا جائے۔

اے ہمارے مشائخ کرام! اور اے ہمارے علمائے اعلام نائبانِ خیرالانام!
ہم نے آپ کو زحمت دی، اور آپ نے آج کل کے سفر کی دشواریوں کو برداشت فرمایا، اپنا قیمتی وقت عطا فرما کر ہمیں نوازا، آپ کی زیارت نے ہماری دلنوازی کی۔ آپ کے دیدار نے ہمیں زندگی کی آس بخشی، آپ کی کرم نوازیوں پر ہم نے اپنے رب کو سجدے کیے کہ اس نے ہم دردمندوں پر رحم فرمایا، اور ہمارے شیخ رہنماؤں اور دینی قائدوں کا سایۂ کرم ہمارے سروں پر لاکر پھیلا دیا۔ اب ہم اس بھروسے کے ساتھ کہ ہم اپنے آپ کو، اپنی جان کو، اپنی اولاد کو، اپنے مال کو، اپنی عزت کو آپ کے سپرد کیے فریاد کرتے ہیں کہ آپ کے معبودِ برحق کے پجاریوں، وہ معبود، جسکو ہر سانس میں آپ نے یاد رکھا، اور جس سے ایک آن کی غفلت آپ نے گوارا نہ کی، آپ کے رسولِ پاک کے نام لیواؤں، وہ رسولِ پاک، جسکے ناموس و وقار کا پرچم ہاتھوں میں، اور جسکے شہود و نمود کے جلوے آنکھوں میں، اور جسکے دبدبے اور شوکت کے سکے دلوں میں آپ نے جمائے، اسکے کلمہ پڑھنے والے بھولوں کو اعداء نے خاربار آج رسولِ پاک کی بھولی بھیڑوں کی تاک میں لگے ہوئے ہیں، دولت پر ڈاکے، اقتدار پر بمباری، ایمان و اعتقاد پر دھاوا، عزت پر حملے، ہماری تنظیم کو انتشار و تفرقہ کی سازشیں، ایک مظلوم قوم پر ساری دنیا ظلم و تعدی کے لیے اتر آئی ہے، اور ہمارے پاس اسکے سوا کوئی چارہ کار نہیں رہا کہ جلد سے جلد اپنے چارہ سازوں کی طرف دوڑیں اور انکے دامنوں میں پناہ لیں، جنکو ہمارے مقدس اسلام نے ہمارے لیے پناہ گاہ بنایا ہے۔ ہمارے دعوت نامے بالکل صحیح طور پر آہِ مظلوماں کی شرح تھے۔ ورنہ ہندوستان نے بلکہ ساری زمین نے کب دیکھا تھا کہ دعوت دی گئی، اور اس شرط سے کہ ہم آپکو سوکھی روٹی بھی نہ دے سکینگے، قیام گاہ درختوں کے سایہ کے سوا ہمارے پاس نہیں ہے

Marfat.com

جس دن محکمۂ راشن نے ہمکو راشن دینے سے انکار کردیا، اور ہمکو اعلان کردینا پڑا کہ ہم ایک نوالہ بھی کھلا نہیں سکتے، آپ اپنا کھانا ساتھ لائیے، تو ہماری حالت عجیب تھی۔ آپ کی عظمت کا دربار ہمارے سامنے تھا جہاں ہم مجرم کی طرح شرمندہ سر نیچا کیے کھڑے تھے، اور ہماری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ ہم آپ کو کیا منھ دکھائیں۔ بنارس کا ایک ایک منٹ ایسا ہوگیا کہ گویا جسم میں جان نہیں۔ ہماری استقبالیہ کا یہ عالم کہ ہمارے مولوی سلیم اللہ صاحب صدر سنی کانفرنس چوک وارڈ بنارس۔ خواجہ عبدالحمید صاحب ناظم اسٹیج مسٹر لاڈلے صاحب امیر العسکر۔ منظور احمد صاحب صدر سنی کانفرنس بھیلوپورہ وارڈ۔ ہمارے ناظم قیام گاہ داروغہ سبحان علی صاحب۔ ہمارے ناظم طعام شیخ عبدالعزیز صاحب وغیرہ ان میں سے ہر ایک اپنا کھانا پینا بھول گیا، اور ہم اپنی زندگی پر خود بخود شرمندہ تھے کہ اچانک دلوں سے ہوک پر ہوک اٹھی، اور بے ساختہ آہ کی طرح سر اٹھا، زبان پر یا اللہ اور یا رسول اللہ آگیا، آسمانی رحمتوں کو حسرت بھری نگاہیں تکنے لگیں۔ عالم تصور کعبہ لے گیا، طیبہ لے گیا، بغداد پہنچے، اجمیر گئے۔ سامنے آزمائش وابتلاء کی زمین آگئی اور کرب وبلاء کا خطہ آنکھوں میں سماگیا، اور جیسے کسی نے کہدیا کہ یہ تو میدان کربلا میں تیرہ سو برس سے زیادہ ہوئے طے ہوگیا کہ دانہ پانی بند کرکے دنیا نے اہلِ حق کو اعلانِ حق سے روکنے میں کامیابی حاصل نہ کی حسینیوں کی قربانیوں نے دل تھام لیا۔ کربلا کے بے آب ودانہ شہیدوں نے ثبات قلب عطا فرمایا اور ہماری عقیدت کی دنیا کا ذرہ ذرہ کہنے لگا کہ حق پرست اور صدق شعار ہمارے بزرگ ہماری بیکسی ونااہلی پر رحم فرمائینگے۔ اور ہماری امداد سے ضرور تشریف لائینگے۔ اور ہماری رہنمائی کیلیے ہمارے رہنما بلا شرط آجائینگے۔ ہمارا یہ احساس جاں بخش ہوا، یقیناً یہ غیبی آواز تھی۔ چنانچہ ہم دیکھ رہے ہیں، اور ساری دنیا دیکھ رہی ہے، دیکھنے والو، دیکھو!

Marfat.com

کہ آج ہمارے رہنما ہماری فریاد پر ہندوستان کے گوشے گوشے سے آ کر اور بلا شرط آ گئے۔ ہمارے اجلاس کے بے نظیر اجلاس ہونے کی وجہوں میں سے سب سے زیادہ عظیم وجہ یہ بھی ہے جسکو آج تک ہندوستان نے کبھی نہیں دیکھا، اور آئندہ ہمیشہ حیرت کرتا رہے گا۔

اے ہمارے بزرگو! ممکن ہے کہ آپ کو حیرت ہو، کیونکہ ہم سے ملک میں جابجا کہا گیا کہ ہم نے فریاد کے لیے بنارس کا انتخاب کیوں کیا؟ اور ہم نے ملک کے طوفانی دورے میں سب کو یہی جواب دیا کہ ہندوستان کا نقشہ دیکھئے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ بنارس ہی ہندوستان کا سنٹر واقع ہوا ہے۔ ہر طرف سے آنیوالوں کیلئے برابر کا فاصلہ پڑتا ہے لیکن اب آپ بنارس آچکے ہیں اور پچھم سے آنیوالوں نے دیکھا کہ بنارس سے متصل وہ شہر جونپور ہے جو سلاطین شرقیہ کا دار السلطنت رہا ہے۔ اسٹیشنوں کے اسلامی نام اکبر پور، شاہ گنج، ظفر آباد، جلال گنج، خالص پور وغیرہ راستہ میں پڑے ہونگے، پورب سے آنے والوں نے بنارس سے پہلے مغل سرائے پایا ہوگا۔ شمال سے آتے ہوئے تاجپور، یوسف پور، غازی پور، سید پور ملے ہونگے۔ دکھن میں الہ آباد، مرزا پور سے گزرے ہونگے، بنارس کے حاشیہ پر مسلمانوں کی قائم کردہ آبادیاں بتاتی ہیں کہ بنارس مسلمانانِ ہند کی نگاہوں میں ہمیشہ مرکزِ توجہ رہا ہے، اور اس شہر پر کنٹرول رکھنا ہمارے موروثوں کی وراثت ہے۔ بنارس کے گھاٹ کی زینت وہ مسجد ہے جو حضرت عالمگیر کی بلند نظری کی گواہ ہے، اور وہ جامع مسجد ہے جس کی اینٹ اینٹ تاریخ کا عظیم الشان دفتر ہے۔ دہلی کی طرح یہ بھی وہ شہر ہے جہاں ابتک شاہانِ مغلیہ کی نسل آباد ہے۔ ہماری مجلس استقبالیہ کے نائب صدر مرزا جہانگیر بخت، لال قلعہ دہلی کے حقدار وارث ابھی بنارس ہی میں رہتے ہیں۔ بنارس کا ایک محلہ بھی ایسا نہیں جس میں گنج شہیداں نہ ہو۔ شہر سے جس طرف نکل جائیے کوئی نہ کوئی

Marfat.com

مسلّم الثبوت تاریخی بلاد آسودۂ زمین ہے، اور سارا [illegible] اور [illegible] جانتے ہیں کہ [illegible] یہ منتج کی اہمیت کو بڑھاتا ہے اور اس کی [illegible] تعمیری [illegible] آثار سناوید ہیں، جو اس شہر کی دینی، سیاسی اہمیت کی [illegible] اور [illegible] تاریخ ہیں۔ اور اسی روشنی انہی کے آثار سے یہ بھی ہے کہ یہ شہر برطانوی استبداد و استعلات میں تقریباً ایک لاکھ مدعیانِ اسلام پر مشتمل ہے، جو عموماً تجارتی و صنعتی دنیا کے ماہر ہیں، اور جن میں اہلِ سنت و جماعت کی تعداد بہ ترتیب مجموعی تعداد کا نوے فیصد ہے۔ دینی جذبہ کا اندازہ اس سے کیجئے کہ اس شہر کے مشہور [illegible] ہماری مجلس استقبالیہ کے ناظم مالیات جناب اثیرالدین صاحب اور نائب ناظم جناب نذیرالدین صاحب جو آل انڈیا [illegible] کانفرنس کی روح رواں ہیں، [illegible] شہر کے دینی [illegible] بھی ہیں۔ ایک [illegible] محلہ میں [illegible] چار خانقاہیں ہیں، سلاسل اربعہ قادریہ و چشتیہ و نقشبندیہ و سہروردیہ کا فیضِ عام ہر طرف جاری ہے۔ اسی شہر میں وہ خانقاہ اشرفی ہے جو علماء و مشائخ کی خدمت کرنے میں زبان زد ہے، اور ہماری مجلس استقبال کے ناظم [illegible] اور ہمارے برادرِ طریقت شیخ [illegible] اللہ صاحب [illegible] ایڈیٹر [illegible] اسٹیشن بنارس [illegible] بانوے [illegible] [illegible] ہے۔ اس شہر میں عربی علوم کے لیے [illegible] مدارس ہیں، ابتدائی دینی تعلیم کے [illegible] سو سے زیادہ مکاتب ہیں۔ مدرسہ [illegible] رضویہ [illegible] اہلِ سنت و جماعت کے [illegible] خازن اور آل انڈیا [illegible] کانفرنس کے [illegible] حاجی جلال الدین [illegible] ہماری مجلس استقبالیہ کے [illegible] ناظم جناب [illegible] صاحب [illegible] حوصلہ مند [illegible] اور [illegible] ہمارے [illegible] سنی کانفرنس [illegible] پورے [illegible] کے ناظم جناب [illegible] الغفور صاحب کی ہمارے کام [illegible]

Marfat.com

علی حزیں اسی بنارس میں آکے چھپے تو جانے کا نام نہ لیا، نہ جانے کس نے جانے پر اصرار کیا، تو جھنجھلا کر کہہ دیا "از بنارس نروم" الخ ... پچھلے عہد میں ابھی کتنے دن کی بات ہے کہ حضرت مولانا شاہ عبدالحمید صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بنارس آئے تو اپنے وطن پنجاب کو واپس نہ ہوئے اور بنارس کو بنا لیا، حضرت کی شہر میں بے شمار یادگاریں ہیں، جن میں قابلِ تذکرہ وہ خانقاہ حمیدیہ بھی ہے جو تلج باغ محلہ کے اندر واقع ہے۔ اسی خاندانِ تلج کے چشم و چراغ ہماری مجلسِ استقبالیہ کے رکنِ اعظم حافظ محمد اسحاق صاحب ہیں۔ غرض بنارس کے ذرہ ذرہ میں اگر عظمت کی عروضہ بیانی تاریخ ہے، تو اسلام کی تہذیب کا دفتر بھی ہے، اور ایسا تاریخی شہر ہے جس سے علم و عرفان، سیاست و اقتدار، ادب و تمدن میں قومِ مسلم سے فیضیاب ہونے میں ہمیشہ امتیازی درجہ رکھتا ہے۔

میرا وطن کچھوچھہ شریف، بنارس کا مستقل دار الشفاء ہے، آسیب زدہ، مجانین مسافر ہی نہیں بلکہ سر میں درد ہوا، نزلہ تین دن سے زیادہ رہ گیا اور بنارسی کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد پہنچ گیا۔ آستانہ اشرفیہ کی خاک چاٹی اور تندرست واپس ہو گیا۔ اس کثرتِ آمد و رفت اور یہاں سلسلۂ عالیہ اشرفیہ کی وسعت کا نتیجہ ہے کہ میرے بنارسی بھائیوں نے مجھ کو بنارسی ہی قرار دیا، اور میں بحیثیت ایک بنارسی کے اپنی جماعت استقبالیہ بنارس کی ترجمانی کر رہا ہوں۔ میں اس موقع پر اپنے بنارسی بھائیوں کے ہم وطن قرار دینے پر فخر کرتا ہوں، لیکن اس منصب کے قبول کرنے پر شرط لگا دی ہے کہ میری کسی لغزش کی چشم پوشی اور میری کسی خطا پر پردہ ڈال دیں گے، ورنہ میں میدانِ حشر میں دعویدار ہوں گا۔ میرے بھائیوں نے مجھ کو یقین دلا دیا ہے کہ میرے قدم قدم بلکہ ہر لفظ اور ہر سکون و حرکت پر ان کا مکمل گزشتہ زمانہ سے گواہ ہے، الحمد۔

۹ صدارت کے لیے ... انتخاب کا ... [illegible]

Marfat.com

میں خیال آتا ہو گا کہ ہندوستان کے اس تاریخی شہر کی اہمیت اسلامی سلاطین نے، اولیاء کاملین نے، علماء ربانیین نے جو محسوس کی تھی، اُس پر مہرِ تصدیق ثبت فرمانے کے لیے آپ حضرات کا یہاں مجتمع کرنا اب ایسی بات نہیں رہی جس پر ذرا بھی تعجب کیا جائے۔ اے ہمارے بزرگوارو! ہم نے آپ کو گرم موسم میں سفر کی تکلیف دی، حالانکہ ہم نے اس اجتماع کے لیے ماہِ صفر تجویز کیا تھا، یہ صرف اسلیے کہ ہمارے اکابر کا ایک ضروری طبقہ زیارتِ حرمین طیبین میں مصروف تھا جن میں ہمارے حضرت مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم بھی تھے، اسلیے مجبوراً ہم نے مارچ کا مہینہ منتخب کیا، چونکہ وہ مہینہ ہندوستان کی سیاسی گرما گرمی کا زمانہ تھا، الیکشن کے اکھاڑوں، پاکستان کے نعروں، وزارتی مشن کی ہنگامہ خیزیوں نے ملک بھر کو اپنی طرف مصروف کر لیا تھا، اور ہمیں اقرار کرنے میں عذر نہیں کہ ہمارے بعض افراد نے بھی کاغذ و بہار کی بھول بھلیّوں میں بھی رکھا، یہاں تک کہ اپریل کی آخر تاریخوں میں اس اجتماع کی نوبت آئی، اور صرف چند دین کے دولتمندوں اور دنیا کے درویشوں نے مل کر وہ کر دکھایا جو آپ کی پیشِ نظر ہے۔ اور ہمیں ایک عظیم تجربہ کے بعد بڑی خوشی اس کی ہے کہ ہمارا بڑے سے بڑا دشمن بھی نہیں کہہ سکتا ہے کہ ہمارے سامنے کوئی سیاسی جماعت ہے جس کا اعلان ہمارا مقصد ہے، نہ یہی کہہ سکتا ہے کہ ہماری پشت پناہی و امداد کوئی سیاسی جماعت کر رہی ہے۔ وللہ المنۃ وللہ الحجۃ السامیہ۔۔

اے ہمارے بزرگو اور مقدس رہنماؤ! ہم نے آپ لوگوں کو اس گرمی کے زمانہ میں اور سفر کے ناقابلِ برداشت دور میں ایک بار گی ایک ساتھ ایک میدان میں رونق افروز ہونے کی زحمت کیوں دی؟ حالانکہ آپ بلاشبہ اپنی اپنی جگہ پر رہنمائی فرماتے رہتے ہیں اور ہم آپ حضرات کی خدمت میں حاضر ہو کر ہر ایک سے اپنا مدعا

عالمِ اسلام کی مظلومیت

حاصل کر سکتے تھے، نہ آپ نے رہنمائی میں کبھی تجمل فرمایا، نہ آپ کے قدم تک پہنچنے میں ہمارے لیے کوئی رکاوٹ ہوئی، بایں ہمہ ملک بھر کے اعاظم کو زحمت دینے کی بیباختگی ہم سے اس وجہ سے ہوئی کہ واقعات نے ہمارے حواس گم کر دیئے، اور اہلِ زمانہ کے غیر معمولی مظالم میں اتنی شدت اتنی کثرت بڑھ گئی کہ ہم اپنے ہوش کو درست نہ رکھ سکے حجازِ مقدس جو ہم سُنّیوں کے ایمانیات کا گہوارہ ہے اور جسکے ذرہ ذرہ سے سُنّیوں کی دینی روایات وابستہ ہیں، اُس پر نجدی فتن و زلازل کو مسلط کر دیا گیا ہے۔ وہ ارضِ مقدس ابتک اُن فتنوں کی آماجگاہ ہے۔ فلسطین کے سُنّی بھائیوں پر بے رحم یہودیت ستم آرائیوں کی مشق کرنے کے لیے مسلط کی جا رہی ہے۔ ہمارے جاوا انڈونیشیا کے سُنّی بھائیوں پر توپ اور بم کی بارش ہو رہی ہے، اور ان بے گناہوں کی خطا صرف اتنی ہے کہ وہ "سُنّی" ہیں اور اپنے مقدس دین کی آزادی کو کسی قیمت پر چھوڑنے کو تیار نہیں ہیں۔

ہندوستان کا فتنہ

ہمارے ملک میں صرف اہلِ سُنّت و جماعت کو پامال کرنے کے لیے اکثریت کا سانڈ چھوڑ دیا گیا ہے، اہلِ باطل کی ٹولیوں کو سُنّیوں پر بھونکنے کے لیے پالا جا رہا ہے، اور قیامت یہ ہے کہ سُنّیوں کو ختم کرنے کے لیے جن درندوں کو راشن دیا جاتا ہے، اُن کا نام بھی سُنّی رکھا گیا ہے ابنِ عبدالوہاب کا پرستار اپنے آپ کو سُنّی کہتا ہے، یزید و ابنِ سعد کا پجاری اپنے کو سُنّی کہتا ہے۔ سُنّیوں کو تباہ کرنے کی سازش کا نام "سُنّی بورڈ" رکھا جاتا ہے۔ سُنّیوں کو اپنے ملک میں زندہ نہ رہنے دیں، سُنّیوں کو اُنکے وطن سے نکالیں، سُنّیوں کے ایمانیات پر حملہ کریں، سُنّیوں کے عقائد پر ڈاکے ڈالیں، سُنّیوں کی سیاست میں روڑا اٹکائیں، اور پھر بھی سُنّی بنے رہیں۔ یہ وہ مصیبتِ عظمیٰ اور قیامتِ کبریٰ ہے جس نے سُنّیوں میں لوٹ مچا رکھی ہے۔ آج کا وہابی کل سُنّی تھا آج کا قادیانی کل سُنّی تھا، آج کا خارجی کل سُنّی تھا۔ اسطرح سُنّیوں کے گھر میں

آگ لگادی گئی ہے، اور ایک ایک کا شکار کھیلا جا رہا ہے، سُنیوں کے خلاف شکاریوں نے مستقل سازش کر رکھی ہے، اور انہی پالتو اور شکار کیے ہوئے افراد کے بل بوتے پر "آگ مار کہ لیڈر" سُنیوں کو آنکھیں دکھاتے ہیں، سِول جنگ کی دھمکی دیتے ہیں۔ کس قدر ہوش رُبا واقعہ ہے کہ ہندوستان سُنی مسلمانوں کا ملک تھا سُنیوں نے سیکڑوں برس اس ملک پر حکمرانی کی، اور تہذیب کی بنیاد رکھی، لیکن اب اُن کا وجود نہ راعی کی نظر میں ہے، نہ دنیا کی نگاہ میں ہے، ہم جہانگیر و عالمگیر کے وارث کچھ نہ رہے، اور برطانوی پالیسی کی پیداوار تین تین لشکر کی ٹولیاں سب کچھ بن رہی ہیں۔ امام الہند بننے کی ترکیبیں نکالی جاتی ہیں، امیرِ شریعت اپنے کو کہلایا جاتا ہے۔ ہمارا وہ مقدس و برگزیدہ نام جو ہمارے آقا حضرت نور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اور ہمارا یہی مکمل پتہ بتایا تھا ما انا علیہ واصحابی یعنی اہلِ سُنت وجماعت۔ اسکا مجرمانہ استعمال اپنے لیے وہ کر رہے ہیں جو سُنیوں کو ہلاک کر دینے پر حلف اُٹھا چکا ہے۔ سُنیوں کے پیسے سے مدرسہ بنایا جاتا ہے، اور اُس میں ایسے دل و دماغ تیار کیے جا رہے ہیں، جو سُنیوں کو ستائیں، جمہوریتِ اسلامیہ سے ٹکر لیں، اسلامی اتحاد میں انتشار پیدا کریں، اسلامی ہم آہنگی کو صدمہ پہنچائیں ہمارے سلاطین و اُمراء و خواص و عوام کی بنائی ہوئی مسجدوں پر قبضہ، ہمارے دشمنوں کا، ہماری تعلیم گاہوں پر جھنڈا ہمارے مخالفوں کا، ہماری خانقاہوں میں رسائی خانقاہ شکنوں کی، ایک بات ہو تو عرض کی جائے۔

ع
تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم؟

غضب یہ ہے کہ یہ سارے منظم فتنے اور تمام مہلک خطرے آپ کے سامنے ہیں آپ کے دیکھتے ہوئے سُنیوں کا جینا دشوار ہو رہا ہے۔ آپ کی آنکھوں کے سامنے سُنیوں پر گھیرا ڈال دیا گیا ہے، اور آپ کی موجودگی میں آپ کے رسول کی اُمت

Marfat.com

دن دہاڑے لوٹی جاتی ہے۔ سُنّیوں کی آنکھوں سے آنکھیں ملاکر اُنکے سُبّوح و قدوس خدا جسکے سرادقاتِ جاہ و جلال تک کسی عیب کی رسائی نہیں، اُسکو بالامکان جھوٹا کہا جارہا ہے سُنّیوں کو ایذا، دینے کے لیے فضیلتِ علم میں شیطان کو رسول پر بڑھایا جارہا ہے رسولِ پاک کے علم کو پاگلوں، چوپایوں کی طرح قرار دیا جاتا ہے۔ آج ختمِ زمانی نبوت کا انکار ہے، تو کل کوئی مدعیِ نبوت نکل پڑا ہے، بے دین مشرک پرست خود ہیں اور ہم دینداروں کو بدعتی مشرک کہتے ہیں۔ دین فروشی، ملت فروشی وہ کریں اور سُنّیوں کو ملت فروش بتائیں۔ نام لیں مدح اہلِ بیت کا، اور تبرا کریں اصحاب پر۔ دعوت دیں مدح صحابہ کی، اور کام کریں قدحِ اہلِ بیت کا۔ یہ تو دین پر بمباری ہے۔ دنیا میں سُنّی بازار سے نکالا جارہا ہے، اُسکو مقروض بناکر دبایا جارہا ہے، اُسکی وراثتِ حکومت کو غصب کیا جارہا ہے۔ آخر یہ سب کیوں ہے؟ کیا ہماری قوم میں کوئی ہمارا سردار نہیں ہے؟ یہ تو صراحۃً غلط ہے۔ بعونہٖ تعالیٰ ہمارے تدریجی اور

خلقی سردار ہمارے علماء، ہمارے مشائخ اس ملک کے زمین و آسمان کو سنبھالنے والے اتنے ہیں کہ آج تک اُنکے شمار کی آخری تعداد ہزاروں کے بعد بھی معلوم نہ ہو سکی، تو پھر کیا وہ ہماری سنتے نہیں، یا ہمارے حال کو دیکھتے نہیں؟ یہ بھی غلط ہے، وہ نہ سنیں تو پھر سننے والا کون ہے، وہ نہ دیکھیں تو پھر دیکھنے والا کہاں رہتا ہے، کیا وہ غافل ہیں؟ یہ بھی غلط ہے۔ جسکی گہری نیند پر غفلت کا گزر نہ ہو سکے، وہ بیداری میں کیسے غافل رہیگا، تو کیا وہ ہم سے بے پرواہ ہیں؟ یہ بھی غلط ہے، علماء و مشائخ کے مدارج

ہمارے لیے گاؤں گاؤں پھرنا، وادی وادی، چوٹی چوٹی، شہر بہ شہر، قریہ بقریہ پھرتے رہنا پیشوایانِ دین کے کارنامے ہمارے ایمان کو سنوارنا، ہمارے عمل کو سجانا، ہماری گئی ہوئی حکومت کو یاد دلانا، ہماری تاریخ کو دُہرانے کی سعی فرمانا، اور ایسے دَور میں جب پیری مُریدی پر چوٹ کرنا فیشن ہو، دین اور علمِ دین کا نام لینا قہقہے کی نذر ہو، مشائخ کو قوم پر بارِ گراں کہا جارہا ہو

Marfat.com

علماء دین پر انگشت نمائی کا دستور بنا لیا گیا ہو، پھر بھی دین کا ذمہ دار اور سنیوں کا سردار طبقہ ہر طعن سے بے نیاز ہو کر وہی کر رہا ہے جو اُنکا منصب ہے، اُن کے آقائی سلطنت مصطفویہ نے اُن کو جس کرسی پر بٹھا دیا ہے بعونہ تعالیٰ پوری ذمہ داری کے ساتھ وہ ڈیوٹی میں لگے ہوئے ہیں، اُن پر فرقہ وارانہ ذہنیت کی پھبتی کسی گئی، اُنکو پرانی لکیر کا فقیر کہہ کر پھنسایا گیا، اور وہ کونسی اذیت ہے جو اُنکو نہ پہنچی۔ مگر مرحبا اور ہزار مرحبا بیشمار مرحبا ہے اُنکے عزم و ثبات کو ہمت و استقلال کو کہ یہ مبارک طبقہ اپنے کام میں لگا رہا، اور اپنے پاک مقصد سے کبھی نہ ہٹا، اور اپنے مقدس فتوے کا ایک حرف کبھی نہ کاٹا، اور اپنے علم و عمل کی یکانگت میں فرق نہ آنے دیا۔ یہ اسی گروہ پاک کے عزم پاک کا پاک نتیجہ ہے کہ انکے پیغام کی آواز بازگشت آج یونیورسٹی سے، کالج سے اسکول سے، کوچہ و بازار سے، در و دیوار سے آ رہی ہے، اور ہندوستان کا کونا متمنی ہے جو نعرہ پاکستان سے پر جوش ہے۔ دنیا نے بڑی جانفشانی کے بعد اس تخیل کی ابتدائی کڑی کا نام ڈاکٹر اقبال بتا دیا ہے۔ لیکن اے دوستو آج سنیے کہ اس پیغام کے لیے قدرت نے عہد حاضر کے ہندوستان میں جس کا انتخاب فرمایا، وہ ہماری آل انڈیا سنی کانفرنس کے ناظم اعلیٰ اور بانی ہمارے حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء کی مقبول و برگزیدہ ذات گرامی ہے، اور آج سے سب سے پہلے جو اس دولت کو بانٹنے لگا اس میں ڈاکٹر اقبال کی شہرت آگے نکلی۔ بات دور نکل گئی، میں کہنا یہ تھا کہ ہمارے رہنما ہم سے بے پرواہ نہیں ہیں۔ کہنے کو کیا۔ جو کہیں تو یہ کہنا تو سفید جھوٹ بولنا ہے، انکی راتیں ہمارے لئے آہ میں کٹتیں، اُنکے دن ہمارے غم میں بسر ہوتے، اُنکے پاس کوئی ایسی دعا نہیں جس میں ہماری یاد نہ ہو، اُنکی زندگی کا کوئی ایسا لمحہ نہیں کہ ہماری تڑپ اُس میں نہ ہو۔ پھر اندھیر نگری کیوں ہے؟ یہ ظالموں کی غارتگری اور سنیوں کی بے کسی ہے؟ میرے خیال میں اسکا ایک اور صرف ایک

جواب ہے کہ ہمارے پاس سب کچھ ہے، مگر ہمارا کوئی نظام نہیں ہے، ہم میں کوئی رابطہ نہیں، ہمارا ہر ایک رہنما ایک دوسرے کی حدود سے الگ، ہمارا سردار طبقہ ایک دوسرے سے بے خبر۔ ہمیں معلوم ہی نہیں کہ ہم کیا ہیں، کہاں ہیں، کتنے ہیں سندھ اہلِ ہند کی نگاہ میں کوئی آسمانی آبادی ہے۔ ہند اہلِ سندھ کے خیال میں کرۂ زمین کے آخری سرے کا نام ہے۔ کتنے ہمارے پنجاب میں ہیں کہ لکھنؤ دیکھا نہیں، بنارس سُنا نہیں۔ کتنے یوپی والے ہیں کہ لاہور دیکھا نہیں، منٹگمری کو سنا نہیں۔ آل انڈیا سُنّی کانفرنس کے لیے ملک کا طوفانی دورہ کرتے ہوئے جب ہمکو یہ پتہ چلا کہ ہم تو دس کروڑ مدعیانِ اسلام میں سے نو کروڑ ہیں۔ بنگال کے ایک ضلع چاٹگام اور اسکے حواشی میں ۱۶ سولہ سو علماءِ اہلِ سُنّت مدرسین، مبلغین مصنفین و اربابِ فتاویٰ ہیں۔ ہمارے سارے ملک میں صرف علماء کا شمار پچاس ہزار سے زائد ہمارے دفتر میں آچکا ہے، تو ہم اسقدر متحیر ہوئے جسقدر ہمارے سُنّی بھائی ہم سے اس حقیقت کو سُنکر حیران ہیں۔ اگر مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کے اسقدر لشکری منظم ہو جائیں، اور اتنے کثیر قائدین کی قیادت مجتمع ہو جائے، تو پھر کُھلے بند غیر مُسلم ہوں، یا مُسلم نما غیر مُسلم ہوں، کیا مجال کہ کوئی ہم سے ٹکرا سکے اور کیا طاقت ہے کہ ہمارے سامنے آسکے۔ کشتی لڑنا درکنار، ہاتھ ملانے کی جرأت نہیں کر سکتا ساری سازش تارِ عنکبوت ہو جائے، ساری چیخ پکار مکھی کی بھنبھناہٹ سے زیادہ وقیع نہ رہے۔ ہمکو جب یہ محسوس ہوا تو ملک و ملت کی حالتِ ملجہ میں ہمارے لیے کوئی چارہ کار اسکے سوا نظر نہ آیا کہ آپ سرداروں کو ایک جگہ بٹھا دیں، اور خود وفاداری کا عہد کریں، آپ ججوں کی ایک عدالت بنائیں اور اپنی تقدیر کا فیصلہ چاہیں۔ آپ معالجین کو ایک مقام پر بٹھا کر اپنی بیماریوں کا علاج کرائیں۔ اب آپ کے کریمانہ اخلاق ہیں، اور ہماری قابلِ رحم حالت ہے جس نے جرأت دلائی، اور اللہ تعالیٰ کا ہزاروں شکر ہے

کہ ہم نے مرنے سے پہلے آپ حضرات کو ایک مقام پر جمع کر دیا۔ نہ ہم میزبان ہیں، اور نہ آپ مہمان۔ بلکہ ہم بجاں بلب ہیں، اور آپ مسیحا دم ہیں۔ آپ ہماری کراہ سے نہ گھبرائیں آپ ہماری بےچینی سے بےچین بےچین نہ ہوں۔ ہم آپ کی خاطر کیا کر سکتے ہیں؟ ہمارے پاس کھلانے کو روٹی کا ایک سوکھا ٹکڑا بھی نہیں ہے۔ ہم آپ کو کہاں بٹھائیں؟ ہمارے پاس تو پھولوں کا چھپر بھی نہیں ہے۔ اگر آپ پسند فرمائیں تو آپ کے بٹھانے کے لیے ہمارے خانۂ دل کی ویرانیاں ہیں، اور آپ کی خاطر کے لیے جان حاضر ہے۔ [illegible] اور پوری ذمہ داری کے ساتھ کہتا ہوں کہ [illegible] رہے۔

تبلیغِ اسلام

مشائخِ عظام و علمائے اعلام! ہم وہ دن دیکھنا چاہتے ہیں کہ ہمارا ہر فرد مبلغ ہو، ہماری پرانی تاریخ یہی تو تھی کہ بادشاہ مبلغ، رعایا مبلغ، علماء مبلغ، عوام مبلغ، پیر مبلغ، مرید مبلغ، سوداگر مبلغ، مزدور مبلغ، کوئی ہے جو رسولِ پاک کے دستِ پاک پر اسلام قبول کر کے مبلغ نہ بنا ہو؟ کوئی مثال ہے کہ صحابۂ کرام سے دولتِ ایمان پانے والا مبلغ نہ ہوا ہو۔ تبلیغ تو اسلام کا اصلی سرمایہ ہے۔ تبلیغ تو اسلام کا دوسرا نام ہے یہودیت میں سازش کے سوا کیا رکھا تھا۔ نصرانیت کا منتر لے کر [illegible] والا کان کے سوا میدان میں کہنے کے قابل کب تھا۔ مشرکین کے اوہام و خیالات میں تبلیغ کی روح کیسے آتی سب کے سب اپنے دین کے نام کو اپنی پرائیویٹ جائداد کی طرح چھپائے رکھتے تھے کہ تبلیغ کا شہسوار اسلام میدان میں آگیا اور تبلیغ کے سورج کو چمکا دیا، صداقت کی روشنی کو پھیلا دیا، ہدایت کی دلوں میں تڑپ پیدا کر دی، رشد و ارشاد کا دروازہ کھول دیا، جن و انس کو اپنے دائرہ میں لے لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مامور فرمایا کہ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ۔ رسولِ پاک نے اپنے وفاداروں کو حکم دیا بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ بِکَلِمَۃٍ۔

میرا جدِ اعلیٰ جیلان میں پیدا ہوا، اور گھر کو چھوڑ کر بغداد چلا گیا، میرے

Marfat.com

ہندوستان کا بادشاہ بہشت میں پیدا ہوا، اور اجمیر چلا آیا، میر اسلطان سمنان چھوڑ کر کچھوچھہ آیا۔ میں غوث کی بارگاہ میں سر نیاز جھکا کر، میں خواجہ کی خواجگی کے حضور وفاداری کا حلف اٹھا کر، میں اپنے سلطان کی سرکار میں عقیدت کا نذرانہ لیکر کہتا ہوں کہ یہ سب کچھ شرف اور صرف تبلیغ دین کے لیے تھا۔ تبلیغ ہماری اور صرف ہماری دولت تھی۔ مگر آہ کہ یہ امر اہم بے نظمی کی نذر ہوا۔ عیسائی مشنری ایک نظام کے ماتحت ہے۔ وا تمہ پرست مشرکین کا منظم سنگٹھن اور شدھی کی ناپاک تحریک ہے، اور اپنی آنکھ الیسی بوجہ ہی ہے کہ تبلیغ جسکا حصہ ہے اسکا نہ کوئی مرکز ہے نہ انتظام ہے۔ کاش ایک آل انڈیا دفتر ہو، ہر صوبہ میں اسکی شاخیں ہوں، ہر ضلع میں اسکا آفس ہو، ہر تحصیل میں اسکا انتظام ہو۔ ہر قریہ میں ایک ہی طریقہ کار ہو، تو آپ دیکھ لینگے کہ ملک کی مردم شماری میں غلامان مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا اضافہ کس تیزی سے ہو رہا ہے۔

حضرات! دنیا میں ایک ذہنی انقلاب ہے اور قوموں کے کان ایسے پیغام کی تلاش میں ہیں جو انسانیت کو انسانی شرف بخشے۔ زمین کو گہوارہ امن و امان بنادے جہاں روح بر سر عمل ہو، اور نفس کا وجود و عدم برابر ہو۔ اور آپ حضرات جانتے ہیں کہ وہ چیز ہے جسکا نام پاک اسلام ہے۔ اسی تبلیغ کی ایک اہم اور ٹھوس شاخ تعلیم مذہبی ہے، تعلیم ہی سے قومی دماغ کی تعمیر کیجاتی ہے، تعلیم ہی سے صحیح تدبر اور درست تفکر کی اہلیت ابھاری جاتی ہے، اور تعلیم ہی سے قوم کو اسکے اعلیٰ سانچے میں ڈھالا جاتا ہے۔ اس تعلیمی آوارگی کا خطرناک نتیجہ ہے کہ قرآن و حدیث کا پیارا پیارا نام لیکر آپ کو ایسے لوگ نظر آتے ہیں، جو خود مسخ ہو گئے ہیں اور اسلام کو مسخ کرنے کا فن اختیار کر لیا۔ گزشتہ ایک صدی کے اندر جتنے فتنوں نے برطانوی سایہ میں جنم لیا، وہ سب تعلیمی خامی کی ماتمی یادگار ہیں۔ عقل کی سلامتی صحیح تعلیم سے ملتی ہے

تعلیم

ورنہ عقل ایسی ماری جاتی ہے کہ آپ اس جنونی طبقہ سے آگاہ ہیں جو پیغمبر اسلام
کی توہین کو اسلام اور تعلیمات میں تلاش کرتا ہے۔ اس جنون کی کوئی حد ہے کہ شارع
کی عظمت کو اسکی بشریت سے گھٹانے کی کوشش رہی ہے ... سب کو تجربہ ہو چکا ہے ا...
ادارہ تعلیم کا ہوا ... کسطرح ہو گئیں گمراہی توجہات تعلیم کو
راستہ سے ... لیا ... نان کا گر سننے والے ...
کہ صدر المدرسین نے مدینہ چھوڑ ... بالکل چھوڑا اور ... میں ... چھوڑا
اب قرآن شریف اسلیے پڑھایا جاتا ہے کہ ... معانی سے کوئی تعلق نہ رہے۔ حدیث شریف
میں ان کو یہی نظر آتا ہے کہ غیروں کے ہاتھ بکنا ہی اسلام ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔
ایسی غیر ذمہ دارانہ تعلیم سے جہالت ہزار درجہ بہتر ہے۔ کیسا ناپاک تعلیم ہے جو پاکستان
کے تصور سے ... اور پاکستان ... جسکو اپنی زندگی محال نظر آئے، اسلامی ...
کی آزادی میں اپنی موت معلوم ہو۔ کیا سنیوں کی سنیت اور مسلمانوں کی اسلامی غیرت
اس قومی و دینی جرم کو برداشت کرسکتی ہے کہ ایسی درسگاہ کو چھوڑ دے کہ اس کو زندہ
رکھا جائے؟ ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ملک میں صحیح تعلیم کے اداروں
کی بڑی تعداد ہے۔ ہر ہر صوبہ میں کامل النصاب مدارس بکثرت موجود ہیں اور ماشاء اللہ
خوب کام کر رہے ہیں۔ صد ہا علماء سالانہ ان سے فیضیاب ہو کر ہدایت و ارشاد خلق کی
خدمتیں بانجام دیتے ہیں۔ درس، افتاء، وعظ، مناظرہ، تبلیغ دین کے ... مہمات ...
ہیں۔ یہ جماعتیں نہ ہوتیں اور یہ مدارس سرگرم عمل نہ ہوتے تو اس زمانہ میں بے دینی
اور بھی ترقی کرتی، اور مذہب کے جاننے والے میسر نہ آتے اور اسلامی احکام سے دنیا
ناواقف ہو جاتی، مگر باوجود اس کثرت کے قابلِ افسوس اور لائقِ رنج یہ ہے کہ
ان علمی و دینی درسگاہوں میں کوئی نظم و انضباط نہیں۔ ایک کو دوسرے کی خبر نہیں
معیارِ تعلیم میں ایک ضابطہ نہیں۔ نصاب میں یکسانیت نہیں، طریقِ تعلیم میں توافق نہیں

Marfat.com

کاش ایک مرکز سے سب وابستہ ہوں، مرکز کی نگرانی میں ہر صوبہ میں دفتر ہو، ہر ضلع کا ایک تعلیمی انسپکٹر ہو، ہر جگہ ایک نصاب ہو، ایک ہی پرچہ سوالات کا جواب ہر مدرسہ کا طالبعلم دے۔ ضلع کا مدرسہ تحصیلوں میں شاخیں کھولے اور تعلیم کو اسطرح گاؤں گاؤں پھیلا دیا جائے کہ آنیوالی نسل کا ایک فرد بھی جاہل نہ رہ جائے اور چونکہ ہر مسلمان کو مسلمان ہوتے ہی صبح سے شام اور شام سے صبح کرنا ہر منٹ ایک اصولی انسان کی طرح ہوتا ہے برکت تعلیم سے ہر آن اسلامی آن بن جائے تو پھر اس آن کی وہ آن وشان ہے جسکو ہم پاکستان کہتے ہیں۔ دینی تعلیم کی وسعت میں انگریزی دانوں کو لیا جائے، انکو سہولت بہم پہنچائی جائے، ائمہ مساجد کا ایک نصاب ہو اور کوئی امام بے سند نہ رہ جائے، بڈھوں کے لیے شبینہ مکاتب کھولے جائیں، آسان زبان میں دین کی تعلیم کے لیے کتابیں تصنیف ہوں، اور ہر تصنیف پر "جمہوریت اسلامیہ" کی نگرانی ہو، وہی کتاب سنی پڑھے جس پر "جمہوریت اسلامیہ" کی تصدیق ہو، علوم جدیدہ کو عربی و اردو زبان میں لایا جائے اور علماء اُن سے واقف کیے جائیں، سیاسیات، اقتصادیات، تاریخ وغیرہ کا مستقل کورس ہو، سنی لائبریری، سنی مدرسہ، سنی اسکول، سنی کالج، سنی یونیورسٹی، دین و دنیا کی حامل بن جائے، اور اُس سے ایسے دل و دماغ پیدا کیے جائیں جو صدق وصفا، عدل ووفا، شرم وحیا، جود وسخا، دشمنوں سے جدا اپنوں پر فدا ہونے میں سبقت کا جذبہ رکھتے ہوں۔ جن کا جینا و مرنا اللہ کے لیے ہو، تو پھر آپ یقین رکھیں کہ خلیج بنگال اور بحیرہ ہند کی ورسائی خشکی میں پاکستان ہی پاکستان نظر آئے۔ جو قوم علم میں، عمل میں، اخلاق میں پاک ہو جاتی ہے وہ جہاں قدم رکھتی ہے، اُسکو پاکستان بنا دیتی ہے۔

حضرات! آپ پر روشن ہے کہ سنیوں کی ساری کمزوریاں اسی صحیح تعلیم کی

Marfat.com

کمی کا نتیجہ ہے۔ علم درست طور پر آجائے، تو خود معلوم ہو جائیگا کہ دوسرے ادیان ومذاہب کی طرح اسلام نہیں ہے کہ کچھ عقائد، کچھ خیالات، کچھ اوہام پر اعتقاد کرکے اُسکا نام دین رکھ لیا جائے۔ اسلام تو خود حقائق کے اعتراف کے ساتھ اپنے پیرو کو میدانِ عمل میں کھڑا کردیتا ہے۔ عقیدۂ توحید سے لیکر معاد کی تمام تفصیلات کو اسلیے منواتا ہے کہ جو کچھ مانتا ہے اُسکو کرکے دکھلا دیتا ہے، اسلام انسان کو عملی انسان بناتا ہے۔ دینداری کی سند حسنِ کردار پر دیتا ہے۔ صاحبِ تخت وتاج ہو یا مسکین ومحتاج سب کے لیے اسلام نے مکمل پروگرام بنادیا ہے۔ یہ اسلام کا وسیع روحانی نظام ہے، جس نے خدا کی پرستش کو رکوع وسجود میں محدود نہیں کیا، اور نہ مسجد ہی کو اسکے لیے خاص کیا، بلکہ اسلام سونے کو جاگنے کو، چلنے پھرنے کو جم کر بیٹھنے کو، کھانے پینے کو، اہل وعیال کی نگرانی کو، بال بچوں کی پرورش کو، صنعت وحرفت کو، کاروبارِ تجارت کو، مزدوری ومحنت کو، خلق کی خدمت کو، بزم کو رزم کو سب کو عبادت بنادیا ہے۔ یہ اسلام نے بتایا ہے کہ عبادت بازاروں میں بھی ہوتی ہے۔ اور کارزاروں میں بھی ہوتی ہے۔ ارکانِ صوم وصلوٰۃ وحج وزکوٰۃ سے بھی ہوتی ہے۔ اور قلم کی رفتار اور تلوار کی جھنکار سے بھی ہوتا ہے، دنگلوں اور دھیلوں سے بھی ہوتی ہے، اور کشتی کے اکھاڑوں میں بھی ہوتی ہے۔ ایک مسلمان اپنی زندگی کے ہر لمحہ میں اسلام کی بدولت خدا کو پا جاتا ہے۔ قبائل کے خون کی حفاظت کے ساتھ ساتھ انسانی برادری کا پیغام دیا ہے تفاوتِ مدارج اور بیٹ کم ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم فرما کر مصالح پر رکھدیا ہے۔ اسلام کے پروگرام کا دنیا کو تجربہ ہو چکا ہے کہ اُمیوں کو استادِ زمانہ بنانے والا، غیر متمدن کو تمدن کا معلم بکریوں کے چرانے والوں اور اونٹ کے گلہ بانوں کو تخت وتاج کا مالک بنا

بے امنوں کے گہوارہ کو دارالامن کر دینے والا اسلام اور صرف اسلام ہے، مگر آہ کہ جہالت و بے خبری کے خطرناک نتائج ہمارے سامنے ہیں، بے عملی ملت پر چھا گئی ہے، مسجدیں ویران ہیں، ائمہ امام بلیشتر بے سند ہیں، اسلامی کلچر پر تصرف یا تہذیب کی لعنت لائی جاتی ہے، خانقاہوں کا صحیح استعمال چلا جا رہا ہے ہر ایک نیا نیا لائحہ عمل اپنے جی سے بناتا ہے، قانون ساز کونسلوں کی بلا جب سے ملک میں آئی ہے، ان ناداروں کو دیکھ کر جنکے پاس کوئی حتمی قانون نہیں ہے اور وہ اپنی سوسائٹی کے لیے قانون سازی پر مجبور رہیں، اب مسلم نشست پر پہنچنے والے بھی قانون سازی کے مرض میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ ہر قوم کا قانون ساز جب قانون بناتا ہے، تو وہ گویا اعلان کرتا ہے کہ اسکے پاس اس بارے میں کوئی قانون نہیں کیا مسلمان کہلانے والا مسلمانوں کی نمائندگی کرتا ہوا قانون سازی کر کے اسلام کو غیر مکمل قرار دینے کا حق رکھتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پھر یہ منکر مہٹ خلع بل کیا بلا ہے؟ یہ ساردا ایکٹ میں قوم مسلم کا شمول کونسی لعنت ہے؟ - اور جہالت کا مہلک اثر یہ ہے کہ بے خبر ہیں، اور اپنے کو باخبر سمجھتے ہیں۔ علم دین میں ایک ان پڑھ سے بھی بدتر ہیں، اور پھر علماءِ دین کے منہ آتے ہیں) - برطانوی فقہ کے پست تصورات کا عادی اسلامی فقہ کی بلندیوں تک کیسے پہنچے۔ کمزور انسان کے بنائے ہوئے کمزور قانون سے جو روزانہ بگڑا کرتے ہیں پیشہ ورانہ اجہاد دماغ کو المنت اور الٰہی قانون تک باریاب نہیں کرتا۔ اس کام کو مرکزی دارالتصنیف اپنے ہاتھ میں لے۔ نکاح و طلاق، وراثت اور سارے معاملات میں اسلامی نظام کو قانون بنا دیا جائے، غیر مشروع قوانین کو ختم کر دیا جائے۔ مسلمانوں کے قضایا کے لیے اسلامی دارالقضاء کو حکومت سے منوایا جائے، اور قانون سازی کے چسکے کو مٹا کر قانونِ اسلام کی تنفیذ ہی مسلم نشست والوں کا کام رہ جائے۔ خانقاہوں کو

Marfat.com

نشرِ علم کا ادارہ بنا دیا جائے۔ میلاد شریف کی محفلوں کو بزمِ تبلیغ کر دیا جائے۔ اعراسِ بزرگانِ دین میں سُنّی کانفرنس کی سعی ڈالی جائے۔ مسلمان کی صورت کو مسلمان کیا جائے، اور مسلمان کی سیرت کو مسلمان کیا جائے، مسلمان کی روح کو بھی بلند کیا جائے، اور مسلمانوں کی جسمانی صحت کو معیاری طور پر قایم کیا جائے اور بتا دیا جائے کہ ہر مسلمان اپنی قوم کا سرمایہ ہے جسکی ذمہ داری خود اس مسلمان پر بھی ہے ہمارے کالج کے بچوں کو دیکھو تو چہرہ پر خون کا چھینٹا تک نہیں، بکھرے بکھرے بازوؤں اور اُونچے اُونچے سینوں، اور لمبی لمبی داڑھیوں والی قوم بیمار ہو جائے، کراہنے لگے زمانہ روپ بھرنے لگے تو کتنی بڑی شرم کی بات ہے۔

حضرات! وقت آگیا ہے کہ خلافتِ راشدہ کے عہد کو لوٹایا جائے اور سارے نظامِ شریعت کو اسلامی دنیا کا نصب العین بنا دیا جائے۔ یہ کام زیادہ سرمایہ نہیں مانگتا، اپنا پریس، اپنا پلیٹ فارم، اور اپنا ہر کام ایسا ہے کہ غریب سُنّیوں کی برائے نام کمائی بھی اسکے لیے کافی ہے۔ سُنّیوں کے پاس اوقاف اسقدر ہیں جنکو درست کر کے، برطانوی اصول پر نہیں، بلکہ اسلامی اصول پر خرچ کیا جائے، تو ایک سلطنت کا نظام چل سکتا ہے، ورنہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ دینی تعلیم کے نام پر وقف ہے، اور الحادی علوم پر خرچ ہو رہا ہے، مسجد پر وقف ہے، اور سُنّی وقف بورڈ کے دفتری نظام پر خرچ ہو رہا ہے۔ اگر اوقاف کے آمد و خرچ پر کنٹرول کر لیا جائے تو بجٹ میں کبھی کمی نہیں ہو سکتی۔

حضرات! ہمکو مدارس اور دینا اقاہوں کے ساتھ اکھاڑوں کی شدید حاجت ہے۔ ہمارے پہلے بزرگوں نے اکھاڑوں کو جوانوں کا عبادت خانہ بنا رکھا تھا، اور یہ بات صحت و تندرستی کے لیے تو بڑی ضروری چیز ہے۔ یہ چیز کبھی ہم مسلمانوں کی خاص چیز تھی، غواصی، تیراکی، شہسواری اور لکڑی ہمارا وہ مشغلہ تھا جس میں ہمارا کوئی ثانی نہ تھا، ہماری تندرستی

Marfat.com

ضرب المثل بن گئی تھی۔ ہمارے جوان کو غیر ترقی یافتہ ملک کا شہری کہا جاتا تھا، مگر آج تندرستی کھو دینے سے بزدلی، تن آسانی، کاہلی، چہروں کی بے رونقی، اور پھر لازمی طور پر بیکاری و ناداری آگئی ہے۔ تعلیم کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اکھاڑہ ایک مستقل ادارہ ہے، جسکو زیادہ سے زیادہ ملک میں پھیلا کر اس ایک نظام میں بنیان مرصوص کی طرح قومی حفاظت کا قلعہ بنانا ہے، ورنہ کمزور افراد کی نسل اور بھی کمزور ہوگی، اور کمزوری وہ بلا ہے جسکے بعد چاروں طرف سے بلائیں آنے لگتی ہیں۔ بیکاری قرضدار بناتی ہے، معاش کے دروازہ کو بند کر دیتی ہے، اور آخر میں روٹی کے لیے ضمیر فروشی ملت فروشی، جاسوسی کے لیے قوم کا غدار، دین کا باغی ہو جاتا ہے، جسکو ہم آپ برابر دیکھ رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ محتاجی جرائم کی ماں ہے، اور میں کہتا ہوں کہ تندرستی نہ ہونا محتاجی کا باپ ہے، اور جب یہ ماں باپ مجتمع ہو جاتے ہیں، تو بے پناہ بلاؤں کی نسل جنم لیتی ہے۔

اے صد ہزار احترام و عظمت کے پیکر بزرگو! کام بہت ہے، ہماری بیماریاں حد سے زیادہ ہیں، ہماری کمزوریاں لاانتہا ہیں، اور آپ کو ہمارے لیے بہت دکھ اٹھانا ہے۔ آپ تبلیغی نظام سے بسم اللہ فرمائیں، مبلغین پیدا کریں، اور میدانِ تبلیغ میں بھیجدیں، اور ایک سال کے اندر سارے ملک کے سنیوں کی مردم شماری کرلیں۔ اس رجسٹر کا خاکہ ایسا ہو کہ ہر سنی کا نام بقید ولدیت ہو، مکمل پتہ ہو، عمر، پیشہ، مالی حالت، تعلیمی حالت، قرضدار ہے یا نہیں، مقدار قرض، ادائیگی کے امکانات، مواضع کی خوشحالی آبادی، مسجد و اس کے امام، غیر مسلم آبادی، زمیندار، طریق زمینداری، تھانہ، تحصیل، ضلع، حکومت کی مقامی پالیسی، کوئی مدرسہ ہے یا نہیں، اس طرح اندراج ہو کہ دفتر میں دیکھ کر وہاں کا نقشہ مکمل طور پر آنکھوں کے سامنے آجائے۔ اسی میدان میں تمام مدارس اہل سنت کی تعداد، نصاب تعلیم، ذرائع آمدنی، کیفیت

مصائب بھی درج رجسٹر ہو جائیں، تو بعونہ تعالیٰ و بعون حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
قوم خود بخود ابھرنے لگے گی۔ اور نظامِ اجتماع کی روح تیزی سے ملت میں دوڑے گی،
اور دوسری قومیں جو پچاس برس میں نہ کر سکیں، وہ مہینوں میں آپ کریں گے،
یہ تو بیمار کو تندرست کرنا ہے۔ آپ حضرات نے تو مُردوں کو جلایا ہے۔ اپنے اولیاء کی
کرامات حق ہونے پر ہمارا ایمان ہے، اپنے علماء کے منصب نیابتِ رسول پر ہمارا
اطمینان ہے، جو تاخیر تھی وہ آپ کے پہچانے ہونے کی تھی، وہ بھی بعونہ تعالیٰ میسر آگئی،
اب ہماری شفا یابی یقینی ہے، ہماری کامیابی نظر آرہی ہے، اب ہم زندگی کی آس
لگانے میں حق بجانب ہیں، اب آپ کی پاک نگاہی، پاک تدبیر، پاک تعلیم ملک کو پاکستان عطا کر دیگی۔

پاکستان کیا ہے؟

میرے دینی رہنماؤ! میں نے عرض داشت میں ابھی ابھی پاکستان کا لفظ استعمال
کیا ہے، اور پہلے بھی کئی جگہ پاکستان کا لفظ آچکا ہے۔ ملک میں اس لفظ کا استعمال
روزمرہ بن گیا ہے، در و دیوار پر "پاکستان زندہ باد"، تجاویز کی زبان میں "پاکستان
ہمارا حق ہے"، نعروں کی گونج میں "پاکستان لے کے رہیں گے"، مسجدوں میں خانقاہوں میں
بازاروں میں، ویرانوں میں لفظ "پاکستان" لہرا رہا ہے۔ اس لفظ کو پنجاب کا
یونینسٹ لیڈر بھی استعمال کرتا ہے، اور ملک بھر میں ہر لیگی بھی بولتا ہے، اور ہم
سُنیوں کا بھی یہی محاورہ ہو گیا۔ اور جو لفظ مختلف ذہنیتوں کے استعمال میں ہو
اُس کے معنی مشکوک ہو جاتے ہیں، جب تک بولنے والا اُس کو واضح طور پر نہ بتا دے۔ یونینسٹ کا
پاکستان وہ ہوگا جس کی مشینری سردار جگندر سنگھ کے ہاتھ میں ہوگی، لیگی پاکستان
کے متعلق دوسری قومیں یقین کر چکی ہیں کہ ابتداء اس نے پاکستان [illegible] اور جو بہت سے
[illegible] ایک دوسرے سے لڑتے بتائے۔ اگر یہ صحیح ہے تو لیگ کا [illegible]

اسکا ذمہ دار ہے۔ لیکن جن سنیوں نے لیگ کے اس مطالبہ کو قبول کیا ہے، اور جو ابھی پاکستان کے سلسلہ میں لیگ کی تائید کرتے رہتے ہیں، وہ صرف اسقدر ہے کہ ہندوستان کے ایک حصہ پر اسلامی یا قرآنی آزاد حکومت ہو، جس میں غیر مسلم ذمیوں کے جان ومال، عزت وآبرو کو حسب حکم شرع امن دیجائے، انکو ان کے معاملات کو انکے دین پر چھوڑ دیا جائے، وہ جانیں اُن کا دین جانے، اور ان کو اَنتمُ الاعلون خدا کا حکم سنا دیا جائے، اور بجائے جنگ وجدل کے صلح وامن کا اعلان کردیا جائے۔ تاکہ انسان اپنے پر امن ہونے پر مطمئن ہوجائے۔ اگر سنیوں کی اس سمجھی ہوئی تعریف کے سوا لیگ نے کوئی دوسرا راستہ اختیار کیا، تو کوئی سنی قبول نہیں کریگا۔ ان سنیوں نے نہ دستورِ اساسی پڑھا ہے نہ تجاویز پڑھی ہیں، نہ اخبارات کے ہنگامی اڈیٹوریل دیکھے ہیں، نہ غیر ذمہ داروں کے لکچر سنے وہ صرف اتنا سمجھ لیکر کہ آزاد حکومتِ اسلامی اقتدار لیگ کا مقصد ہے اسکے ساتھ ہوگئے ہیں، اور انکو چھوڑ کر لیگ باقی ہی نہیں رہتی۔ اسکے دستورِ اساسی کا کیا سوال ہے۔ اب تو تمام سنیوں نے جو یقین کرلیا ہے وہی دستورِ اساسی بھی ہے وہی تجاویز منظور بھی ہیں۔ لیگ اُنکے لیے کوئی نیا دین نہیں ہے جسکو سوچ سمجھ کر ٹھونک بجا کر قبول کیا جائے، بلکہ لیگ اُنکے جذبات کی محض ترجمان ہے، جسکو وہ ہر شخص سے زیادہ خود سمجھ رہے ہیں۔ خیر یہ تو لیگی زبان میں پاکستان کی بحث تھی لیکن آل انڈیا سنی کانفرنس کا "پاکستان" ایک ایسی خود مختار آزاد حکومت ہے جس میں شریعت اسلامیہ کے مطابق فقہی اصول پر کسی قوم کی نہیں، بلکہ اسلام کی حکومت ہو، جسکو مختصر طور پر یوں کہیئے کہ خلافتِ راشدہ کا نمونہ ہو۔ ہماری آرزو ہے کہ اسی وقت ساری زمین پاکستان ہوجائے۔ لیکن اگر عالمِ اسباب میں رفتہ رفتہ درجہ بدرجہ، حصہ بحصہ، تھوڑا تھوڑا کرکے پاکستان بنتا جائے، تو اس کو بنایا جائے

Marfat.com

کسی حصۂ زمین کو پاکستان بنانا اسکے سوا دوسرے حصہ کے ناپاک رہنے پر رضامندی نہیں ہے۔ بلکہ عالم اسباب میں خدمت تدریجی ہے۔ ہندوستان تک صحابہ کرام نہیں پہنچے، تو وہ اسلئے نہ تھا کہ ہندوستان کے کفریات و شرکیات سے راضی تھے، بلکہ اسکا سبب یہ تھا کہ الاہم فالاہم پر عمل ہو رہا تھا۔ صلح حدیبیہ کا یہ ترجمہ کسی جانور نے بھی نہیں کیا کہ اس میں مکہ کے کفر و کفار سے رضامندی پائی جاتی ہے بلکہ عالم اسلامی کو صاف نظر آنے لگا کہ مکہ جلد پاکستان ہونے والا ہے۔ معاہدے اور صلحنامے وَاَعِدُّوا لَهُم مَا اسْتَطَعْتُم کی تعمیل میں ہوتے ہیں، اور بعد استطاعت خود ختم ہو جاتے ہیں۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کے پاکستان کے خلاف زبان کھولنے اور قلم چلانے سے پہلے خوب سوچ لیا جائے کہ دو جہاں کے سامنے کیا منہ لیکر جائینگے۔ پاکستان میں اس مجرم کو نہ بخشا جائیگا جو کلمہ پڑھ کر اپنے کو سنی کہکر اسلامی اقتدار کے تختہ سے چڑھتا ہو۔

ہاں یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ اس حال میں دنیا نے مشن کے سامنے رونا جاتا ہے کہ ڈاکٹر ظفر خان بھی پاکستان کا نعرہ لگا کرتے ہیں، لیکن یہ پاکستان ایسا ہے کہ جب بنکر پاکستان کا ہو تو بڑے سے بڑا دشمن بھی ناراض نہیں۔ کیا عجب ہے کہ دو دو گز کے پاجامے پہننے والوں کے لیے لنگوٹیہ پاکستان بنانا منظور ہو۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

حضرات! سطور بالا میں مسلم لیگ کا نام آگیا ہے، اور اس طرح آیا ہے کہ وہ سنی کانفرنس کے بالکل جداگانہ ایک نظام ہے۔ یہی حقیقت بھی ہے۔ مسلم لیگ کا پروگرام عارضی ہے جو صرف پاکستان پر ختم ہو جاتا ہے، اور آل انڈیا سنی کانفرنس کا پروگرام دوامی ہے۔ پاکستان کی تعمیر کا اندازہ لیگ کو سنی مسجدوں، سنی امامدوں، سنی خانقاہوں، مدرسوں، عرسوں، میلادوں، مذہبی تقریبوں سے کوئی سروکار نہیں، اور نہ وہ صرف سنیوں کے نام پر کام کرتی ہے۔ پاکستان کا حق ملا تو

مسلم لیگ کو نہیں ملے گا، برطانوی مسلمانوں کو ملے گا، اور ان میں غلبہ مجددی مسلمانوں یعنی سنیوں کا ہے، تو پاکستان کا حق سنیوں کو ملے گا۔

سنی کانفرنس کی اہمیت کا اعلان

سنی کیسا پاکستان بنائینگے؟ اس میں کسی بحث کی گنجائش نہیں، عہدِ صدیقی کو دیکھ لیا جائے، دورِ فاروقی کی سیر کر لی جائے، عثمانی زمانہ کو نظر کے سامنے لایا جائے خلافتِ علویہ کا دیدار کر لیا جائے، اسی قسم کا پاکستان بنائینگے۔ اگر سنیوں کو زندہ رہنے کا اپنے دین کی حفاظت کرنے کا، اپنے مستقبل کو سنوارنے کا، اپنی قوم کو ہلاکت سے بچانے کا اپنی مسجدوں کو آراستہ کرنے کا، اپنی خانقاہوں کو سجانے کا، اپنے اداروں کو درست رکھنے کا حق دوسری قوموں کی طرح ہے اور ضرور رہے، تو پھر ہر تنظیم سے زیادہ ضروری سنیوں کے لیے آل انڈیا سنی کانفرنس ہے۔ ہم نے مانا کہ انگریز اب ہندوستان پر حکومت کرنے سے تھک گیا ہے، اور منافع کے سوا خطروں سے الگ رہنا چاہتا ہے، اور وہ کونسلی حکومت ہندوستان کو دے ڈالنا ہی چاہتا ہے اور مانا کہ یہ دیکھ کر ہندوستان کی اکثریت کے منہ میں پانی بھر آیا ہے، اور وہ بلا شرکتِ غیرے اس حق کو حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور مانا کہ اسکا جواب یہی رہ گیا ہے کہ قانون جسکو مسلمان کہہ دے، اسکو یکجا کر کے اکثریت کے رام راج والے خواب کو شرمندۂ تعبیر نہ ہونے دیا جائے۔ اور مانا کہ مسلم لیگ اسی پوزیشن میں ہے۔ اور یہ بھی بالفرض مانا کہ مسلم لیگ کے سوا عہدِ حاضر کی چالبازیوں اور دھاندلیوں کا کوئی جواب نہیں، لیکن پھر بھی سنی مسلمانوں کو اپنی ملی تنظیم کی آج اسی قدر حاجت ہے جسقدر پہلے تھی۔ ہم سے مسلم لیگ کو اسی کی امید رکھنی چاہیئے کہ اسکا جو قدم سنیوں کے سمجھے ہوئے پاکستان کے حق میں ہوگا، اور اسکے جس پیغام میں اسلام و مسلمین کا نفع ہوگا، آل انڈیا سنی کانفرنس کی تائید اسی کو بیدریغ حاصل ہوگی، اور دینی امور میں ہاتھ لگانے سے پہلے آل انڈیا سنی کانفرنس کی رہنمائی اسکو قبول کرنی پڑیگی، اور ضرور کرنی پڑیگی۔

اگر ہماری حق گوئی کسی کے نزدیک جرم ہے، اور کسی لیگی کے نزدیک یہ ہماری طرف سے لیگ کی دشمنی ہے، تو ہمیں ڈیفینس میں ایک لفظ نہیں کہنا ہے، اور اگر لیگ کے دشمنوں کے نزدیک یہ ہمارا لیگی ہو جانا ہے، تو ہم اس خوش فہمی کو بھی قابلِ مضحکہ سمجھتے ہیں۔

دنیا کو ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ جس طبقہ نے عالمگیر و جہانگیر کی تلواروں میں حکومت کی، عباسیوں کی جلالت پر اپنے اقتدار کا پرچم لہرایا، یعنی علماءِ حق وہ نہ کسی متمرد کے دبائے دبتے ہیں، نہ کسی شکی وہمی سے الجھتے ہیں، نہ کسی بدزبان، بے لگام کو پرِکاہ برابر سمجھتے ہیں، وہ صرف اپنے خدا سے ڈرتے ہیں، حق گو ہیں، حق پرست ہیں، اور صرف حق کا اقتدار چاہتے ہیں۔

اے ہمارے شفا بخشنے والے حکماءِ اسلام! ہم نے اپنی بیماریاں بیان کر دیں، اور بیماریوں نے اس قدر نڈھال کر دیا ہے کہ ہم تھک گئے ہیں، اور ہماری بیماریوں کا بہت کچھ بیان رہ گیا ہے، آپ کی انگلیاں ہماری نبض پر ہیں آپ کی حذاقت نے ہم کو بھانپ لیا ہے، جو ہم نے کہا وہ بھی اور جو نہیں کہا وہ بھی آپ کی فراست کے سامنے ہے۔ للہ ہمارا علاج کیجیئے۔ اپنے رسولِ پاک کا صدقہ ہماری امداد کیجیئے، غوث کے نام کی بھیک دیجیئے، خواجہ کے طفیل خبر لیجیئے، نقشبندی سرکار کا صدقہ دیجیئے۔

ہائے ہم تو اس قابل بھی نہیں کہ آپ کو رسمی طور پر بھی کہہ سکیں کہ ہماری خادمانہ ناشائستگیوں کو معاف کیجیئے، یہ وہ کہے جو کچھ خدمت کرے، جس نے تو آپ کو اس شہر میں زحمت دی کہ اپنا راشن اپنے ساتھ لائیے، ہم ایک نوالہ بھی نہیں دے سکتے۔ ایک مرتبہ سنّی کانفرنس میدانِ کربلا میں قائم ہوئی تھی کہ نہرِ فرات آج تک شرم سے پانی پانی ہے، آج بنارس کی گنگا کا یہی حال ہے کہ

ہمیشہ آباد رہے۔ ہم شرم کے مارے اپنے سر جھکائے ہوئے آپکی وفاداری کا عہد کرتے ہوئے آپ کا خیر مقدم کرتے ہیں، اور اپنی مجلس استقبالیہ، مجلس درویشوں کے لیے درخواستِ دعا کے ساتھ خاموش ہوتے ہیں، اور ہماری یہی خاموشی آپ کے کریمانہ اخلاق کا اعتراف اور اپنی مجبوریوں پر رحم کی بہزار ادب درخواست ہے۔ السلام علیہم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا وفادار

فقیر اشرفی وگدائے جیلانی ابوالمحامد سید محمد غفرلہ کچھوچھوی

(صدر مجلس استقبالیہ "آل انڈیا سنی کانفرنس" بنارس)

۲۷۔ اپریل ۱۹۴۶ء

Marfat.com

اِنّ من البیان لسحرا

الخطبۃ الاشرفیۃ للجمہوریۃ الاسلامیۃ

یعنی

خطبۂ صدارت آل انڈیا سُنّی کانفرنس اجمیر شریف ۱۹۴۶ء

۵-۶ رجب المرجب ۱۳۶۵ھ کو آل انڈیا سُنّی کانفرنس کے اجلاس مسجد شاہجہانی واقع درگاہ معلّٰی اجمیر شریف میں حضرت عالی درجت سرایا برکت مرجع المشائخ والاکابر، مامنِ شاہ و گدا دیوان سید شاہ آلِ رسول علی خاں صاحب (دامت برکاتہم) سجادہ نشین درگاہ عالم پناہ خواجہ غریب نواز قدس سرہ کی دعوت اور ہدایت کے ماتحت ہوئے تھے، جن کی ایک نشست میں خود حضرت ممدوح مدظلہ نے مسندِ صدارت کو عزت بخشی تھی، اُسی اجلاس میں فرزندِ رسول جگر گوشۂ بتول، عالم نبیل، فاضل جلیل، رئیس المتکلمین حضرت مولانا الحاج المولوی السید الشاہ سیّد محمد صاحب محدّث اعظم ہند کچھوچھوی قدس سرہ صدر آل انڈیا سُنّی کانفرنس نے یہ نفیس خطبۂ صدارت ارشاد فرمایا تھا

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی منّ علینا اذ بعث فینا رسولا وجمعنا علی کلمۃ واحدۃ وکعبۃ واحدۃ وقرآن واحد وجعل لنا سعیا مشکورا وعملا مقبولا والصلوٰۃ والسلام من ھو حبل اللہ المتین والعروۃ الوثقی بالیقین وھو الذی الّف بین قلوبنا اذ کنا اعداء فاصبحنا بنعمتہ اخوانا وباللہ مؤمنین وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ الطیبین الطاھرین وعلی الائمۃ المجتہدین وعلماء امتہ واولیاء ملتہ وشہداء محبتہ وجمیع المتمسکین بسنتہ والمعتصمین وعلینا معھم وبھم ولھم ۔ اما بعد

مشائخ کرام، علمائے اعلام و برادرانِ اسلام! اللہ اللہ کیسی مبارک گھڑی، اور کیسا مقدس مقام، اور کس قدر بلند مقصد آج اور اس وقت میسّر ہے کہ اگر اس ساعتِ حیات کی برکتیں تمام زندگی کے لمحات کو تقسیم کر دی جائیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہم سب کا بیڑا پار ہو جائے۔ یہ شاہجہانی مسجد ہے جس کی بنیاد سے لیکر چوٹی تک جدھر نظر کیجیے تو اس عقیدتمندی کی صاف شفاف و سفید جھلک موجود ہے جو ہمارے تخت و تاج والے حکمرانوں کو دلق و گلیم والے فرمانرواؤں سے تھی۔ لال قلعہ دہلی کے تختِ طاؤسی پر جو سر سب سے اونچا نظر آتا تھا، وہ سب سے زیادہ جھکنے والا، اور جھکانے والا خاکِ پاکِ اجمیر میں دکھائی پڑتا تھا۔ سلطان السلاطین و شہنشاہ کا لقب خواجۂ خواجگاں کی جاروب کشی نے بخشا تھا۔ خزانۂ عامرہ والے لعل و جواہر گدڑی والوں سے مانگ کر لیجاتے تھے۔ نبرد آزماؤں کی تلواریں گوشہ نشینوں کی چوکھٹ پر تیز کیجاتی تھیں، کلغی والوں کی کلغیاں ننگے تلووں والوں کے تلوے چوما کرتی تھیں۔ آنکھ والوں کے لیے سرمۂ سعادت بصیرت والوں کی خاکِ پا ہوتی تھی۔ تدبیر والوں کی تقدیریں دعا والوں کی دعاؤں سے سنوارتی

Marfat.com

جاتی تھیں۔ جاں بازوں اور خطرات کی توپوں کے دہانوں پر سینہ رکھ دینے والوں کی
زرہیں نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ پڑھ کر مژدۂ نصرت و فتح دینے والی بشارتوں سے
بنتی تھیں۔ عزم والوں کو آہنی عزائم ذکرِ خدا دینے والے عطا فرماتے تھے۔ سرکوبوں
کے طریقے ذکرِ اَرّہ والوں سے سیکھے جاتے تھے۔ پہرے والوں کے پہرے نظر
بر قدم اور قدم بر نظر والوں کے کنٹرول میں تھے۔ ہوشیاری و باخبری کی تعلیم
پاسِ انفاس والوں کے سپرد تھی۔ ہمت و استقلال کی بھیک دل توانوں سے
مانگی جاتی تھی۔ عواقب و نتائج کی باگ اربابِ کشف و شہود کے ہاتھوں میں رہتی
تھی۔ جہانگیری تزک اور عالمگیری تہور کا دارومدار بوریا نشینوں پر تھا۔ اکبری آئین
آئینِ ربانی والوں کی دربانی کرتے تھے۔ اور شاہجہانی حوصلہ کی تعمیر شاہ گر ولیوں
کے ہاتھ میں تھی۔ مرہٹہ کے رسوائے عالم ڈاکوؤں کو سر کرنیوالے ہاتھ میں خرقہ پوشوں کا
دامن رات دن رہتا تھا۔ فقیروں کی خانقاہوں میں راجے اور رعایا ایک ہی پوزیشن
رکھتے تھے۔ اخوت و مساوات، محبت و مودت کا آخری فیصلہ مرشدِ برحق کا ارشادِ
حق تھا۔ آنکھوں میں دیکھنے کی صلاحیت تھی، کانوں میں سننے کی اہلیت تھی۔ گداؤں کو
شاہوں کی معرفت تھی، محتاجوں نے حاجت روائی کے دروازوں کو پہچان لیا تھا،
شیر و شکر کی تمیز میں غلطی سے دھوکا نہیں ہوتا تھا۔ اولیاء کی ہمسری کا خواب بھی
جرمِ عظیم تھا۔ دہلی و اجمیر کی درمیانی دراز مسافت اور راجپوتانہ کی سنگلاخ زمین
اور پُرپیچ پہاڑیاں بھی حقیقت کو پردہ میں چھپا نہیں سکتی تھیں، اور دہلی کا قطب الاقطاب
جہاں سے اپنے بخت کی یاوری، اور عالمِ غیب کے روحانی "کمک" حاصل کر چکا تھا
وہیں سے شمس تاجداری، اپنی حکمرانیوں اور جہاں بانیوں کی سند پا چکا تھا۔
اِس شاہجہانی مسجد کے سنگِ مرمر سے پوچھو کہ شاہجہاں نے کس طرح مر مر کے یہ سعادت
حاصل کی کہ اُسکی اِس تعمیر پر شاہانہ روز سلطانِ اولیا کی نظر ہے، جس کی بدولت

Marfat.com

اَن گنت عارفوں نے معبودِ برحق کے یہاں تعبدی سجدے کیے، اور بیشمار ملائکہ کی یہ ہر وقت گزر گاہ ہے۔ انچ انچ یادِ الٰہی کی یادگاریں ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ مقام کے تقدیس کا خیال کر کے یہاں پاؤں رکھتے ہوئے کلیجہ تھراتا ہے، اور سر کے بل چلنے کو دل تڑپتا رہتا ہے۔ یہ تو خانۂ خدا، اور سجدہ گاہِ اولیاء کا حال ہے۔

اور وہ سامنے سلطان السلاطین کا دربار، اور خواجۂ خواجگاں کی سرکار ہے۔ آفتابِ ولایت کی ضیا باریاں ہیں، اور ماہتابِ کرامت کی نور پاشیاں ہیں، فیض و کرم کا چشمہ اُبلا پڑتا ہے، اور غریب نوازیوں کا سمندر موجیں مار رہا ہے۔ قدسیانِ چرخ اگر آنکھوں سے اوجھل ہیں، تو سرمستانِ زمین ہی کا میلا دیکھ لیجئے سبحان اللہ کیسی شمعِ ولایت ہے کہ دنیا پروانہ دار فدا ہو رہی ہے۔ کیسا مالکِ تخت و تاج ہے کہ ایک زمانہ جس کا محتاج ہے۔ جسکو ہم امیر کہتے ہیں، وہ یہاں کا فقیر ہے، اور جسکو ہم فقیر جانتے تھے، وہ یہیں کا دامنگیر ہے۔ سلطان کا سلطان، بادشاہوں کا بادشاہ، غریب نوازوں کا غریب نواز، خواجوں کا خواجہ، ساقیوں کا ساقی، یاروں کا یار، پیوں کا پیا، محبوبوں کا محبوب، دیکھیے دیکھیے سنہری کلس ہے کہ نور کا بُکا، قُبّۂ بیضا ہے کہ نورِ ظہور کا تڑکا ہے۔ تجلّیوں کے خواجہ تیری ایسی تجلّیاں، اے قدرت نمائیوں کے داتا تیری یہ کارفرمائیاں۔ آنکھوں میں چکا چوند ہے، دل سرشار ہے، دماغ خدا جانے کہاں پہنچا ہوا ہے، آسمان کا تارا تارا، چمنستانِ دہر کا پتہ پتہ زمین کا ذرہ ذرہ، حاضرین کا ہر چھوٹا بڑا، میری روح کی گہرائیوں کا گوشہ گوشہ میرے جسم کا رونگٹا رونگٹا کس مزے میں زبانِ حال سے گویا ہے کہ ؎

معینا دستگیرا بادشاہا مرشدا خواجہ
طفیلِ رحمۃ للعالمین چشمِ کرم برما

آج رجب شریف کی چھٹی شب ہے، ہندوستان بھر میں چشتی عید ہے، یارِ حقیقی سے

Marfat.com

وصالِ خواجہ کی تاریخ ہے، عرس شریف کا دن ہے، خواجہ بزرگ کی یادگار ہے۔
قرآنِ کریم کی زبان میں اَیَّامُ اللہ میں سے ایک ممتاز یوم ہے، وحیِ الٰہی کی شہادت ہے کہ خاصانِ حق و مقبولانِ درگاہِ مطلق کا یومِ ولادت و یومِ وصال و یومِ حشر، تعین تاریخ کے ساتھ لاہوتی سلامتیوں اور ربانی رحمتوں کی بارش لایا کرتے ہیں، اسیرانِ نفس و معصیت کو رہائی دی جاتی ہے، اپنے رب سے پانے والے بے حساب پاتے ہیں اور بے تحاشا بانٹتے ہیں، کمائی والے زیادہ سے زیادہ اُجرتیں حاصل کرتے اور اپنے وابستگان کو عطا فرماتے رہتے ہیں، اُن بے شمار نعمتوں میں سے بھی ایک کیا کم ہے کہ آنکھیں ملتی ہیں، آنکھوں کو بینائی ملتی ہے، بینائی کو تیزی بخشی جاتی ہے، مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی کا صدقہ ملتا ہے۔ اسلام کی بخشی ہوئی تیز نگاہی کو حفاظت کا ثمر ملتا ہے۔ دنیا کی تاریخ ہمارے سامنے ہے۔
قوموں نے اپنے گرد و پیش آگ پانی مٹی ہوا کو دیکھا، تو آنکھیں تھک گئیں اور حقیقت تک باریاب نہ ہو سکیں، عقلیں سوختہ ہو گئیں، ہوشمندی ڈوب کر رہ گئی، انسانی شرافت خاک میں، اور فہم و فراست تباہ ہو گئی۔ آسمان کی طرف آنکھیں اٹھائیں تو چاند سورج اور ستاروں سے آگے نہ بڑھ سکیں، اور چکا چوند ہو کر رہ گئیں۔ یہ آتش پرستی اور گنگا پوجا، یہ بت پرستی، یہ ہوائی اوہام نگاہوں کی کمزوریاں نہیں تو کیا بلا ہے؟ چندرما پوجا، سورج پوجا، گرہن پوجا، اور ستاروں کی پرستش اندھا پن نہیں تو اور کونسی لعنت ہے؟ لیکن اسلام کی تیز نگاہی نے اللہ اکبر! آنکھ نے دیکھا اور دل نے یقین کیا، افعال سامنے آئے، اور فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ کی قدرتیں نظر آنے لگیں صفات کی تجلیات نے ذات کی طلب پیدا کر دی، اجرامِ فلکیت کے پردے چاک کر کے استحالۂ خرق و التیام کے نظریہ کا استحالہ کر دیا، اور جاتے جاتے نگاہیں حقیقت تک پہنچ گئیں۔ شیدائے جمالِ کعبہ جس کے حرم میں آج تک آنکھ... سیہ پوش ہے، اور عرشِ عظیم

پھنائیاں جنکی اب کچھ جو یاں ہیں، اسلامی آنکھ نے لذتِ دید میں سرشار ہو کر اس کو اپنے دل میں رکھ لیا۔

یہ اُس اسلامی تیز نگاہی کی کرامت ہے کہ خواجہ خلوت کدۂ قبر میں پردہ نشین ہوئے قبر کو تعویذِ قبر نے چھپایا، تعویذِ قبر نے غلاف کی چوندر اوڑھ لی، ان سب پر گنبد آ کر چھا گیا، لیکن اسلامی آنکھ کیلیے کسی چھپانے والے نے خواجہ کو چھپا لینے میں کامیابی حاصل نہ کی۔ تعویذِ قبر پر رخسار رکھ دینے والوں، اور غلافِ قبر کو سر پر رکھنے والے آنکھ والوں سے کہ ان سب کا لابس اور قبر کا مقبور کس کو پایا؟ اور اگر پیشِ نظر نہیں تو لباس میں کیا رکھا ہے، اور اگر مقبور پر نگاہ نہیں تو قبر میں کیا دھرا ہے۔ یہ وہابیت کا اندھا پن ہے کہ ٹٹولتے ٹٹولتے قبر تک پہنچی تو خاک پتھر کے سوا کچھ ہاتھ نہ لگا، اور محروم ازلی ہو کر رہ گئی۔ اور یہ اسلام کی تیز نگاہی ہے کہ قبر کو مقبور سے نسبت بخشی۔ کفار کی قبروں کو اُکھاڑ دینے کی اجازت دی کہ کفر و کفار کو کسی احترام کا حق نہیں۔ مومن کی قبر پر اُس آقا و مولی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے قدم پاک رکھنا گوارا نہ فرمایا، جسکے تلووں کے نیچے ایمان والوں کی جنتیں ہیں، تو پھر مقبولانِ بارگاہ کی قبروں کا کتنا رتبہ ہوا، یعنی وہابیت کہتی ہے کہ قبر کو دیکھو، اور اسلام کہتا ہے کہ مقبور کو دیکھو۔

یہ تو ہم مسلمانوں کا روزمرہ ہے کہ قرآن شریف کی تلاوت کے لیے لیا، اور پہلے جزدان کو چوم لیا، پھر جلد کو چوما، اور پھر کھول کر تلاوت میں لگ گئے۔ یہ جزدان کے کپڑے کو نہیں چوما، یہ جلد کے چمڑے کو نہیں چوما، بلکہ جزدان کے اندر جلد میں چومنے کے قابل چیز ہمکو پہلے ہی سے نظر آ گئی اُسکو چوم لیا۔ دال کو نہیں چوما، مدلول کو چوما، یا مدلول سے دال کی جو نسبت ہے اُسکو چوما۔ ہاں ہاں غلافِ قبر کو کوئی نہیں چومتا، اُسکی اُس نسبت کو چومتا ہے، جو مقبور سے اُسکو حاصل ہے۔

ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ یہیں کتنا مقدس مقام، اور کسقدر اہم ایوان اور

Marfat.com

کتنی خاص تاریخ میسر ہے، زمان ومکان کی شرافت پوری پوری موجود ہے، اور بعونہ تعالیٰ اخوان کی شرط بھی موجود ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم گنہگار نہیں، سیہ کار نہیں خطا شعار نہیں۔ لیکن ہاں ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں کہ ہم باغی نہیں، ہم غدار نہیں۔

زمانہ میں روشنی کے نام پہ الحاد کی تاریک آندھیاں چلیں، دین فروشوں نے دین کے نام کو پیٹ کا دھندا بنایا، کھلے بازار میں ملت فروشی کی جا رہی ہے، ضمیر فروشی قوم فروشی کا بلیک مارکیٹ قانون کی زد سے بھی آزاد ہے۔ نام دار العلوم رکھا اور کام ودیا مندر کا کیا۔ نام پوچھو تو احرار بتائیں، اور کام دیکھو تو غلاموں کی غلامی پر اترائیں۔ یا رسول اللہ سن کر گھبرائیں اور "بندے ماترم" کا ترانہ گائیں، نعرۂ تکبیر سے الجھیں، اور اپنے باپو کی جے منائیں۔ مسلمانوں بیزار اور مشرکوں کے علمبردار۔ اب تو تہبند کا رنگ ایسا چڑھا ہے کہ پہچاننا دشوار ہے کہ مولوی جی ہیں یا مالوی جی ہیں۔ سب کچھ ہے، مگر اے خواجہ تیری خواجگی کے قربان کہ تیرے مست، تیرے ہی رہے، تیری تعلیم، تیرے پیغام سے ایک انچ نہ ہٹے چودہ سو برس کی پرانی لکیر کے فقیر بنے رہے، مشرک کے پاؤں پر توحید کو کھڑا نہیں کیا، اور کسی قیمت پر اپنے دین کو نہیں بیچا۔ نہ یورپ کی چال ان پر چلی، نہ اکثریت کی سرمایہ داری کا جال ان کو پھانس سکا، یہ خواجہ کی دہائی دینے والے، یہ میلاد و قیام والے، یہ نعرۂ تکبیر و نعرۂ رسالت والے اسی مقام پر رہے جہاں خواجہ کی کرامت نے اُن کو کھڑا کر دیا ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ کیسے اچھے ستھرے خواجہ والے غوث والے اخوان میرے سامنے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہمارا مقصد بھی نہایت بلند پایہ ہے آج ہمارا اجمیر میں وہی مقصد ہے، جو چشت کے راجہ کو صدیوں پہلے اجمیر لا چکا ہے جس نے جیلان والے غوث کو بغداد پہنچایا ہے، جس کے لیے اللہ کا حبیب مکہ سے مدینہ

Marfat.com

اور پھر مدینہ سے فاتحانہ شان کے ساتھ مکہ پہنچا۔ جس مقصد کا مختصر اور صاف نام خدا کے دین کے پیغام اور اس دینداری کی آزادی ہے۔ ذرہ ذرہ کو مسلم بنانا اور اسلام کے پرچم کو آزاد رکھنا ہے، انسان کو پاک کرنا، اور انسانی آبادی کو **پاکستان** بنانا ہے۔

ہمیں اپنے خواجہ سے یہی کہنا ہے کہ زمانہ اب روشنی کی اہلیت و استعداد کو نہیں، بلکہ کیڑے مکوڑوں کی کثرتِ تعداد کو دیکھتا ہے۔ گوبر، پیشاب والوں کو پوتر، اور اللہ کے پاک بندوں کو ملیچھ کہا جاتا ہے۔ جن غداروں کو زمین پر قدم رکھنے کا حق نہیں، اُن کو دیسی، اور جنکے لیے زمین پیدا کی گئی، اُن کو بدیسی کا لقب دیا جاتا ہے۔ **فلسطین** میں ذلت کے مارے اور بے مسکن آوارہ دل کو مسلمانوں کے سینہ پر بسایا جا رہا ہے۔ کعبہ میں فریضۂ حج پر ایک ایک ہزار کا ٹیکس لگایا جا رہا ہے۔ **انڈونیشیا** کے مسلمانوں پر بے رحمی آزمائی جا رہی ہے اور بڑا غضب یہ ہے خواجہ! کہ آپ کا پڑھایا ہوا کلمہ پڑھتے ہوئے کچھ ملت فروش دستار کے شملوں کو چوٹیوں پر، شلواروں کو چٹیوں پر، صرف چند ٹکوں کیلیے نچھاور کر چکے ہیں۔ نہروانیوں نے دوبارہ ایک نہرو بنا لیا ہے۔ اب ایک جیپال نہیں بلکہ جیپالوں کی پلٹن ہو گئی ہے، اور ان سب کا مقصد یہ ہے کہ خواجہ والے مسلمان، یعنی سُنّی مسلمان کو زندہ نہ چھوڑا جائے۔

اے میرے خواجہ! آپ کے وفاداروں نے آپ کے اللہ اور آپ کے رسول اور آپ کے اخوان اولیاء کے خلاف آوازے سُننے تو نہ گستاخوں کے جُبّہ و دستار سے ڈرے، اور نہ ریش کی آرائش سے مرعوب ہوئے، اور صرف اسلیے ان کو چھوڑ دیا کہ بے انکے چھوڑے اے خواجہ آپ کا دامن چھوٹا جاتا تھا، جو کسی طرح قابلِ برداشت نہ تھا۔ شاید ہماری یہی ایک نیکی کام آئی، اور اسی وفاداری پر

خواجہ کو رحم آگیا، کیونکہ بلاشبہ ہندوستان میں یہ **ولی الہند** ہی کی کرامت ہے، کہ ہمارے اُن رہنماؤں کو بیداری بخشی جنکو رہنمائی کی سند زبانِ وحی سے ملی ہے۔ اب انکی نظر ہماری کمزوریوں پر نہیں، بلکہ اپنے بازوؤں کی قوت پر پڑنے لگی، وہ رہنما کون ہیں؟ یہی ہمارے پیر، ہمارے علماءِ اہلِ سُنّت و جماعت، سارے پیر خانقاہوں کی چہار دیواریوں نکل پڑے اور میدان میں ڈٹ گئے، سارے علماء مدرسوں سے باہر بھی آکر کھڑے ہوگئے اور ارادہ کرلیا تو کمزور سُنّیوں میں روٹھے ہوؤں کو منایا جائے، اُن کو مبلّغ بناکر ذمہ داری دیجائے کہ مرنے سے پہلے فی کس دس نہیں تو ایک غیر مُسلم کو مسلمان کرنا ہے، اُنکو تعلیم دین سے آراستہ کرکے اُنکے علم کو، اُنکے عمل کو، اُنکے اخلاق کو پاک کردینا ہے، تاکہ جہاں وہ قدم رکھیں پاکستان ہو جائے۔ اب ایسے مدارس ناقابلِ برداشت ہیں جو سُنّیوں کی جیب پر ڈاکے ڈالیں اور سُنّیوں کے مفاد سے لڑتے رہیں، اور سُنّیوں میں انتشار پیدا کریں۔ اب تمام سُنّی مدارس کو ایک نظام میں لاکر ان پر تعلیم و تربیت کی یکسانیت پیدا کرنی ہے۔ دار القضاء، دار الافتاء، سب کو مرکزی شان سے چلانا ہے، خانقاہوں کو آراستہ کرنا ہے، اور ان میں تبلیغ و تعلیم کی رُوح پھونکنی ہے۔ المشائخ کلھم کنفسٍ واحدۃ کرکے دکھانا ہے، ان پاکوں کا پاک عزم یہ ہے کہ رفتہ رفتہ ہندوستان کو پاکستان بناکر دکھا دینا ہے۔

یہی علماء و مشائخ اور ان کے برگزیدہ عزائم اور ارادے ہیں، جنکا نام آل انڈیا سُنّی کانفرنس یا جمہوریت اسلامیہ ہے۔ اور جس میں اس وقت صرف علماء و مشائخ کی تعداد بیس۲۰ ہزار سے زیادہ ہے۔ اور آل انڈیا سُنّی کانفرنس کا آج خواجہ کی چوکھٹ پر جلسہ صرف اپنے خواجہ کے حضور حلفِ وفاداری اٹھانے کا ہے۔

میرے سُنّی بھائیو! اب ہم پر حجتِ الٰہیہ ختم ہو چکی، اور اگر ہم ان رہنماؤں سے بچھڑ گئے، تو میدانِ حشر میں ہمارے پاس کوئی جواب نہ ہو گا۔ ہمارے جگانے والے پکار رہے ہیں کہ "سُنّیو! جاگو جاگو"۔ ہمارے ہوشیار کرنے والے آواز دے رہے ہیں کہ "سُنّیو! ہوشیار، خبردار"۔ ہمیں ترقی دینے والے بلا رہے ہیں کہ "آؤ بڑھے چلے آؤ"۔

اے سُنّی بھائیو! اے مصطفےٰ کے لشکریو! اے خواجہ کے مستو! اب تم کیوں سوچو کہ سوچنے والے مہربان آگئے، اور تم کیوں رکو کہ چلانے والی طاقت خود آگئی۔ اب بحث کی لعنت چھوڑ دو۔ اب غفلت کے جرم سے باز آؤ۔ اُٹھ پڑو، کھڑے ہو جاؤ، چلے چلو، ایک منٹ بھی نہ رکو، پاکستان بنا لو تو جا کر دم لو، کہ یہ کام اے سُنّیو! سُن لو کہ صرف تمہارا ہے۔

حضرات! میں نے بار بار پاکستان کا نام لیا ہے، اور آخر میں صاف کہدیا ہے کہ پاکستان بنانا صرف سُنّیوں کا کام ہے، اور پاکستان کی تعمیر آل انڈیا سُنّی کانفرنس ہی کریگی۔ اس میں سے کوئی بات بھی نہ مبالغہ ہے، نہ شاعری ہے، اور نہ سُنّی کانفرنس سے غلو کی بناء پر ہے۔ پاکستان کا نام بار بار لینا جسقدر ناپاکوں کو چڑھے، اسی قدر پاکوں کا وظیفہ ہے، اور اپنا وظیفہ کون سوتے جاگتے اُٹھتے بیٹھتے، کھاتے پیتے پورا نہیں کرتا۔ اب رہا پاکستان کارِ سُنّیان است، یہ ملک کی کسی سیاسی جماعت سے تصادم کے لیے نہیں کہا ہے، بلکہ ایک حقیقت ہے جسکا اظہار بلا خوف لومۃ لائم کر دیا ہے۔ اول تو مسلم لیگ کے سوا کوئی ٹولی ایسی نہیں جو پاکستان کے ساتھ لفظی موافقت بھی رکھتی ہو، الکفر ملۃ واحدۃ۔ سارے ناپاکوں نے اپنے اندر بیشمار اختلافات رکھتے ہوئے پاکستان کے خلاف صف آرائی کر لی ہے، اور مسلم لیگ میں پاکستان کا پیغام کس سے پہنچا، اور لوگوں نے مسلم لیگ کا عقیدہ اسکو بنایا؟ اگر تاریخی طور دیکھا جائیگا، تو وہ صرف

Marfat.com

سُنّی ہیں۔ پاکستان کے معنیٰ اسلامی قرآنی آزاد حکومت ہے۔ مسلم لیگ سے ہمارے سُنّی کانفرنس کی مجلسِ عاملہ کے رکن حضرت سید شاہ زین الحسنات صاحب سجادہ نشین مانکی شریف (سرحد) نے لکھوا لیا ہے کہ اگر ایکدم سارے سُنّی، مسلم لیگ سے نکل جائیں تو کوئی مجھے بتادے کہ مسلم لیگ کس کو کہا جائیگا؟ اُسکا دفتر کہاں رہیگا؟ اور اُسکا جھنڈا سارے ملک میں کون اُٹھائے گا؟

[اسکے بعد حضرت محدّث صاحب قبلہ صدر آل انڈیا سُنّی کانفرنس نے حسبِ فرمائش اراکین و حاضرین اُس معرکۃ الآراء خطبۂ صدارت کے چند اقتباسات سنائے جو آل انڈیا سُنّی کانفرنس کے اجلاسِ بنارس میں مقبولِ خاص و عام ہو چکا تھا، اور فرمایا کہ]

میں اپنے سُنّی بھائیوں کو آخری پُرزور دعوت دیتا ہوں، کہ زندگی کی پہلی فرصت میں سُنّی جھنڈے کے نیچے آجائیں، جسکا سبز رنگ قبۂ خضرا کی سرسبزی سے ماخوذ ہے، اور جس کا ہلال بدرِ کامل ہونے کی تڑپ رکھتا ہے، اور جس کی چمک اپنے آغوش میں اُس سبز گنبد کو لیے ہے جس کے سایہ میں دین اور دنیا کی بھلائی قدرت نے رکھی ہے

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ

فقیر ابوالمحامد سید محمد غفرلہٗ اشرفی جیلانی

(صدر آل انڈیا سُنّی کانفرنس!)

Marfat.com

ادارہ اعظم لاہور

تراجم و مطبوعات ادارۂ نعیمیہ رضویہ سواد اعظم لاہور

مترجم فاضل جلیل حضرت علامہ مفتی حکیم سید غلام معین الدین نعیمی دامت برکاتہم

کتاب	تفصیل	روپیہ	پیسے
نعیم العطاء	ترجمہ کتاب الشفاء (قاضی عیاض) حصہ اول	۴	۰
" "	" " " " حصہ دوم	۴	۰
ایام اسلام	یعنی ترجمہ "ماثبت من السنة" از شیخ محقق محدث دہلوی مکمل (عربی صرف ڈھائی روپے ، صرف اردو تین روپے)	۵	۰
اصول السماع	از علامہ فخر الدین زرادی رحمۃ اللہ علیہ مع عربی و اردو	۰	۳۷
بکھرے موتی	ترجمہ "الدرر المنتثرہ فی الاحادیث المشتہرہ" للسیوطی	۱	۰
بشری الکئیب بلقاء الحبیب	(عربی مع ترجمہ) للسیوطی	۰	۶۳
تبییض الصحیفہ فی مناقب الامام ابو حنیفہ	للسیوطی	۰	۳۷
مسالک الحنفاء لابوی المصطفیٰ	(عربی مع ترجمہ) للسیوطی	۱	۵۰
شرح الغیب	ترجمہ "فتوح الغیب" مع اہم افادات شیخ محقق دہلوی	۲	۵۰
نعیم العرفان	ترجمہ "تکمیل الایمان" از شیخ محقق محدث دہلوی	۱	۵۰
نجاسی مذہب	ترجمہ "الصواعق الالٰہیہ فی الرد علی الوہابیہ"	۰	۵۰
بیان المیلاد النبوی	للمحدث ابن جوزی (عربی مع ترجمہ)	۰	۵۰
سوانح کربلا	(از سیدی صدر الافاضل قدس سرہ)	۱	۵۰
سیرت صحابہ	(از سیدی صدر الافاضل قدس سرہ)	۱	۵۰
کتاب العقائد	(از سیدی) صدر الافاضل قدس سرہ	۰	۱۹
الطریق المحبوب	ترجمہ کشف المحجوب	۸	۰
حیات صدر الافاضل		۳	۰
نعیم البیان فی تفسیر القرآن	پارہ اول	۳	۵۰
خطبۂ صدارت آل انڈیا سنی کانفرنس		۰	۴۰

Marfat.com